https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن حکیم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

تالیف

مولانا محمد ابراہیم چشتی

مکتبہ جمال کرم لاہور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم الله الرحمن الرحيم

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں

خلافتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

خادم اہلسنت والجماعت محمد ابراہیم

مکتبہ جمالِ کرم

9۔ مرکز الاویس (سنٹرل) دربار مارکیٹ - لاہور فون: 7324948

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : خلافت صدیق اکبرؓ

مصنف : مولانا محمد ابراہیم چشتی

اشاعت اول : مئی 2002ء

تعداد : گیارہ سو

زیر اہتمام : ایم احسان الحق صدیقی

ناشر : مکتبہ جمال کرم لاہور

قیمت : 120

ملنے کے پتے

﴿۱﴾ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

﴿۲﴾ ضیاء القرآن پبلی کیشنز 14 انفال سنٹر اردو بازار کراچی

﴿۳﴾ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

﴿۴﴾ احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک عالم پلازہ راولپنڈی

﴿۵﴾ مکتبہ المجاہد دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدیق سرور رضی اللہ عنہ

○

رفیق مصطفےٰ صدیق سرور
عتیق ذوسرا صدیق سرور

علی کا مدعا صدیق سرور
ہے دُرِّ بے بہا صدیق سرور

کتابِ حق گواہی دے رہی ہے
ہے ساتھی غار کا صدیق سرور

ہے جو اہلِ محبت کا سفینہ
ہے اس کا ناخدا صدیق سرور

نظر کے سامنے ہیں اس کے جلوے
دلوں میں بس گیا صدیق سرور

گُلِ تازہ گلستانِ نبی کا —
ہے بلبل کی صدا صدیق سرور

خضر کی کشورِ قلب و نظر کا
ہے سرورِ باخدا صدیق سرور

○

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست مضامین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سیدنا ابو بکر صدیقؓ

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشم جہاں میں ہو اعتبار
بولے حضورؐ چاہئے فکر عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
اے تجھ سے دیدہ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

﴿بانگ درا از علامہ محمد اقبالؒ:ا۷ا﴾

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علم دوست انسان

بہت سے دوستوں کی فرمائش تھی کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت کے موضوع پر کچھ لکھا جائے اور بالآخر یہ دقیق کام حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم مدظلہ کے حصے میں آیا اور یقیناً انہوں نے اسے بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا دلائل قاطعہ اور شواہد مسلمہ سے اسے مزین فرمایا.......... کتنی راتیں اس کام میں صرف ہوئیں اور کس قدر محنت کرنا پڑی؟ یہ ایک الگ کہانی ہے..... مگر مسودہ تیار ہونے کے بعد اسے کتابی شکل میں لانا ایک نئی الجھن تھی کیونکہ یہ کام سرمائے کا تھا اور اکثر اہل علم وفن آجکل کے دور میں پردہ پوشی کی زندگی بسر کرر ہے ہیں۔ بالخصوص پاکستان میں......... اتنی ضخیم کتاب کو فرد واحد کیلئے پرنٹ کروانا واقعی پہاڑ سر کرنے کے مترادف ہے۔ جبکہ ہمارے ادارے جو کتابوں کی چھپوائی میں مشغول ہیں عام طور پر مشہور مصنف کی کتاب چھاپتے ہیں یا پھر مزیدار' مصالحہ دار کوئی افسانہ نما تحریر ہو تو.......... آج کل اکثر...... مقبول زمانہ ٹھہرتی ہے اس کی مثال پیش کرنے کی ضرورت نہیں.......... کسی عام سے شاعر کی کتاب یا افسانوں کا مجموعہ اٹھا کر دیکھ لیجئے اور اس کا مقابلہ کسی بھی علمی کتاب کی طباعت اور کاغذ سے کر دیکھیئے........ فرق صاف واضح ہے.......... آخر ایسا کیوں؟ ناشرین کہتے ہیں کہ زمانہ بدل گیا ہے۔ لوگ یہ چیزیں پسند کرتے ہیں تحقیق کے دریا میں کون غوطہ زن ہو...... اور اب تو ویسے بھی تحقیق کا بے جا استعمال کر کے یہ لفظ خراب کر دیا گیا ہے...... بہر حال...... بات اس کتاب کے متعلق ہو رہی تھی اور ہم بھی ان مرحلوں سے گزر کر جب توکل بر خدا کئے محوِ حیرت' کارخانہ قدرت کا نظارہ کر رہے تھے تو یہ توفیق تحریر جناب حاجی سردار محمد اعظم خاں کے حصے میں آئی...... انہوں نے مالی معاونت فرمائی' حوصلہ افزائی کی اور ان کے روپے سے ڈھارس بندھی کہ ابھی علم دوست انسان باقی ہیں۔ اس شخصیت کے متعلق چند سطور تحریر کرنا اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ دوسروں کیلئے ترغیب اور شوق کا باعث بنے اور جہاں ہم میلوں ٹھیلوں اور نجی و سیاسی محافل میں گراں قدر مال و دولت فضول اور بے کار کاموں میں صرف کر کے دنیاوی نمود و نمائش کا سامان مہیا کرتے ہیں وہاں اگر چند روپے علم لینے اور علم دینے پہ بھی خرچ کریں تو بہت خوب بات ہو' اور وہ علم جس کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات گردانا گیا' اس کی آبیاری بھی ہو جائے۔

کتاب کا مسودہ مکمل ہو چکا تو بیان کردہ صورتحال کے دوران محترم دوست چوہدری غلام غوث صاحب کے ہمراہ موصوف حاجی سردار محمد اعظم خاں صاحب کے ہاں ہجیرہ (آزاد کشمیر) جانا ہوا وہاں حاجی صاحب کا جوان سال بھتیجا قضائے الٰہی سے عالم آخرت رخصت ہوا اور متعلقین کو دکھ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درد کا ایک طویل سلسلہ دے کر آزردہ وافسردہ کر گیا۔ ہم بھی اس سلسلے میں گئے کہ تعزیت کر لیں۔ جہیرہ سے مشرق کی جانب تقریباً 10 کلومیٹر پر پڑکوٹ نامی قصبہ آباد ہے وہیں ہمارا قصد تھا۔ اور یہ موصوف حاجی صاحب کا آبائی گاؤں ہے۔ دیہاتی زندگی...... اور پھر آزاد کشمیر کی دیہاتی زندگی۔ سبحان اللہ! حاجی صاحب سے ملاقات ہوئی...... 40 سال بلیک برن (انگلینڈ) میں گزارنے کے باوجود نہ یورپ کا اثر نہ مغربی تہذیب کی جھلک...... یہ صوفی منش انسان...... چہرے پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سجائے...... ایسے لگا جیسے وہ کشمیر کی وادی کا کوئی پرانا دیہاتی بزرگ ہو جس نے جدید زندگی کبھی دیکھی تک نہیں۔ محبت بھری میٹھی زبان...... خلوص لہجے سے عیاں اور اسلام سے وابستگی حرکات وسکنات سے ظاہر...... بلا تکلف گفتگو ہوئی...... اس کتاب کا ذکر چوہدری غلام غوث صاحب نے کیا تو موصوف حاجی صاحب نے گویا پہلے ہی طے کر رکھا ہو...... فوراً اس میں تعاون کا اظہار کیا...... جو خدا کی رضا سمجھ کر سعی مشکور ٹھہرا۔

آجکل حاجی صاحب دوبارہ بلیک برن واپس چلے گئے ہیں مگر انہوں نے جس مقصد میں معاونت کی وہ منظر عام پر آ کر آپ کے ہاتھوں میں کتاب کی شکل میں موجود ہے۔ دعا کیجئے کہ رب ذوالجلال ان کے بیٹوں محمد امجد اعظم، محمد الطاف اعظم جو ڈاکٹر ہیں اور محمد آصف اعظم جو بزنس سے وابستہ ہیں، ان کی عمروں میں برکت نازل فرمائے اور ان کی بیٹیاں تعلیم وطب جدید (میڈیکل) سے وابستہ ہیں انہیں اپنے مقصد عزیز میں کامیاب فرمائے۔

اس کتاب سے حاجی صاحب کے والدین حاجی جنس خاں ومحترمہ گلزار بیگم اور ان کے بھتیجے ظفر اقبال اور اہل خانہ سے بھاگنور بیگم اور گلزار بیگم کی روحوں کو ثواب ایصال کرنا مقصود ہے۔ قارئین سے التماس ہے ان حضرات مرحوم کی بخشش اور اعلیٰ درجات کیلئے دعا فرمائیں۔ خدا کرے کہ یہ کتاب مخیر حضرات کیلئے ترغیب وتشویق کا باعث بنے۔

آمین

ناظم شعبہ نشر واشاعت
دارالعلوم کنز الایمان
(تحصیل کھاریاں)

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقدیم

یارِ غار

جس طرح پاکیزہ لوگوں کی محفل میں بیٹھنے سے روح کو تازگی اور ایمان کو تابندگی ملتی ہے اسی طرح ان پاکباز لوگوں کے تذکرے پڑھنے، سیرت مقدسہ کا مطالعہ کرنے اور حیات طیبہ کے واقعات میں مشغول ہونے سے باطنی ترقی اور طمانیت کا سامان ملتا ہے، وہ لوگ جو اسلام پر مر مٹے اور آقا کے حضور مال اولاد بلکہ جان کا نذرانہ پیش کر کے داستان عشق و محبت کا زریں عنوان بنے............ تپتی ریت پہ جسم پگھل گیا مگر زبان نے پیغام توحید سے ناطہ نہ توڑا............ کوڑے برسے مگر پائے ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی............ تیر کھائے مگر وادیٔ بطحا کے چاند کا دامن نہ چھوڑا............

وہ حبشہ کے بلال ہوں یا روم کے صہیب............ فارس کے مسلمان ہوں یا عرب کے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم............ سبھی جانثار اسلام ہیں، ان مقدس نفوس کے دم سے اسلام کی روشنی مکہ کی وادیوں سے نکل کر پوری دنیا میں پھیلی اور چار دانگ عالم میں توحید کا ڈنکا بجا۔

آج ہم ایسے ہی درخشندہ ستارے اور عرفان عشق و محبت کا تاج اپنی جبیں نیاز پر سجانے والے جانثار رسول ﷺ کا ذکر کر کے دل و دماغ کو معطر کر رہے ہیں۔

اسلام ابھی مکہ کی سرزمین پر بیگانہ سا تھا، کفار مکہ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر سختی سے کاربند تھے اور اسے چھوڑنے کا تصور بھی ان کے لئے ممکن نہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ دعوت توحید دیتے ہیں، بتوں اور بت کدوں کو چھوڑنے، ایک خدا کو ماننے اور اسی کی عبادت کرنے اور اس کے بھیجے ہوئے برگزیدہ انسان کو نبی تسلیم کرنے کا پیغام، بتوں کے پجاریوں پر برق بن کر گرتا ہے۔ اور یہ اعلان انہیں نبی محتشم ﷺ کی دشمنی پر جمع کر دیتا ہے۔ سردار سر جوڑتے ہیں اور اس پیغام توحید و رسالت کو آغاز ہی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے دبا دینے کا سوچتے ہیں۔

اسلام کے انہی ابتدائی ایام میں عبداللہ نامی شخص ملک شام سے تجارتی سفر مکمل کر کے واپس لوٹتا ہے۔ سفید رنگ............ اکہرا بدن............ رخسار اندر کو دبے ہوئے............ پیشانی پر دانش و فراست کی پرچھائیاں............ نیچی نظر............ شرم و حیا کا پیکر............ جیسے ہی شہر مکہ میں قافلہ داخل ہوا۔ سرداران قریش اس معزز، محترم شخص سے ملے اور کہا۔

ارے سنتے ہو! تمہارے جانے کے بعد تمہارے دوست محمد (ﷺ) نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور نئے دین کا اعلان کر کے ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا ہے۔

یہ بات سننا تھی کہ عبداللہ کو وہ خواب یاد آگیا جس میں دیکھا تھا کہ مکہ مکرمہ کی طرف سے ایک چاند اترا اور ہر گھر میں داخل ہوا، پس اس کی روشنی اور ضیاء سے گھر چمک گئے پھر آخر میں وہ چاند میری گود میں جمع ہو گیا۔ عبداللہ کو اس خواب کے ساتھ ہی تعبیر بیان کرنے والے اس عالم کے یہ الفاظ بھی پردہ سماعت سے ٹکراتے ہوئے محسوس ہوئے، جب خواب سن کر اس نے کہا تھا "اے نیک بخت نوجوان! جس نبی کی انتظار ایک عرصہ سے کی جا رہی ہے وہ تشریف لا چکے ہیں اور تم اس کے دامن سے وابستہ ہو کر سب سے زیادہ سعادت مند ہو گئے۔ مبارک ہو تمہیں اے آخری نبی کے رفیق خاص!"

اب جو سرداران مکہ کی زبانی محمد عربی ﷺ کی نبوت کا مژدہ جانفزا سنا تو فوراً بارگاہ رسالت میں حاضری دی اور کہا "اے محمد ﷺ! کیا آپ نے نبوت کا اعلان کیا؟" جواب ارشاد ہوا "ہاں" عرض کی "اس کی دلیل؟" جواب ملا تیرا وہ خواب جو تو نے دیکھا ہے اور چاند کو اپنی گود میں سمٹتے ہوئے پایا ہے۔ یہ سننا تھا کہ آگے بڑھ کر اس آفتاب رشد و ہدایت کے سامنے بصد عجز و نیاز عرض کی۔

"اشهد ان لا اله الا الله و انك رسول الله"

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں"

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ پیکر رعنائی عبداللہ ابن ابی قحافہ ہیں جو اسلام لانے کے بعد عتیق اور صدیق کے لقب سے معروف ہوئے اور دنیا انہیں ابوبکر کی کنیت سے یاد کرتی ہے۔ (رضی اللہ عنہ) آج بھی ان کا نام عشاق کیلئے تڑپ کا سامان ہے۔ ان کی جانثاری کے تذکرے، پڑھنے، سننے والوں کے دلوں کو جلا بخشتے ہیں۔ ان کی فضیلت، عظمت اور شان و شوکت کے بیان کیلئے یہ چند سطریں آٹے میں نمک کے مصداق بھی نہیں مگر صرف حصول برکت کی خاطر آپ کے نام نامی، اسم گرامی کو موضوع سخن بنایا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جس روز حضرت صدیق اکبرؓ مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے، آپ نے یہ تمام مال نبی کریم ﷺ (کے ارشاد) پر خرچ کر دیا۔ شب معراج کی صبح جب واقعہ اسریٰ سن کر کفار نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرنے لگے اور مذاق اڑانے لگے تو صدیق اکبرؓ نے کافروں کے منہ یہ کہہ کر بند کر دیے کہ اگر میرے آقا ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے تو اس میں ذرا بھر بھی شک نہیں، آپ ﷺ ہمیشہ سچ ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے صدیق کا لقب عطا فرمایا یعنی پیکر صداقت۔ بعض روایات میں جبرائیل امین کے ذریعے نبی کریم ﷺ کو مطلع کیا گیا کہ آپ واقعہ معراج شریف کی تصدیق کریں گے۔ اس لئے آپ کا لقب صدیق پڑ گیا۔

ابن عساکر نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی موجود تھے اور ایسی قبا پہنے ہوئے تھے جس کو انہوں نے اپنے سینے پر کانٹوں سے اٹکایا ہوا تھا (بٹن کی بجائے کانٹے لگے ہوئے تھے) پس جبرائیل امین نازل ہوئے اور عرض کی اے محمد ﷺ! ابوبکرؓ نے کانٹوں سے قبا کو کیوں اٹکایا ہوا ہے؟ ارشاد ہوا اس لئے کہ انہوں نے سارا مال مجھ پر (اسلام پر) خرچ کر دیا ہے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اللہ ان پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے اے ابوبکر! کیا اس حالت فقر میں ہم سے خوش ہو؟ .... یہ سننا تھا کہ ابوبکرؓ پکار اٹھے میں اپنے رب سے کیسے ناراض ہو سکتا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں............میں اس سے راضی ہوں............میں اس سے خوش ہو۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سب کچھ اسلام پر نچھاور کر دیا............سفر و حضر میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت اختیار کی............غلاموں کو خرید خرید کر آزاد کروایا............درہم و دینار پانی کی طرح دین اسلام کے راستے میں لٹائے اور آقائے دو عالم ﷺ سے عتیق کا لقب پایا............ایک مرتبہ خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے فرمایا جس نے جہنم کی آگ سے آزاد شخص دیکھنا ہو وہ اسے (صدیق اکبرؓ) دیکھے، یہ عتیق ہیں (عتیق کا مطلب ہے آزاد ہونے والا)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو بکرؓ کے مجھ پر ایسے احسانات ہیں کہ کسی اور کے نہیں............انہوں نے جان اور مال سے میری مدد کی اور اپنی بیٹی میرے عقد میں دے دی۔

ابو داؤد اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا انسانوں میں سب سے زیادہ جس نے مال اور دوستی کے ذریعے میرے ساتھ تعاون کیا وہ ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو وہ ابو بکرؓ ہوتے۔ وہ میرے دینی بھائی ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے فضائل و کمالات بے شمار اور ان گنت ہیں ان کے اوصاف جمیلہ حساب سے باہر ہیں............قبول اسلام سے لے کر وصال تک رفاقت نبوی کا مزہ پایا اور چند خاص حالتوں کے علاوہ کبھی جدا نہ ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

پسندیدہ خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان میں سے کوئی خصلت اس کے اندر پیدا فرما دیتا ہے جس کی بدولت اسے جنت مل جاتی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا ان میں سے کوئی عادت میرے اندر بھی ہے؟ ارشاد فرمایا اے ابو بکر! تمہارے اندر وہ تمام خصلتیں موجود ہیں۔ (ابن عساکر بحوالہ سلمان بن یسارؓ)

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی کریم ﷺ کے ساتھ شدید محبت اور الفت کا نتیجہ تھا کہ رب ذوالجلال نے آپ کو مقام رفیع پر فائز فرمایا۔ قرآن پاک کے اندر آپ کو صاحب رسول ﷺ کے لقب سے یاد فرمایا۔

ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبه......

یعنی غار ثور کے اندر حضرت ابوبکر کی پریشانی اور اس بات کے خوف پر کہ کہیں دشمن ہمارے ٹھکانے سے آگاہ نہ ہوئے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "لاتحزن ان اللہ معنا" (اے پیارے صدیق!) غم نہ کھا بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

اسی بات کی طرف "ثانی اثنین" کے ساتھ اشارہ کیا ہے اور مفسرین نے یہ بات بھی بڑی وضاحت کے ساتھ لکھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے نفس یا جان کی کوئی پرواہ نہ تھی بلکہ ڈر صرف اسی بات کا تھا کہ کہیں دشمن میرے آقا ﷺ کو اذیت نہ پہنچائے۔ اس بات پر حضرت عمرؓ کی یہ روایت شاہد ہے۔

حضرت عمرؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ افضل ہیں یا حضرت ابوبکرؓ؟ یہ سن کر آپ رونے لگے اور فرمایا خدا کی قسم! حضرت ابوبکرؓ کی ایک رات اور ایک دن میری ساری عمر کی نیکیوں سے بہتر ہے۔ (اے سوال کرنے والے) کیا تجھے وہ دن اور رات بتا نہ دوں؟ عرض کیا گیا۔ ہاں امیر المومنین ضرور ارشاد فرمایئے۔ آپ نے فرمایا۔

"رات وہ جب نبی اکرم ﷺ مکہ سے حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ نکلے اور سفر ہجرت شروع کیا تو حضرت ابوبکرؓ کبھی آپ کے پیچھے ہو لیتے اور کبھی آگے، کبھی دائیں کبھی بائیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے صدیقؓ! یہ کیا کرتے ہو کبھی اس طرف کبھی اس طرف؟" عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! جب راستہ یاد کرتا ہوں تو آگے ہو جاتا ہوں، جب کافروں کا خیال آتا ہے آپ کی تلاش کر رہے ہیں تو کبھی پیچھے ہو جاتا ہوں اور کبھی دائیں بائیں...... حضرت عمرؓ نے فرمایا...... اس رات نبی اکرم ﷺ پاؤں کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے تاکہ نشان قدم سے دشمن ٹھکانے پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آگاہ نہ ہو جائے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر آبلے پڑ گئے۔جب صدیق اکبرؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو نبی اکرم ﷺ کو اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور دوڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ غار تک پہنچ گئے......(الیٰ...... آخر الحدیث......ابن عساکر)

اس سفر ہجرت کے بارے میں یہ روایت بھی قابل غور ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے خداوند کریم کی طرف ہجرت کا حکم ملنے کے بعد جبرائیل امین سے فرمایا۔اس سفر میں میرے ساتھ کون ہوگا؟ تو جبرائیل نے عرض کی "ابو بکر"

معلوم ہوا کہ یہ سعادت ابدی، رب ذوالجلال کے حکم سے آپ کا مقدر بنی اور آپؓ کا ساتھ آسمان پر پہلے ہی طے ہو چکا تھا۔ یہ آپ کے کامل ایمان اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شدید محبت کی بھی دلیل ہے کہ اکابر صحابہؓ سے صرف صدیق اکبرؓ کو ہی اس سفر میں رفیق بنایا۔اسی لئے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مخلوق میں سے افضل ترین ذات ابو بکر صدیقؓ کی ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی سیرت و کردار اور عظمت و شان کی ایک جھلک آپ کے اس خطبے سے بھی نمایاں ہے جو آپ نے خلافت سنبھالنے کے بعد دیا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

آپؓ حمد و ثنا کے بعد یوں گویا ہوئے!

مسلمانو! مجھے تمہارا امیر بنایا گیا ہے۔اگر میں بھلائی کروں تو میری مدد کرنا اور اگر مجھ سے گناہ یا برائی سرزد ہو جائے تو مجھے ملامت کرنا...... سچائی امانت ہے اور جھوٹ ایک خیانت ہے...... تم میں جو کمزور ہے میرے نزدیک اس وقت تک طاقتور ہے جب تک اس کا حق نہ دلوادوں اور تم میں جو طاقتور ہے میرے نزدیک اسوقت تک کمزور ہے جب تک اس سے دوسروں کا حق وصول کر کے حقداروں کو نہ دے دوں......یاد رکھو! جس قوم نے جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیا اور وہ خوار ہو گئی اور جس قوم میں بدکاری پھیل گئی اور بلاو آزمائش میں گرفتار ہو گئی۔جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کروں تو تم میری اطاعت کرنا اور اگر ان سے روگردانی کروں (العیاذ باللہ) تو میری اطاعت تم پر واجب نہیں۔یہ چند جملے حکمرانوں کی آنکھیں کھول دینے کے لئے ہی کافی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں جنہوں نے عوام کے حال کو اپنی جاگیر اور اپنے حکم کو حتمی فیصلہ سمجھ رکھا ہے جو ظالموں کے جانب دار ہیں اور مظلوموں سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اور اس خطبے کے کلمات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عدل وانصاف، فہم و فراست اور نور ایمانی کی روشن دلیل ہے اور ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔ جب آپؓ مسند خلافت پر تشریف فرما ہوئے تو اسلام ابھی نرم و نازک شاخوں کے ساتھ دنیا میں ابھر اتھا جو لوگ ابھی اسلامی تعلیمات مکمل سمجھ نہ پائے تھے۔ نبی محترم ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہونا شروع ہو گئے، بعض نے زکوٰۃ دینا بند کر دی اور کچھ قبیلوں نے بغاوت کر دی، برباد کرنے کی مکمل کوشش شروع کی...... سرحدوں پر دشمن نے حالات سے فائدہ اٹھا کر اسلامی سلطنت کو روندنے کی کوشش کی۔

ان پیچیدہ اور نازک حالات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جس حوصلے اور جرأت مندی کا ثبوت دیا وہ تاریخ عالم میں بے نظیر و بے مثال ہے جو بھی جنگ لڑتے ہوئے اندرونی شورشیں فرو کیں اور سرحدوں پر دشمن کے دانت بھی کھٹے کیے لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور اسلام کی عزت و وقار میں اضافہ ہوا۔

ختم نبوت کا مسئلہ آج کا نہیں حضرت صدیق اکبرؓ کے دور سے بلکہ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سے ہی ایسے فتنے سر نکالتے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر تحریک ختم نبوت کا مجاہد اول حضرت صدیق اکبرؓ کو قرار دیا جائے تو اس میں ذرا بھی مبالغہ آرائی نہ ہو گی، انہوں نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے سر خاک میں ملا کر رکھ دیئے اور امت مسلمہ کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کو بتا دیا کہ جب تک ایک بھی مسلمان موجود ہے اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کے دامن نبوت پر کسی غلیظ، جھوٹے، کذاب اور دجال شخص کے ناپاک چھینٹے پڑنے نہ دیگا...... آج بھی یہ فتنہ مرزائیت و قادیانیت کے روپ میں سانپ بن کر بل سے منہ نکال رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جذبۂ صدیقی کے ساتھ اس کا پھن کچل دیا جائے اور دامن محبوب ﷺ پر کوئی حرف نہ آنے دیا جائے یہی محبت کا تقاضا ہے۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بہر حال فضائل و کمالات ابو بکر صدیقؓ کا یہ مختصر سا بیان سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ رب ذوالجلال ہمیں ان پاکباز لوگوں کی سیرت و کردار پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور خدا کرے کہ اقبال مرحوم علیہ الرحمۃ کی زبان میں صدیق اکبرؓ کا یہ مقولہ ہمارے ایمان کی بنیاد بنے۔

پروانے کو چراغ، بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کیلئے ہے خدا کا رسول بس

خلافت سیدنا ابو بکر صدیقؓ پر لکھی گئی یہ کتاب ایک اچھوتی اور گراں قدر کوشش ہے۔ آپؓ کی خلافت کو غصب کا نام دینے والے اور حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کے علاوہ باقی خلفاء کے دامن اقدس پر تحریر و تقریر کے ذریعے کیچڑ اچھالنے والوں کیلئے مسکت جواب ہے۔ جس محنت اور عرق ریزی سے اسے پیش کیا گیا یہ حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہٗ العالی جیسی شخصیت کے ہی لائق تھا۔ کتاب سے علمی و تحقیقی اسلوب جگہ جگہ مترشح ہے اور مدلل گفتگو نے مخالفین کے اعتراضات خس و خاشاک کی طرح بہا دیئے ہیں۔ رب ذوالجلال حضرت علامہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور اہل سنت و جماعت کیلئے مزید تحریر کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

محمد سجاد رضوی۔ نصیرہ (تحصیل کھاریاں۔ ضلع گجرات)
ایم اے عربک (پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور)

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خطبۃ الکتاب

صاحب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونستعینہٗ و نستغفرہٗ ونومن بہٖ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور أنفسناومن سئیات اعمالنا ونشھد أن لا الہ الا اللہ و نشھدأن سیدنا و مولانا محمدا عبدہٗ ورسولہٗ، اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ اجمعین امابعد:

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاتنصروہٗ فقدنصر اللہ اذأخرجہٗ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذیقول لصاحبہٖ لاتحزن ان اللہ معنا فأنزل اللہ سکینتہٗ علیہ..... الی آخرالایۃ (القران الحکیم)

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہٗ النبی الکریم الامین

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحب رسول خدا ﷺ...... سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

نام مبارک : عبداللہ

باپ کا نام : عثمان کنیت ابو قحافہ

شجرۂ نسب

حدثنا محمد بن عمرو بن خالد الحرانی حدثنی أبی ثنا ابن لهیعة عن أبی الاسود عن عروة قال ابوبکر الصدیق اسمهٗ عبداللہ بن عثمان بن محمود بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرة بن کعب بن لؤی بن غالب بن فهر القرشی التیمی

''عبداللہ بن عثمان، حضرت ابو بکر صدیق کا نام ہے اور اس سے آگے فہر القرشی التیمی تک آپؓ کا نسب مبارک ہے۔

والدہ کا نام

أم الخیر سلمٰی بنت صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرة بن کعب بن لؤی بن غالب بن فهر بن مالك.

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نسب تقریباً ساتویں پشت میں نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے آباء کی مردتن کعب تک تعداد برابر ہے۔ (فتح القدیر، ج ۷، ص ۹)

نانی کا نام

دلاف یعنی أمیمة بنت عبید بن ناقد الخزاعی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والدی کا نام

أمينة بنت عبدالعزى بن حرثان ابن عوف بن عبيد بن عويج بن عدى بن كعب

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کے والدین مشرف بہ اسلام ہوئے جیسا کہ حافظ سلمان بن احمد طبرانی فرماتے ہیں۔

حدثنا محمد بن علي المديني البغدادى ثناء داؤد بن رشيد عن الهيثم ابن عدى قال أم أبي بكر رضى الله عنه يقال لها أم الخير بنت صخر بن عامر وهلك ابوبكر رضى الله عنه فورثه آبواهُ جميعا وكانا أسلما وماتت أم أبي بكر قبل أبيه. (طبراني في الكبير، ج ۱ ، ص ۵۱،۵۲)

ھیثم بن عدی فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ام الخیر بنت صخر بن عامر اور والد گرامی، حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد آپؓ کی وراثت کے مالک بنے اور وہ دونوں مسلمان تھے اور آپ کی والدہ نے آپ کے والد سے پہلے وفات پائی۔

سن ولادت

آپ کی ولادت کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی "الاصابۃ" میں لکھتے ہیں۔

ولد بعد الفيل بسنتين وستة اشهر أخرج ابن البر والطبراني بطريق ابن لهيعة عن أبي الأسود عن عروة عن عائشة رضى الله عنها قالت تذاكر رسول اللهﷺ و ابوبكر ميلا دهما عندى فكان رسول اللهﷺ أكبر من أبي بكر رضى الله عنهُ وصحب النبيﷺ قبل البعثة وسبق الى الإيمان به

(الاصابة في تمييز الصحابة، ج ۲ ، ص ۳٤١ . طبراني في الكبير، ج ۱، ص ۵۸)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے اڑھائی برس بعد پیدا ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرمﷺ اور حضرت

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس بیٹھے اپنی ولادت کا ذکر کر رہے تھے (اس گفتگو کے نتیجے میں ظاہر ہوا کہ) نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے آپؓ قبل از بعثت رسول اکرم ﷺ کے ساتھی رہے اور آپ ﷺ پر ایمان لانے میں دوسروں سے سبقت کی۔

ابو بکر کی وجہ تسمیہ

علامہ عبدالباقی "زرقانی علی المواھب" اور علامہ حلبی "انسان العیون" میں لکھتے ہیں:

قال الزمحشري ولعلهٗ كني بأبي بكر لابتكاره الخصال الحميدة وقال الزرقاني ولم أقف علىٰ من كناهٗ به هل المصطفى ﷺ أو غيرهٗ

(سیرت حلبیه ج ١، ص ٤٤٢. زرقانی، ج ١، ص ٢٣٨)

امام زمحشری فرماتے ہیں صدیق اکبرؓ کی کنیت ابو بکر شاید اس لئے رکھی گئی کہ آپ بچپن ہی سے اعلیٰ خصلتوں کے مالک تھے اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ کی یہ کنیت مصطفیٰ کریم ﷺ نے رکھی یا کسی اور نے۔

آپ کے لقب "صدیق" کی وجوہ

صاحب "معجم کبیر" بطریق عکرمہ عن ام ھانی رضی اللہ عنہا اور ابن اثیر "اسد الغابۃ" میں بطریق معمر عن زھری عن عروۃ عن عائشۃؓ روایت نقل فرماتے ہیں۔

عن عكرمة قال أخبرتني أم هاني قالت قال رسول الله ﷺ لما أسرى به اني أريد أن أخرج الى قريش فاخبرهم، فاخبرهم فكذبوه وصدقه ابوبكر فسمي يومئذ الصديق وفي رواية عن عائشة فلذالك سمي ابوبكر الصديق

(معجم كبير للطبراني، ج ١ ص ٥٥. اسد الغابة، ج ٢، ص ٢٠٦)

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت اُم ہانی فرماتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ نے اس بات کی اطلاع قریش تک پہنچانا چاہی، جب قریش کو واقعہ معراج سے آگاہ کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی (جھٹلایا) جبکہ حضرت ابو بکرؓ نے آپ ﷺ کی تصدیق کی اور تائید بھی۔ اسی دن سے آپ کا نام صدیق رکھ دیا گیا۔

اور اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق، واقعہ معراج کی تصدیق کرنے کے نتیجے میں آپ کو صدیق کا لقب عطا کیا گیا۔

علامہ بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

الصديق في الاسلام لتصديقه النبي ﷺ وذكرابن سعد أن النبي ﷺ لما أسرى به قال لجبريل عليه السلام أن قومي لايصدقوني فقال له جبريل يصدقك أبوبكر و هوصديق. (عمدة القاري، ج ١٦، ص ١٧٢)

"زمانہ اسلام میں آپ صدیق کے لقب سے معروف ہوئے اس لئے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔ ابن سعد نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو جب سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: میری قوم اس سیر کو تسلیم نہ کرے گی۔ جبرائیل امین نے جواب عرض کیا: آپ کی تصدیق، ابو بکر صدیق کریں گے اور وہ صدیق یعنی زبان نبوت کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ کا لقب صدیق، من جانب اللہ ہے۔

أخرج ابن حبان في صحيحه عن أنس بن مالك رضى الله عنه أن النبي ﷺ صعد أحداً فتبعه أبوبكر و عمروعثمان رضى الله عنهم فرجف بهم فضربه نبي الله برجله وقال أثبت أحداً فما عليك الا نبي وصديق و شهيدان.

(صحيح ابن حبان جز ٨، ص ٧)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جبل اُحد پر جلوہ افروز ہوئے اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جبلِ اُحد نے مسرت سے حرکت کرنا شروع کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا (اپنا پاؤں مبارک جبلِ اُحد پر مار کر) اے اُحد ثابت قدم رہ! تجھے معلوم نہیں تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ابن حبان فرماتے ہیں اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ صدیق کا لقب خود رسول خدا ﷺ نے آپ کو عطا فرمایا۔

أخرج الطبراني من طريق عمران بن ظبيان عن يحيى حكيم بن سعد قال سمعت عليا رضي الله عنه يحلف لله أنزل اسم أبي بكر من السماء الصديق

(طبراني في الكبير، ج ۱، ص ۵۵. صفة الصفوة ج ۱، ص ۲۳۶)

وقال الحافظ في الفتح رجاله ثقات (فتح الباري، ج ۷، ص ۹)

یحیٰ حکیم ابن سعد سے روایت کرتے ہیں میں نے حضرت علیؓ سے سنا وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ حضرت ابو بکر کا لقب "صدیق" آسمانی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

أخرج الدارقطني في الافراد من طريق أبي اسحاق عن أبي يحيى قال لا أحصى كم سمعت عليا يقول على المنبر أن الله عزوجل سمى ابابكر على لسان نبيه ﷺ صديقا. نقله الحافظ بن الحجر العسقلاني في الاصابة

(الإصابة، ج ۲، ص ۳۴۳)

ابویحییٰ فرماتے ہیں میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے کتنی مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پہ یہ کہتے سنا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعے حضرت ابو بکر کا نام صدیق رکھا۔

اس حدیث کو حافظ ابن حجر نے "الاصابہ" میں دارقطنی کی "الافراد" سے نقل فرمایا:

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

أخرج ابن الاثير في الاصابة عن النزال بن سبرة الهلالي قال فقلنا يا أمير المومنين حدثنا عن اصحابك قال كل أصحاب رسول الله ﷺ أصحابي قلنا حدثنا عن أبي بكر قال ذاك أمرؤ سماه الله عزوجل صديقا على لسان جبريل و لسان محمد ﷺ كان خليفة رسول الله ﷺ على الصلوة رضيه لديننا فرضينا لدنيانا (الاصابة لابن الأثیر، ج ۲ ، ص ۲۱۶)

نزال بن سبرہ ہلالی فرماتے ہیں ہم چند افراد امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنے اصحاب (ساتھیوں) کے متعلق کچھ بیان فرمائیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہؓ میرے ساتھی ہیں۔ ہم نے عرض کیا ابوبکرؓ کے متعلق ارشاد فرمایئے تو امیر المؤمنین نے جواب دیا ابوبکرؓ وہ شخصیت ہیں کہ اللہ عزوجل نے بزبان جبریل علیہ السلام اور بذریعہ مصطفیٰ کریم ﷺ آپ کا نام "صدیق" رکھا، وہ نماز میں رسول اکرم ﷺ کے خلیفہ تھے۔ رسول کریم ﷺ نے آپ کو ہمارے دین کیلئے پسند فرمالیا اور ہم نے آپؓ کو اپنی دنیا کیلئے پسند کر لیا (یعنی اپنا خلیفہ بنالیا)

ایک روایت کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے آپ کو صدیق فرمایا، دوسری روایت کے مطابق جبریل علیہ السلام نے اور تیسری روایت جو کہ حضرت علیؓ کی ہے یہ لقب من جانب اللہ ہے۔ روایات میں بظاہر تضاد ہے مگر در حقیقت کوئی اختلاف نہیں کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبی کریم ﷺ کو خبر دی اور زبان نبوت نے اس بات کا اظہار فرمایا۔

- حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

ولقب الصديق بسبقه إلى تصديق النبي ﷺ وقيل كان تسميتهُ بذالك صبيحة الاسراء (فتح الباری، ج۷، ص۹)

یعنی نبوت رسول اکرم ﷺ کی سب سے پہلے تصدیق کرنے کی وجہ سے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کا لقب صدیق پڑ گیا۔ اور لفظ "قیل" سے فرمایا کہ اس لقب کی ابتداء اس رات کی صبح کو ہوئی جس میں معراج کا واقعہ پیش آیا۔

معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ "صدیق" کے لقب سے مشرف تو اسی وقت ہو گئے جب آپ نے بلاتردد و تفکر اور بلا تاخیر سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی تصدیق فرمائی۔ لیکن بارگاہ ایزدی میں قبولیت اس گھڑی ہوئی جب سرور عالم ﷺ بغیر حجاب، رب تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور قریش نے اس بات کو جھٹلایا مگر ابوبکرؓ نے اس کی بلاتردد تائید اور تصدیق کی۔ جیسا کہ سابقہ سطور میں حدیث میں وارد ہوا کہ جبریل امین نے نبی کریم ﷺ کے سوال کے جواب میں عرض کیا کہ ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے۔ آغاز اعلان نبوت میں تصدیق کا سہرا بھی حضرت ابوبکرؓ کے سر رہا اور واقعہ معراج کی تصدیق کی سعادت بھی آپ کا مقدر ہی بنی۔ پھر اس لقب سے ایسے مشہور ہوئے کہ اختلاف کی گنجائش تک نہ رہی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لقب کی تحقیق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لقب عتیق میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ لقب نہیں بلکہ آپ کا اصل نام ہے ان کی دلیل یہ روایت ہیں۔

اما هشام فانهٗ قال فيما حدثت عنهٗ ان اسم ابی بکر رضی الله عنه عتیق بن عثمان بن عامر وحدثنی یونس قال أخبرنا إبن وهب قال أخبرنی ابن لهیعة عن عمارة بن غزیة قال سألت عبدالرحمن بن القاسم عن إسم أبی بکر الصدیق رضی الله عنهٗ فقال عتیق و کانوا إخوة ثلاثة بنی أبی قحافة عتیق و معتق و عقیق

(تاریخ طبری، ج ۲، ص ۶۱۹)

ہشام فرماتے ہیں مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا گیا کہ آپؓ کا اسم گرامی عتیق بن عثمان بن عامر ہے (امام طبری) فرماتے ہیں مجھ سے یونس نے بیان کیا اور یونس کو ابن وہب نے خبر دی کہ لھیعة نے عمارہ بن غزیة سے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روایت کیا۔ کہتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نام کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا آپ کا نام عتیق ہے۔ ابو قحافہ کے تین بیٹے تھے عتیق، معتق اور عُتیق۔

امام طبری نے اس روایت کو صرف عبدالرحمٰن بن قاسم تک موقوف رکھا مگر صاحب طبرانی نے اس حدیث کو حضرت عائشہؓ تک بیان کیا ہے اور اس کی سند یہ ہے۔

ابن لهيعة عن عمارة بن غزية عبدالرحمن بن قاسم عن ابيه قال سالت عائشة رضي الله عنها عن اسم ابي بكر فقالت عبدالله فقلت انهم يقولون عتيق فقالت ان ابا قحافة كان له ثلاثة واحدا عتيقا معتيقا و معتقا.

(طبرانی الکبیر، ج۱، ص ۵۳)

عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے سوال کیا، حضرت ابوبکر کا نام کیا تھا تو آپ نے فرمایا عبداللہ...... میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نام عتیق ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابو قحافہ کے تین بیٹے تھے ان میں سے ایک کا نام عتیق دوسرے کا نام معتیق اور تیسرے کا نام معتق،،

دونوں روایات میں کافی فرق ہے۔ طبری کی روایت عبدالرحمٰن بن قاسم تک موقوف ہے اور اس میں حضرت عائشہ کے جواب کا تذکرہ نہیں جبکہ ابو قحافہ کے بیٹوں کے نام میں بھی اختلاف ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ان کے نام عتیق، معتق، اور عُتیق اور طبرانی کی تخریج کردہ روایت جو عبدالرحمٰن بن قاسم عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اس میں عائشہ نے عتیق، معتیق اور معتق گنوائے ہیں۔

علامہ ابن البر الاستیعاب میں لکھتے ہیں

قال آخرون كان له أخوان أحدهما يسمى عتيق مات عتيق قبله فسمي باسمه (الاستيعاب، ج۲، ص ۲۴۵)

علامہ ابن البر عتیق نام میں مختلف اقوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرے علماء کا یہ کہنا ہے کہ ابوبکر صدیق کے دو بھائی تھے ان میں سے ایک کا نام عتیق تھا اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت سے پہلے فوت ہو گیا۔ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو اس کے نام پر آپ کا نام عتیق رکھ دیا گیا۔

فی ربیع الأبرار للزمحشری قالت عائشة رضی اللہ عنها كان لأبی قحافة ثلاثة من الولد أسماء هم عتيق، معتق، معتيق.

(عمدة القاری، ج ۱۶، ص ۱۷۲)

"علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ نے "ربیع الابرار" میں زمخشری کے حوالہ سے نقل فرمایا:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ابو قحافہ کے تین بیٹے تھے، ان کے نام یہ ہیں۔ عتیق، معتق، معتیق"۔

صدیق کی طرح عتیق بھی لقب ہے اس کی دلیل یہ روایت ہے۔ امام سہیلی لکھتے ہیں۔

قيل سمي عتيقا لأن أمه كانت لايعيش لها ولد، فنذرت أن ولدها ولد ان تسميه عبدالكعبة ويتصدق به عليها فلماً عاش وشب سمّي عتيقا كانهٗ أعتق من الموت وقال الحلبی فی كتابه "انسان العيون" و سمته أمهٗ بذالك لانه كان لايعيش لها ولدفلما ولدتهٗ استقبلت به الكعبة ثم قالت اللهم هذا عتيقك من الموت فهبه لی فعاش ونقل غيرهما كثير من العلماء

(روض الانف، ج ۱ ص ۲۸۷، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۴۱)

امام سہیلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"کہا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عتیق اس لئے رکھا گیا کہ آپ کی والدہ کے ہاں اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ پس انہوں نے نذر مانی کہ اگر مجھے اولاد ملے تو بچے کا نام عبدالکعبہ رکھوں گی اور اس کے نام کا صدقہ بھی دیا جائے گا۔ جب بچہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیدا ہوا، زندہ رہا اور جوان ہوا تو اس کا نام عتیق رکھ دیا کہ وہ موت سے آزاد ہو گیا (عتیق کا معنی ہے آزاد) صاحب سیرت حلبیہ فرماتے ہیں آپؓ کا نام عتیق اس لئے رکھا گیا کہ آپؓ کی والدہ کے ہاں اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ پیدا ہوئے تو ان کو کعبہ لے گئیں پھر کہا "اے اللہ یہ تیری طرف سے موت سے آزاد بچہ مجھے عنائت فرما کہ زندگی کے آئندہ مہ و سال یونہی گزارے۔

ان دو کے علاوہ بہت سے علماء نے اسی سلسلہ میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔

بہر حال قبل از بعثت نبوی بھی آپ کو عتیق کہا جاتا تھا جیسا کہ حافظ ذہبیؒ اور حافظ ابو نعیم اپنی اپنی "دلائل النبوۃ" میں فرماتے ہیں۔

واما الحديث الذى أخبرنا ابو عبدالله الحافظ قال حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب قال حدثنا أحمد بن عبدالجبار قال حدثنا يونس بن بكير عن يونس بن عمرو عن ابيه عن أبي ميسرة عمرو بن شرجيل أن رسول الله ﷺ قال لخديجة رضي الله عنها اني اذا خلوت وحدى سمعت نداء وقد والله خشيت أن يكون هذا أمراً فقالت معاذ الله ماكان الله ليفعل بك فوالله انك لتؤدى الامانة أوتصل الرحم وتصدق الحديث فلما دخل ابوبكر وليس رسول الله ﷺ ثم ذكرت خديجة رضي الله عنها حديثهٗ لهٗ وقالت يا عتيق أذهب مع محمد ﷺ إلى ورقة بن نوفل إلى آخر الحديث.

(دلائل النبوة للبيهقي ج ۲، ص ۱۵۸۔ دلائل النبوة للحافظ ابونعيم ص ۱۶۹)

ابو میسرہ عمرو بن شرجیل راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ جب میں تنہائی میں ہوتا ہوں ایک پکار سنتا ہوں، بخدا میں ڈرتا ہوں کہ کوئی حادثہ پیش نہ آجائے، اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا "اللہ کی پناہ! خدائے بزرگ و برتر آپ سے ایسا سلوک نہیں فرمائے گا کیونکہ آپ امانتیں ادا فرماتے ہیں (یا یہ کہا) آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں۔" جب حضرت ابوبکر

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور نبی کریم ﷺ کو نہ پایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی بات آپؓ کو بتائی اور کہا "اے عتیق! محمد ﷺ کے ساتھ ورقہ بن نوفل کے پاس جاؤ...... (حدیث کے آخر تک)

محترم قارئین! یہ ہیں وہ روایات و اقوال جن کی بناء پر بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبداللہ نہیں بلکہ عتیق ہے۔ اگرچہ آپ کے نام میں اختلاف ہے مگر راجح قول یہی ہے کہ اصل نام عبداللہ ہے۔ ایک وجہ تو یہ کہ وہ روایات جن میں آپ کا نام عتیق آیا ہے، قابل اعتماد نہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں "ابن لھیعۃ" بالاتفاق ضعیف ہیں اس کے مقابلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی دوسری روایت صحیح ہے جس میں "عتیق" آپ کا لقب بیان کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ جو قول امام سہیلی اور امام حلبی نے نقل کیا ہے وہ لفظ "قیل" کے ساتھ آیا ہے اور علماء کے نزدیک "قیل" اکثر ضعیف روایات کیلئے آتا ہے۔ رہی حافظ بیہقی و حافظ ابو نعیم کی نقل کردہ روایت تو اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اصل نام عتیق ثابت نہیں ہوتا۔

صاحب سیرت حلبیہ فرماتے ہیں:

أن أمه اذا هزته قالت عتيق ماعتيق ذو المنظر الانيق

"جب آپ کی والدہ مسرت و شادمانی سے اپنے بچے کو دیکھتیں تو کہتیں "عتیق بھی کیسا عتیق ہے جو خوبصورت منظر والا ہے"

ہو سکتا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حسن صورت کی بنا پر آپؓ کو عتیق کہا ہو۔ بہر حال علمائے محققین انساب کے نزدیک آپ کا اسم گرامی عتیق نہیں بلکہ عبداللہ ہے۔

اب وہ اقوال ملاحظہ فرمائیں جن سے آپ کا اسم گرامی "عبداللہ" ہونا عیاں ہے۔

أخرج الطبراني من طريق صخرة بن ربيعة عن الليث بن سعد قال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انماسمی أبوبکر رضی الله عنه عتیقاً لجمال و جهه واسماه عبدالله بن عثمان وقال صاحب مجمع الزوائد رجالهٗ ثقات

(طبرانی فی الکبیر ج ۱، ص ۵۲. مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۴۱)

"لیث بن سعد فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو "عتیق" حسن صورت کی وجہ سے کہا جاتا تھا (یعنی آپ کا لقب ہے) آپ کا اصل نام عبداللہ بن عثمان ہے۔

حدثنا أحمد بن محمد بن صدقة قال سمعت أباحفص عمروبن علی یقول کان أبوبکر رضی الله عنهٗ معروق الوجه وانماسمی عتیقا لعتاقة وجهه وکان اسمهٗ عبدالله بن عثمان هکذافی مجمع الزوائد وقال اسنادهٗ جید (طبرانی، ج ۱، ص ۵۳...... مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۴۱)

"ابوحفص عمرو بن علی فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کے چہرے پر زیادہ گوشت نہ ہونے اور خوبصورت ہونے کی وجہ سے آپ کو عتیق کہا جاتا تھا آپؓ کا اصل نام عبداللہ بن عثمان تھا۔

أخرج الطبرانی وابن حبان فی صحیحه عن عبدالله بن زبیر عن ابیه قال کان اسم أبی بکر رضی الله عنهٗ عبدالله بن عثمان فسماهٗ رسول الله ﷺ عتیقا من النار وکذا فی مجمع الزوائد ورواهٗ بزار ورجالهماثقات و صححهٗ ابن حبان

(ابن حبان جز۸، ص ۶،طبرانی ج ۱، ص ۵۳،مجمع الزاوئد ۹، ص ۴۱)

"عبداللہ بن زبیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کا اسم گرامی عبداللہ بن عثمان تھا پس "عتیق" رسول اکرم ﷺ نے آپ کو نام دیا (عتیق من النار یعنی جہنم کی آگ سے آزاد)

أخرج الطبرانی و الترمذی والحاکم عن عمروبن سلیم قال

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سمعت عبدالله بن زبير يقول كان اسم أبی بکر رضی الله عنهٗ عبدالله بن عثمان (ترمذی کتاب المناقب وقال حدیث غریب) (طبرانی فی الکبیر، ج ۱ ، ص ۵۳ ...... مستدرك للحاکم، ج ۲ ، ص ۴۱۵، ۴۱۶ ...... وقال صحیح الاسناد)

''عمرو بن سلیم فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن زبیر سے سنا، وہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کا اسم گرامی عبداللہ بن عثمان تھا''

أخرج الطبرانی عن عائشة رضی الله عنها أن أبابکر رضی الله عنهٗ مر النبی ﷺ فقال من أراد أن ینظر إلی عتیق من النار فلینظر إلی هذا، واسمهٗ الذی سمّاه أهلهٗ عبدالله بن عثمان رضی الله عنهٗ (طبرانی فی الکبیر، ج ۱ ، ص ۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو جہنم کی آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص (حضرت ابو بکرؓ کی طرف اشارہ) کو دیکھ لے، گھر والوں نے آپ کا نام عبداللہ بن عثمانؓ رکھا۔

وأخرج الجریر الطبری فی تاریخه عن عائشة رضی الله عنها انها سئلت لم سمی ابوبکر عتیقا فقالت نظر الیه النبی ﷺ یوماً فقال هذا عتیق الله من النار (تاریخ طبری، ج ۲، ص ۶۱۵)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کا نام عتیق کیوں رکھا گیا؟ فرمایا ''نبی کریم ﷺ نے ایک دن آپ کی طرف نظر رحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا یہ آگ سے آزاد ہے''

محدث ابن جوزیؒ فرماتے ہیں

وفی تسمیته بعتیق ثلاثة اقوال!

أحدها: ماروی عن عائشة أنها سئلت لم سمی أبوبکر عتیقا فقالت نظر الیه رسول الله ﷺ فقال هذا عتیق الله من النار.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والثاني: انه إسم سمتهُ به أمهُ (قالهُ موسٰى بن طليحة)

والثالث: أنه سمّي به لجمال وجهه (قالهُ الليث بن سعد)

وقال ابن قتيبة لقبه النبی ﷺ بذلك لجماله وجهه سمّاهُ النبی ﷺ صديقا (صفة الصفوة، ج ۱ ، ص ۲۳۵)

آپ کے عتیق نام کے بارے میں تین اقوال ہیں۔

ایک حضرت عائشہؓ کی روایت سے ماخوذ ہے جس میں آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت ابو بکرؓ کا نام عتیق کیوں پڑا؟۔ فرمایا :ایک دن رحمت عالم ﷺ نے نظر بھر کے دیکھا اور فرمایا یہ (مراد حضرت ابو بکرؓ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہنم کی آگ سے آزاد ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ عتیق آپ کی والدہ نے نام رکھا (یہ قول موسیٰ بن طلیحہ کا ہے) تیسرا قول لیث بن سعد کا ہے کہ آپ حسن و جمال کی وجہ سے عتیق کہلاتے تھے۔

ابن قتیبہ فرماتے ہیں حسن صورت کی وجہ سے، نبی کریم ﷺ نے آپ کو عتیق کا لقب عطا فرمایا اور آپ کا نام صدیق رکھا۔

علامہ ابن البر "الاستیعاب" میں لکھتے ہیں۔

اختلف العلماء في المعنى الذى قيل له به عتيق فقال الليث بن سعد وجماعة معهُ انما قيل لهُ عتيق لجماله وعتاقة وجهه، وقال مصعب الزبيرى وطائفة من أهل النسب انما سمّي عتيقا لانّه لم يكن في نسبه شئي يعاب به وقال آخرون انّما سمّي عتيقاً لان رسول الله ﷺ قال من سرهُ أن ينظر إلى عتيق من النار فلينظر الى هذا.

(الاصابة ج ۲، ص ۲٤۳ ......اسد الغابة ج ۳ ، ص ۲۰۵)

علماء عظام نے اس بات میں مختلف اقوال بیان کئے ہیں کہ آپ کو عتیق کیوں کہا جاتا تھا۔ لیث بن سعد اور ان کے ساتھی کہتے ہیں آپ کے چہرے کی خوبصورتی کی وجہ سے آپ کو "عتیق" کہا گیا۔ مصعب زبیری اور اھل نسب میں سے ایک گروہ کا کہنا ہے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نسب ہر عیب سے پاک ہے اس وجہ سے آپ کو عتیق (ہر عیب سے پاک) کہا گیا۔ ان کے علاوہ لوگوں کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ جسے جہنم سے آزاد آدمی دیکھنے کی خواہش ہو وہ ابوبکرؓ کو دیکھے، تب سے آپ کا نام عتیق پڑ گیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی (الاصابۃ) میں فرماتے ہیں۔

قال سعیدبن منصور حدثنی صالح بن موسیٰ حدثنا معاویۃ بن اسحاق عن عائشة بنت طلحة عن عائشة أم المومنين رضى الله عنها قالت إسم أبى بكر رضى الله عنهُ الذى سماهُ به أهله عبدالله ولكن غلب عليه إسم عتيق.

(الاصابة، ج ۲ ، ص ۳٤۲)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ ہے جو ان کے گھر والوں نے رکھا مگر "عتیق" اصل نام پر غالب آگیا اور مشہور ہو گیا۔

نوٹ :۔ اس حدیث شریف کی وضاحت عنقریب علامہ عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کی طرف سے آئے گی۔ انشاء اللہ

امام حلبی علیہ الرحمۃ "انسان العیون" میں فرماتے ہیں۔

وقدجاء فى تفسير قوله تعالىٰ (والذى جاء بالصدق وصدق به) ان الذى جاء بالصدق رسول الله ﷺ والذى صدق به ابوبكر قال ولما سمعت خديجة رضى الله عنها مقالة أبى بكر رضى الله عنهُ خرجت وعليها خمار أحمر فقالت الحمدلله الذى هداك يا بن أبى قحافة.

واسمه عبدالله اى سماهُ بذالك رسول الله ﷺ وكان اسمهُ قبل ذلك عبدالكعبة فابوبكر رضى الله عنهُ اول من غير رسول الله ﷺ اسمه ولقبه عتيق لحسن وجهه أولان عتق من الذنب والعيب اى اونظر اليه

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسول اللہ ﷺ فقال هذا عتيق من النار فهو أول لقب وجد في الاسلام.

(سیرت حلبیه ج ۱ ، ص ٤٤١)

"امام حلبیؒ" "والذی جاء بالصدق وصدق به" کی تفسیر میں فرماتے ہیں سچائی لے کر آنے والے نبی کریم ﷺ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام موصوف حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جب حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنھا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو باہر تشریف لائیں۔ آپ کے اوپر سرخ رنگ کی چادر تھی۔ فرمانے لگیں: "تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں جس نے قحافہ کے بیٹے کو ہدایت عطا فرمائی"۔

سیرت حلبیہ کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور رب العزۃ جل مجدہ کے اس فرمان (وصدق بہ) سے آپ کا صدیق ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہے۔ بلاشک وشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی "صدیق" آسمان سے نازل ہوا ہے۔ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

امام حلبی مزید فرماتے ہیں

حضرت ابوبکر صدیق کا نام عبداللہ تھا اور یہ نام رسول اکرم ﷺ نے تجویز فرمایا۔ اس سے پہلے آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جن کا نام نبی کریم ﷺ نے تبدیل فرمایا اور حسن صورت کی وجہ سے آپ کو عتیق کا لقب عطا فرمایا پھر یہ وجہ ہے کہ زمانۂ جاھلیت میں بھی آپ نقص وعیب سے پاک تھے یا پھر یہ کہ نبی کریم ﷺ نے نظر رحمت فرما کر ارشاد فرمایا (هذا عتيق من النار) پس یہ پہلا لقب ہے جو اسلام میں پایا گیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ عتیق آپ کا لقب ہے جو نبی کریم ﷺ کا عطا کردہ ہے (واللہ اعلم بالصواب)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسول اللہ ﷺ فقال هذا عتيق من النار فهو أول لقب وجد في الاسلام.

(سیرت حلبیہ ج ۱، ص ٤٤١)

"امام حلبیؒ" "والذی جاء بالصدق وصدق به" کی تفسیر میں فرماتے ہیں سچائی لے کر آنے والے نبی کریم ﷺ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام موصوف حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنھا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی تو باہر تشریف لائیں۔ آپ کے اوپر سرخ رنگ کی چادر تھی۔ فرمانے لگیں: "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے قحافہ کے بیٹے کو ہدایت عطا فرمائی"۔

سیرت حلبیہ کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور رب العزۃ جل مجدہ کے اس فرمان (وصدق بہ) سے آپ کا صدیق ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہے۔ بلاشک وشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی "صدیق" آسمان سے نازل ہوا ہے۔ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

امام حلبی مزید فرماتے ہیں

حضرت ابوبکر صدیق کا نام عبداللہ تھا اور یہ نام رسول اکرم ﷺ نے تجویز فرمایا۔ اس سے پہلے آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جن کا نام نبی کریم ﷺ نے تبدیل فرمایا اور حسن صورت کی وجہ سے آپ کو عتیق کا لقب عطا فرمایا پھر یہ وجہ ہے کہ زمانۂ جاھلیت میں بھی آپ نقص وعیب سے پاک تھے یا پھر یہ کہ نبی کریم ﷺ نے نظر رحمت فرما کر ارشاد فرمایا (هذا عتيق من النار) پس یہ پہلا لقب ہے جو اسلام میں پایا گیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ عتیق آپ کا لقب ہے جو نبی کریم ﷺ کا عطا کردہ ہے (واللہ اعلم بالصواب)

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ بدالدین عینیؒ عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں۔

عن ابراھیم النخعی رضی اللہ عنه کان یسمی الاواہ وکان یسمی ایضاعتیقا لقدمه فی الاسلام وفی الخیر وقیل لحسنه وجماله وقال السهیلی وکان یلقب أمیر الشاکرین وأجمع المؤرخون وغیرھم علی انه یلقب خلیفة رسول اللہ ﷺ

(عمدۃ القاری ج۱۶،ص ۱۷۲)

ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام "اوّاہ" بھی رکھا گیا اور عتیق بھی۔ دوسرا نام یا تو آپ کے اسلام لانے میں مقدم ہونے کی وجہ سے یا پھر بعض علماء کے نزدیک آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے ہے۔ امام سہیلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کا لقب "امیر الشاکرین" (شکر کرنے والوں کے سردار) بھی ہے۔ مؤرخین کے علاوہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا لقب خلیفۂ رسول ﷺ بھی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ کی تصریح سے پتہ چلا کہ آپ کا لقب "اوّاہ" بھی ہے۔

اوّاہ کا معنی

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت زیادہ آہ و بکا اور عجز و انکساری کرنے والے کو "اوّاہ" کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ امت محمدیہ ﷺ میں سب سے زیادہ آہ و زاری اور عجز کرنے والے ہیں۔

"الاصابہ لابن البر" میں ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ آپ کی رأفت کی وجہ سے آپ کو "اوّاہ" کا لقب دیا گیا۔ (الاصابہ ج۲ ص ۳۴۴)

امیر الشاکرین

بوجہ کثرت شکر کہ آپ امت محمدیہ ﷺ میں سب سے زیادہ اپنے رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے تھے۔ یہ سعادت بھی آپ کا ہی خاصہ ہے کہ شکر کرنے والوں کے سردار ہیں۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلیفۃ الرسول ﷺ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ اللہ کے نام سے پکارا گیا تو آپ نے فرمایا میں خلیفۃ الرسول ہونا پسند کرتا ہوں۔ مزید برآں نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں آپ کو اپنا نائب منتخب فرمایا تھا، اس لئے آپؓ کا لقب خلیفہ رسول ﷺ مشہور ہوا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی "فتح الباری" میں فرماتے ہیں :

یقال کان اسمه قبل الاسلام عبدالکعبة وکان یسمی ایضاً عتیقاً واختلف هل هو اسم لهٗ اصلی أوقیل غیر ذلك ، قال، بأن إسم أبی بکر رضی الله عنهٗ عبدالله وهو المشهور وقال الحافظ العینی وجزم البخاری بأن اسمهٗ عبدالله وهوالمشهور وفی التلویح کان اسمهٗ فی الجاهلیة عبدالکعبة وسمی فی الاسلام عبدالله وکانت أمهٗ تقول یارب عبدالکعبة...... استمع به یا ربهٗ...... فهو بصخر اشبه.

(عمدۃ القاری ج ۱٦، ص ۱۷۱، فتح الباری ج ۷، ص ۹)

"حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اسلام سے پہلے آپ کا نام عبد کعبہ تھا اور عتیق بھی۔ علمائے کرام نے آپ کے نام میں اختلاف کیا ہے کہ آیا "عتیق" حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اصلی نام ہے یا نہیں؟ حافظ ابن حجر اور حافظ بدر الدین عینی علیہما الرحمۃ فرماتے ہیں : امام بخاری علیہ الرحمۃ کا حتمی اور قطعی فیصلہ یہی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اصل نام عبداللہ تھا اور یہی مشہور ہے۔ "تلویح" (ایک مشہور کتاب) میں ہے کہ دور جاہلیت میں آپ کا نام عبدالکعبہ تھا اور اسلام میں آپ کا اسم گرامی عبداللہ ہے جیسا کہ آپ کی والدہ کے اس شعر سے ثابت ہے۔

یا رب عبدالکعبة......اسمع به یا ربه......فهو بصخر أشبه

علامہ عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هو أبوبكر عبدالله بن عثمان أبى قحافة على المشهور ويقال كان اسمهٗ قبل الاسلام عبدالكعبة قالهٗ الفتح وفى جامع الاصول يقال كان اسمهٗ فى الجاهلية عبدرب الكعبة فغيره ﷺ إلى عبدالله و ينافيه ماروى ابن عساكر عن عائشة رضى الله عنها أن اسمهٗ الذى سماهٗ أهله عبدالله ولكن غلب عليه اسم عتيق الا أن يكون سمى بهما حين الولادة لكن اشتهر فى الجاهلية بذالك وفى الاسلام بعبد الله فمعنٰى سماهٗ النبى ﷺ قصراسمه على عبدالله.

(زرقانی شرح مواہب، ج ا، ص ۲۳۸)

"صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کا نام عبداللہ بن عثمان بن ابی قحافہ ہے اور یہی مشہور قول ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا قبل از اسلام نام "عبدرب الکعبۃ" تھا جیسا کہ فتح الباری نے کہا (گذشتہ سطور میں اس کا ذکر ہوا)۔ جامع الاصول میں ہے جاہلیت میں آپ کا نام عبدرب الکعبۃ بھی رہا ہے۔ پس نبی کریم ﷺ نے اسے عبداللہ میں تبدیل فرمادیا۔ اور یہ قول ابن عساکر کی حضرت عائشہؓ سے روایت کردہ قول کے منافی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ گھر والوں نے آپ کا نام عبداللہ رکھا لیکن اس نام پر عتیق غالب آگیا۔ اس کے جواب میں علامہ عبدالباقی زرقانی ارشاد فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کی ولادت کے بعد آپ کے دونوں نام رکھے گئے ہوں (یعنی عبدرب الکعبۃ اور عبداللہ) مگر جاہلیت میں آپ عتیق اور اسلام میں عبداللہ کے نام سے مشہور ہوئے ہوں"

خلاصۃ المرام

محترم قارئین! طرفین کے دلائل وضاحت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آپؓ کا اصل نام عتیق تھا جبکہ دوسرا "عبداللہ" کو اصل اسم گرامی تسلیم کرتا ہے۔ لیکن "عبداللہ" کے متعلق وارد شدہ ارجح اور اثبت روایات کے بعد فیصلہ کرنے میں کچھ دشواری پیش نہیں آتی اور عدل وانصاف کا تقاضا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہی قرار پاتا ہے کہ آپ کا اصل نام "عبداللہ" تھا۔ اسی لئے جن اقوال اور روایات میں آپ کا نام عبداللہ قرار دیا گیا ہے۔ ہم نے ان کے آخر میں "رجالہ ثقات"، "سندہ جید"، "صحیح، فلان"، "صحیح الاسناد" وغیرہ لکھ دیا ہے اور جو اقوال اس کے خلاف ہیں کہ عبداللہ نام اصل نہیں بلکہ عتیق یا عبدرب کعبہ وغیرہ اصل ہے، وہ مرجوح اور مقدوح ہیں۔ لہٰذا صحیح الاسناد روایات کی موجودگی میں ضعیف روایات قابل تسلیم نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ امام بخاریؒ جیسے عظیم محدث نے بھی یقین کے ساتھ فرمایا کہ قول مشہور میں حضرت ابوبکرؓ کا اصل نام عبداللہ ہے جس کی تائید و توثیق حافظ ابن حجر، حافظ العینی اور علامہ عبدالباقی زرقانی جیسے عظیم محدثین نے کی۔

کثرت اَسماء

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ علمائے کرام کے نزدیک کثرت اَسماء شخصیت کے شرف و کمال اور بزرگی پر دلالت کرتی ہے۔ غالباً جتنے اسماء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہیں کسی اور صحابیؓ کے نہیں۔ آپ کے مشہور اسماء یہ ہیں۔

ابوبکر، صدیق، عتیق، عبداللہ، عبدالکعبہ، عبدرب الکعبہ، اوّاہ، امیر الشاکرین، خلیفۃ الرسول ﷺ، اَمیر المومنین، ثانی اثنین، حبیب الرسول ﷺ، خلیل الرسول ﷺ وغیرھا۔

ان سب سے بڑھ کر جو نام "یار غار" کے طور پر مشہور ہوا اس کی مثال نہیں ملتی۔ اپنے ہوں یا بیگانے جب بھی نام لیتے ہیں یار غار کہہ کر پکارتے ہیں۔ جس طرح شجاعت میں رستم، سخاوت میں حاتم اور حسن میں حضرت یوسف علیہ السلام مشہور ہیں کہ ان میں یہ اوصاف انتہا کے تھے۔ اسی طرح مصاحبت رسول ﷺ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ایسا مشہور ہے کہ سخت مصائب و آلام کے اوقات میں بھی آپ ساتھ ساتھ رہے۔ یہ اعزاز ایسا ارفع اور اعلیٰ ہے کہ رب ذوالجلال نے اپنی مخلوق

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی زبان پر "یار غار" کا نام جاری کر دیا جو تا قیامت یونہی محبت و شوق سے لیا جاتا رہے گا اور صدیقؓ کی اپنے نبی ﷺ سے والہانہ محبت کے لئے درخشندہ دلیل کے طور پر ہر دل میں زندہ رہے گا۔ میں نے اسی مناسبت سے کتاب کا نام :

صاحب رسول ﷺ .... سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ،

تجویز کیا ہے کیونکہ خود رب ذوالجلال نے اپنے مقدس کلام، قرآن مجید میں ارشاد فرمایا :

اذیقول لصاحبہٖ لاتحزن

جب خود خدائے بزرگ و برتر نے صدیق رضی اللہ عنہ، کو اپنے حبیب ﷺ کا صاحب کہہ کر ارشاد فرمایا ہے تو ہم نے بھی یہی عنوان اس پیکر عشق و مستی کیلئے موزوں سمجھا۔

اب ہم کلام ربانی کی وہ آیات جن میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، کی مدح کی گئی ہے حصول برکت کیلئے تحریر کر کے آئمہ مفسرین اور علمائے ربانیین کی فکر انگیز آراء پیش کریں گے تاکہ آپ کی عظمت و شان ہر ایک پر روشن اور عیاں ہو جائے۔

دعا ہے خالق ارض و سما سے کہ ہمیں صاحب رسول ﷺ کی عزت و تکریم کی توفیق عطا فرمائے اور آپؓ کے ذکر خیر کے سبب ہم سب کے گناہ معاف فرمائے۔

آمین، بجاہ طٰہٰ و یٰسین

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

القرآن اور صدیق کی صداقت و مصاحبت

قال اللہ تعالیٰ:

الاتنصروہ فقد نصرہ اللہ

علامہ علاء الدین علی المعروف بالخازن اس آیہ کریمہ کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں:

فی الوجوہ المستنبطۃ من ھذہ الآیۃ الدالۃ علی فضل سیدی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہٗ

"اس آیہ کریمہ سے اخذ کی گئی وہ وجوہات جو کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کے فضل و شرف پر دلالت کرتی ہیں (مندرجہ ذیل ہیں)

اول: جب نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کفار کے تعاقب سے بچنے کیلئے غار ثور میں گئے تو آنحضرت ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کے باطن پر مطلع تھے کہ ان کا ظاہر و باطن ایک ہے اور وہ مومنین، صادقین، مخلصین اور صدیقین میں سے ہیں اسی لئے انہیں اس ہیبت ناک مکان میں اپنی رفاقت کیلئے پسند کیا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو آپ پر مکمل اعتماد تھا۔

دوم: یہ ہجرت باذن اللہ (اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ) تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی رفاقت کیلئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو چن لیا تھا۔ حالانکہ آپ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام اور قرابت دار موجود تھے۔ ان حالات میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو ہم سفر بنانا آپ کے شرف و کمال کی دلیل ہے اور دوسروں پر آپ کی فضیلت عیاں ہوتی ہے۔

سوم: ان اللہ عاتب أھل الارض بقولہ (الاتنصروہ فقد نصرہٗ اللہ) سوی أبی بکر رضی اللہ عنہ.

"اللہ عزوجل نے زمین والوں کو زجر و توبیخ فرمائی مگر اس سے حضرت ابوبکر

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدیق ماوراء ہیں، یہ بھی آپ کے فضل و کرم کی دلیل ہے۔

چہارم : ان أبا بکر رضی اللہ عنہٗ لم یتخلف عن رسول اللہ ﷺ فی سفر و حضر بل کان ملازما لہٗ وھذا دلیل علی صدق محبتہٖ وصحۃ صحبتہٖ لہٗ۔

''حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ نے سفر و حضر میں نبی اکرم ﷺ کی صحبت ترک نہیں کی بلکہ ہمیشہ ساتھ رہے اور اس رفاقت کو لازم جانا۔ یہ بات حضرت صدیق اکبر کی سچی محبت اور خالص دوستی پر دلالت کرتی ہے جو آپؓ کو نبی کریم ﷺ سے تھی۔

پنجم : مؤانسہ للنبی ﷺ فی الغار و بذل نفسہ لہٗ وفی ھذا دلیل علی فضلہٖ

''غار میں نبی اکرم ﷺ کی موانست (انس و محبت) اور آپ ﷺ کیلئے ایثار و قربانی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کے فضل و شرف کی بہت بڑی دلیل ہے۔

ششم : ان اللہ سبحانہ تعالیٰ جعلہٗ ثانی رسول اللہ ﷺ بقولہٗ سبحانہ وتعالیٰ ثانی اثنین اذھما فی الغار وفی ھذا نہایۃ الفضیلۃ لأبی بکر رضی اللہ عنہٗ۔

''بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو رسول اللہ ﷺ کا ثانی بنایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ثانی اثنین اذھما فی الغار) اس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی فضیلت کی انتہا ہے۔

ہفتم : ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ نص علی صحبۃ ابی بکر دون غیرہ بقولہ سبحانہٗ وتعالیٰ (اذیقول لصاحبہ لاتحزن)

''خدائے عزوجل نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحبت قرآن مجید میں بیان فرمائی۔ یہ شرف بھی آپ کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

ہشتم : ان اللہ تعالیٰ کان ثالثھما ومن کان اللہ معہٗ دل علی فضلہ وشرفہ علی غیرہٖ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تیسرا خود رب کریم تھا اور جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی معیت ہو کوئی دوسرا اس کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا"۔

نہم : إنزال السكينة على أبي بكر و اختصاصه بها دليل على فضله

(تفسير خازن، ج ٢، ص ٢٤٤)

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سکینت (سکون و اطمینان) کا نازل فرمانا اور اس کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خاص فرمانا، آپؓ کے فضل پر دلیل ہے۔ اس کی وضاحت تفسیر کبیر کے حوالے سے عنقریب آئے گی۔

قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ کریمہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

معية غير متكيفة قال الشيخ الاجل الشهيد فطهر فيوض الرحمن مرزاجانان رحمة الله عليه رحمة واسعة كفى لأبي بكر رضي الله عنهُ فضلاً ان رسول الله ﷺ ألبت لأبي بكر معية الله سبحانهُ التي أثبتها لنفسه بلا تفاوت فمن انكر فضل أبي بكر أنكر هذه الآية الكريمة.

(تفسير مظهري ج ٤، ٢٠٧)

"یہ ایسی معیت ہے جس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی۔ شیخ اجل حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اللہ عزوجل کی معیت کو جہاں اپنے لئے ثابت رکھا وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے بھی بلا تفاوت و فرق اس معیت کو ثابت رکھا اور یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضل پر روشن دلیل ہے۔ جو فضلِ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار کرے گویا اس نے اس آیہ کریمہ کا انکار کیا"۔

امام المتکلمین امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کی وہ ایمان افروز تصریح اور وضاحت پیش خدمت ہے جس سے شبہات مٹ جاتے ہیں اور فضیلت صدیق اکبر

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ عنہ روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

دلت هذه الآية على فضيلة أبي بكر رضى الله عنهُ من وجوه.

الاوّل: أنهُ عليه السلام لماذهب الى الغار لأجل أنهُ كان يخاف الكفار من أن يقدموا على قتلهٖ فلولا انه عليه السلام كان قاطعاً على باطن أبي بكر رضى الله عنهُ بانهُ من المومنين المحققين الصادقين الصديقين والالما أصحبهُ نفسه في ذلك الموضع لانه لوجود أن يكون باطنه بخلاف ظاهره لخافهُ من أن يدل أعدائه عليه وايضالخافهُ من أن يقدم على قتلهٖ فلما استخلص لنفسهٖ في تلك الحالة دل على أنهُ عليه السلام كان قاطعا بأن باطنهُ على وفق ظاهرهٖ.

"جب نبی کریم ﷺ کفار کے اقدام قتل کے خوف سے غار کی طرف تشریف لے گئے تو اگر حضور کریم ﷺ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باطن پر یقین نہ ہوتا کہ وہ مومنین صادقین اور مخلصین میں سے ہیں تو کبھی بھی اپنی جان کیلئے آپ کو اپنا رفیق نہ بناتے کیونکہ اگر آپ رضی اللہ عنہ باطنی طور پر مخلص نہ ہوتے تو نبی کریم ﷺ کبھی آپ کو یہ مرتبہ نہ دیتے۔ کیونکہ ایسی صورت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانب سے نبی کریم ﷺ کو خطرہ ہوتا کہ کہیں دشمنوں کو آگاہ نہ کر دیں اور اقدام قتل کی کوشش کریں مگر نبی کریم ﷺ نے آپ کو مخلص اور صادق پایا جبھی تو ایسی حالت میں اپنا رفیق بنایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا باطن، ظاہر کے موافق تھا۔ اور آپ کی صداقت یقینی اور قطعی تھی۔

الثاني: هوأن الهجرة كانت باذن الله تعالىٰ وكانت في خدمة رسول الله ﷺ جماعة من المخلصين وكانوا في النسب الى شجرة رسول الله ﷺ أقرب من أبي بكر رضى الله عنهُ فلولا ان الله عزوجل أمرهُ بأن يستصحب ابابكر في تلك الواقعة الصعبة الهائلة والالكان الظاهر لايخصهُ بهذه الصحبة و تخصيص الله اياهُ بهذا التشريف دل على منصب عال لهُ في الدين.

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"ہجرت اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی، مخلص مومنین کی ایک جماعت نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں موجود تھی۔وہ لوگ بھی تھے جو نسب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی نسبت زیادہ قریب تھے۔پس اگر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس خوفناک اور ھولناک واقعہ میں آپؓ کو ساتھی بنانے کا حکم نہ دیا ہوتا تو آپ ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو اس خصوصیت سے نہ نوازتے۔اللہ تعالیٰ کا آپؓ کو اس شرف و کرم سے نوازنا، دین اسلام میں آپ کے عالی منصب ہونے کی دلیل ہے۔

الثالث : أن كل من سوىٰ ابى بكر فارقوا رسول اللهﷺ أما هو فما سبق رسول اللهﷺ كغيره بل صبر على مؤانسته وملازمته و خدمته عندهذا الخوف الشديد الذى لم يبق معهٗ أحد و ذلك يوجب الفضل العظيم.

"حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کے علاوہ تمام صحابہ نبی کریم ﷺ سے جدا ہو گئے مگر آپؓ نے ایسا نہیں کیا بلکہ شدید خوف و ہراس کے عالم میں جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ کوئی نہ تھا آپ رضی اللہ عنہ نے رفاقت نبھائی، صحبت اختیار کی اور آپ ﷺ کی جان و دل سے خدمت کی اور صبر کا مظاہرہ کیا۔ یقیناً یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کا فضل عظیم ہے۔

الرابع : انه تعالىٰ سماهٗ "ثاني اثنين" فجعل ثاني محمدﷺ حال كونهما في الغار والعلماء أثبتوا انهٗ رضى الله عنهٗ كان ثاني محمد ﷺ في أكثر المناصب الدينية فانهﷺ لما أرسل الى الخلق وعرض الاسلام على أبى بكر آمن أبوبكر ثم ذهب وعرض الاسلام على طلحة والزبير و عثمان بن عفان وجماعة آخرين من أجل الصحابة رضى الله عنهم والكل امنوا على يديه ثم انه جاء بهم الى رسول اللهﷺ بعد ايام قلائل فكان هو رضى الله عنهٗ ثاني اثنين في الدعوة إلى الله و ايضا كلما وقف رسول اللهﷺ في غزوة كان ابوبكر رضى الله عنهٗ يقف في خدمته ولايفارقهٗ فكان ثاني اثنين في

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجلسه ولما مرض رسول اللہ ﷺ قام مقامهٗ فی امامة الناس فی الصلوة فکان ثانی اثنین ولما توفی دفن فی جنبه فکان ثانی اثنین هناك ایضاً۔

اللہ عزوجل نے آپؓ کا نام "ثانی اثنین" رکھا۔ جب دونوں غار میں تھے تو آپؓ کو نبی کریم ﷺ کا ثانی بنایا۔ علماء نے ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اکثر مناصب دینیہ میں نبی اکرم ﷺ کے ثانی رہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مخلوق میں نبوت کا اعلان کیا تو حضرت ابوبکر صدیق ﷺ پر اسلام پیش کیا آپؓ ایمان لے آئے اور واپس جاکر حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنھم اور جید صحابہ کرام کی ایک جماعت کو اسلام کی ترغیب دی اور وہ سب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے دست اقدس پر ایمان لائے اور پھر چند دن بعد آپؓ نے انہیں بارگاہ نبوت میں پیش کر دیا۔ تو رب تعالیٰ کی طرف بلانے میں آپؓ ثانی اثنین تھے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ جب کسی غزوہ میں تشریف لے گئے اور قیام فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ خدمت میں دست بستہ حاضر رہے اور جدا نہ ہوئے، حضور اکرم ﷺ کی مجلس کے اعتبار سے بھی آپ ثانی اثنین تھے۔ اور جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے لوگوں کی امامت کیلئے آپ کو اپنا نائب بنایا یوں بھی آپؓ ثانی اثنین ہوئے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو بھی بعد از وفات آپ ﷺ کے پہلو مبارک میں دفن کیا گیا۔ یہاں بھی آپ ثانی اثنین ٹھہرے"

الخامس: من التمسك بهذه الآية ماجاء فی الأخبار أن ابابكر رضی الله عنه لماحزن قال علیه السلام ماظنك باثنین الله ثالثهما ولاشك أن هذا منصب علی و درجة رفیعة۔

"جیسا کہ احادیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ غمناک ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے صدیق (رضی اللہ عنہٗ) تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا خود رب ذوالجلال ہے (یعنی ہم دونوں تنہا نہیں، رب تعالیٰ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی ہمارے ساتھ ہے)

بلاشبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کا یہ درجہ نہایت بلند اور عالیشان ہے۔

السادس : انهٗ تعالیٰ وصف أبابكر رضي الله عنهٗ بكونه صاحبا الرسول و ذالك يدل على كمال الفضل. قال الحسين بن فضيل البجلي من أنكر أن يكون أبوبكر صاحب رسول اللهﷺ كان كافراً.

"بے شک اس وحدہٗ لاشریک نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کو رسول کریم ﷺ کا صاحب قرار دیا۔ یہ آپؓ کا کمال فضل ہے۔ حسین فضیل بجلی فرماتے ہیں جو شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کے صاحب رسول اللہ ﷺ ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

السابع : في دلالة هذه الاية على فضل أبي بكر رضي الله عنهٗ قولهٗ (لاتحزن ان الله معنا) ولاشك أن المرادمن هذه المعية، المعية بالحفظ والنصرة والحراسة والمعونة و بالجملة. فالرسولﷺ شرك بين نفسه و بين أبي بكر في هذه المعية فان حملوا هذه المعية على وجه فاسد لزمهم إدخال الرسولﷺ فيه. وأن حملوها على محل رفيع شريف لزمهم إدخال أبي بكررضي الله عنهٗ فيه و نقول بعبارة أخرىٰ دلت الآية. على أن أبابكررضي الله عنهٗ كان الله معهٗ وكل كان الله معه فانه يكون من المتقين المحسنين لقوله تعالى ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون والمراد منه الحصر و المعنى ان الله مع الذين اتقوا لامع غيرهم وذالك يدل على أن أبابكر من المتقين المحسنين.

"قرآن پاک کی آیت (**لاتحزن ان الله معنا**) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

بلاشک و شبہ اس معیت (ساتھ) سے مراد، حفاظت و نصرت اور نگہبانی و اعانت کی معیت ہے۔ بہر حال نبی کریم ﷺ نے اس معیت میں اپنی جان اور ابوبکر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ عنہ کو شریک فرمایا۔اگر وہ (اعتراض کرنے والے) اس معیت کو کسی فاسد وجہ پر محمول کریں تو نبی کریم ﷺ کو بھی اس میں داخل ٹھہرانا لازم آئے گا اور اگر اس معیت کو شرف و رفعت پر محمول کریں تو حضرت ابوبکر صدیق بھی لازماً اس میں داخل ہوں گے۔

امام رازی فرماتے ہیں ہم اس بات کو ایک دوسری عبارت کے ساتھ واضح کرتے ہیں۔وہ یہ کہ اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا تو ہر وہ شخص جس کے ساتھ رب ذوالجلال ہو وہ بلاشبہ متقین اور محسنین میں سے ہوگا۔کیونکہ ارشاد ربانی ہے۔

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

اس آیت میں حصر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت صرف اہل تقویٰ کو حاصل ہے غیر کو نہیں تو بمطابق آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، متقین، محسنین میں سے ہیں"۔

الثامن : في تقرير هذا المطلوب أن قولهٗ (ان الله معنا) يدل علي كونه ثاني اثنين في الشرف الحاصل من هذه المعية كما كان ثاني اثنين اذهما في الغار وذالك منصب في غاية الشرف.

ہمارے مطلوب کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو "ان اللہ معنا" سے جو شرف حاصل ہوا وہ آپ کے ثانی اثنین ہونے کی دلیل ہے۔جیسا کہ آپ غار میں بھی ثانی اثنین تھے بقول عزوجل "ثاني اثنين اذهما في الغار" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ منصب شرف و کمال میں انتہا درجہ کا ہے۔

التاسع : أن قوله "لاتحزن" نهي عن الحزن مطلقاً. والنهي يو جب الدوام والتكرار وذالك يقتضي أن لايحزن ابوبكر بعد ذلك البتة قبل الموت و عند الموت وبعد الموت .

اللہ تعالیٰ کا قول "لاتحزن" (یعنی غم نہ کھا) جو بزبان نبی کریم ﷺ ارشاد

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوا اس میں حزن و ملال سے مطلقاً نہی ہے۔ (نہی سے مراد ہے کسی چیز یا کام سے باز رہنے کا حکم) اور نہی دوام اور تکرار کو چاہتی ہے۔ تو "لاتحزن" میں نہی کا تقاضا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تمام اوقات میں بے غم کر دیا۔ موت سے پہلے کا وقت ہو، موت کے قریب وقت ہو یا آپ کی وفات کے بعد کا وقت (آپ ہر حال میں بے غم ہو گئے) (سبحان اللہ)

العاشر : قولهٗ (فانزل الله سكينةً عليه) ومن قال الضمير في قوله (عليه) عائد إلى الرسول ﷺ فهذا باطل بوجوه.

"قرآن ارشاد فرماتا ہے "پس اللہ تعالیٰ نے اس پر (حضرت ابوبکرؓ پر) سکون اور اطمینان نازل فرمایا" امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اس آیت کے مطابق راحت و آرام جس پر نازل کیا گیا وہ حضرت ابوبکرؓ کی شخصیت ہے اور "علیہ" میں ضمیر حضرت ابوبکرؓ کو ظاہر کرتی ہے۔ بعض لوگوں نے اس ضمیر سے مراد حضرت ابوبکرؓ کی بجائے نبی اکرم ﷺ لیا ہے جو کئی وجوہ کی بنا پر غلط ہے۔

پہلی وجہ : أن الضمير يجب عودهٗ الى أقرب المذكورات وأقرب المذكورات المتقدمة في هذه الآية هوأبوبكر لانه تعالىٰ قال (اذيقول لصاحبه) والتقديراذيقول محمد لصاحبه أبي بكر لاتحزن وعلى هذا التقدير فاقرب المذكورات السابقة هوأبوبكر رضى الله عنهٗ فوجب عودالضمير اليه.

"جب اسماء کے بعد ضمیر لائی جاتی ہے تو اس میں قاعدہ یہ ہے کہ قریب ترین کی طرف لوٹتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فرمان "**وأنزل الله سكينه عليه**" میں "علیہ" کی ضمیر کا قریب ترین مرجع "**اذيقول لصاحبه**" ہے (یعنی یہ أنزل اللہ سکینہ علیہ سے بالکل پہلے مذکور ہے) اور "**لصاحبه**" میں صاحب سے مراد بلاشبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے تو آیت کی مکمل عبارت یوں بنے گی "جب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محمد ﷺ نے اپنے ساتھی (صاحب) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اے صدیق! غم نہ کھا"
پس جب ثابت ہو گیا کہ حضرت صدیقؓ کی ذات قریب ترین ہے تو "علیہ" کی ضمیر آپ کی شخصیت پر دلالت ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے اطمینان و سکون آپؓ پر نازل فرمایا اور یہ بلاشبہ بہت بڑا شرف ہے صدیق اکبرؓ کا)

دوسری وجہ : إن الحزن والخوف كان حاصلاً لأبي بكر لاللرسول عليه الصلوة والسلام فانهٗ عليه الصلوة والسلام كان امناً ساكن القلب بماوعدهٗ الله أن ينصرهٗ على قريش فلما قال لأبي بكر لاتحزن صارا امناً فصرف السكينة إلى أبي بكر رضي الله عنهٗ يصير ذالك سبباً لزوال خوفه أولىٰ من صرفها الى الرسول ﷺ مع انه قبل ذالك ساكن القلب قوى النفس.

"غم اور خوف حضرت ابوبکرؓ کو تھا نہ کہ رسول اکرم ﷺ کو۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے قریش مکہ پر نصرت کا وعدہ فرمایا اس لئے آپ ﷺ کا قلب مقدس مطمئن اور پر سکون تھا۔ جیسے ہی آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو "لا تحزن" کہا خود بھی بے غم ہو گئے۔ اس اطمینان و سکون (سکینت) کی نسبت حضرت ابوبکرؓ کی طرف کرنا نبی کریم ﷺ کی طرف کرنے سے بہتر ہے کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام تو پہلے ہی پر اطمینان تھے۔

تیسری وجہ : انه لوكان المراد أنزال السكينة على الرسول ﷺ لوجب أن يقال أن الرسول ﷺ كان قبل ذالك خائفا ولوكان الأمر كذالك لما أمكنه أن يقول لأبي بكر رضي الله عنهٗ (لاتحزن ان الله معنا) فمن كان خائفا كيف يمكنهٗ أن يزيل الخوف عن قلب غيره.

"اگر آیہ کریمہ کا مدعا یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اطمینان و سکون آنحضرت ﷺ پر نازل فرمایا تو لازم آئے گا کہ نبی کریم ﷺ اس سے قبل خوفزدہ تھے (اگر یہ مان لیا جائے تو) تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خود خوفزدہ ہوں اور ابوبکرؓ کو کہیں "لاتحزن" (غم نہ کر) جو خود خوفزدہ ہو دوسرے کو تسلی کیسے دے سکتا ہے؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعتراض روافض

رافضیوں نے اس آیہ کریمہ اور واقعۂ ہجرت کو حجت بناتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس پر کئی اعتراضات کئے ہیں۔

اول : رافضیہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا "لاتحزن" (یعنی غم نہ کر) اگر یہ غم حق اور صحیح تھا تو منع کیوں فرمایا اور اگر حضرت ابوبکرؓ کا غم کرنا خطا تھی تو ایسا کرنے میں آپؓ عاصی اور گنہ گار ٹھہرے (العیاذ باللہ)

دوم : حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جانے میں یہ احتمال بھی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو یہ اندیشہ ہو کہیں ابوبکرؓ کفار کو میری روانگی سے آگاہ نہ کردیں سوانہوں نے شر و فساد سے بچنے کیلئے ابوبکرؓ کو ساتھ لے لیا (**نعوذ باللہ من ذلک الف امرۃ**)

سوم : اگرچہ نبی کریم ﷺ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جانا آپؓ کے شرف و کمال کی دلیل ہے مگر آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم دیا، یہ بھی شرف عظیم ہے۔ ایسے نازک وقت اور اندھیری رات میں بستر رسول اکرم ﷺ پر لیٹنا باوجودیکہ کافر نبی اکرم ﷺ کو قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے تھے، حضرت علیؓ کا اپنی جان پیش کرنا، حضرت ابوبکرؓ کی ہمراہی سے بڑھ کر کارنامہ ہے۔

جوابات

اعتراض اوّل کا جواب

قال فخرالدین الرازی علیه الرحمة أن أبا علی الجبائی لما حکی عنهم تلك الشبهة قال، فیقال لهم یجب فی قوله تعالیٰ لموسیٰ علیه السلام (لاتخف أنك أنت الاعلی) أن یدل علی انه کان عاصیافی خوفه وذلك طعن فی الانبیاء، ویجب فی قوله تعالیٰ فی ابراهیم حیث قالت الملائکة لهٗ (لاتخف) فی قصة العجل المشوی مثل ذلك وفی قولهم للوط (لاتخف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ولاتحزن أنا منجوك وأهلك) مثل ذالك

"امام رازی فرماتے ہیں ابو علی جبائی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے روافض کے اس شبہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ان روافض سے پوچھنا چاہیئے کہ یہ اعتراض تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی لاگو ہوتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لاتخف انك أنت الاعلیٰ) اللہ رب العزۃ کا یہ فرمان مد نظر رکھ کر اعتراض کیا جائے تو بمطابق روافض حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی عاصی تھے (نعوذباللہ)

یہ انبیاء پر طعن عظیم ہے۔اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اعتراض آئے گا۔جب فرشتوں نے کہا (لاتخف) جب ابراہیم علیہ السلام نے ان کو بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا۔اور فرشتوں نے لوط علیہ السلام کو کہا (لاتخف و لاتحزن)

ان تمام صورتوں میں جو جواب ان کا ہے وہی ہمارا حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں کہے گئے قول "لاتحزن" کا ہے۔

دوسرے اعتراض کا جواب

أخس من شبهات السوفطائية كان أبابكرؓ لو كان قاصداً له لصاح بالكفار عندوصولهم الى باب الغار ولقال ابنهٗ وابنته عبدالرحمن وأسمارضى الله عنهما للكفار نحن نصرف مكان محمدﷺ فندلكم عليه فنسأل الله من عصبية تحمل الانسان على مثل ذالك الكلام الركيك.

"سوفطائیہ کے شبہات میں سے ایک گھٹیا ترین شبہ ہے اگر ابو بکرؓ ایسا ارادہ رکھتے (جیسا کہ روافض کا گمان ہے) تو جب غار کے دروازے پر پہنچے اس وقت بھی یہ کام کر سکتے تھے اور آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن اور بیٹی اسما کافروں کو کہتے ہم تمہیں وہ جگہ بتاتے ہیں جہاں محمد ﷺ جلوہ افروز ہیں۔(مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا)

مسلمانو! رب العزت کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرو کہ وہ ہمیں ایسے انسان سے بچائے جو رکیک اور رذیل کلام کے ذریعے لوگوں کو برانگیختہ کرتا ہے اور تعصب کو ہوا دیتا ہے۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسرے اعتراض کا جواب

اس اعتراض کا جواب چند شقوں پر مشتمل ہے۔

إنا لاتنكر إصطجاع علي بن ابي طالبؓ في تلك الليلة المظلمة علي فراش رسول اللهﷺ طاعة الله ومنصب رفيع . الاانا ندعي ان ابابكر بمصاحبه كان حاضرا في خدمة الرسولﷺ وعلي رضي الله عنه كان غائبا . والحاضر أعلىٰ حالاً من الغائب.

"حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کا اندھیری رات میں بستر پر سونا اور سنگین حالات کا سامنا کرنا ہمیں بالکل تسلیم ہے کوئی انکار نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور بلند منصب ہے۔ ہمارا تو مدعا یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کو مصاحبت رسول اکرمﷺ حاصل رہی اور وہ خدمت نبوی میں حاضر رہے۔ پس جو حبیب کے پاس حاضر ہے وہ بہتر ہے اس سے جو حاضر نہیں بلکہ غائب ہے۔ ظاہر ہے حاضری کا شرف صدیق اکبرؓ کو ہی حاصل ہوا۔

(ii) ان عليا رضي الله عنهٗ لم تحمل المحنة الافي تلك الليلة.. اما بعد لما عرفوا ان محمداًﷺ غاب تركوه ولم يتعرضوالهٗ. اما ابوبكر رضي الله عنهٗ فانهٗ بسبب كونه مع محمدﷺ ثلاثة ايام في الغار كان أشدأسباب المحنة فكان بلائه أشد.

"حضرت علیؓ نے فقط ایک رات گذاری اور مصیبت برداشت کی، اس کے بعد کفار کو معلوم ہو گیا کہ آنحضرتﷺ تشریف لے گئے اور ان کی بجائے حضرت علیؓ ہیں۔ تو انہوں نے حضرت علیؓ کو چھوڑ دیا مگر حضرت صدیق اکبرؓ تو تین دن رات نبی کریمﷺ کے ساتھ غار میں رہے اور تین دنوں میں کئی تکالیف اٹھائیں (مثلاً نبی کریمﷺ کو کندھوں پر اٹھانا، غار صاف کرنا اور رہائش کیلئے تیار کرنا، رات بھر جاگ کر پہرہ دینا وغیرہ) یہ کام زیادہ مشکل اور محنت طلب تھا اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت علیؓ پر فوقیت ہے۔

(iii) أن أبابكر رضى الله عنهُ كان مشهوراً فيما بين الناس بانه يرغب الناس في دين محمد ﷺ ويدعوهم اليه و شاهدوا منهُ أنهُ دعا جمعا من، أكابر الصحابة رضى الله عنهم الى ذالك الدين وأنهم قبلوا ذالك الدين بسبب دعوته الى آخر الكلام.

"لوگ جانتے تھے کہ ابوبکرؓ لوگوں کو دین محمد ﷺ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس دین کی ترغیب دلاتے ہیں۔ آپؓ کی دعوت پر اکابر صحابہؓ کی جماعت نے دین مصطفوی قبول کیا۔

آپؓ حتی المقدور کفار سے جھگڑتے اور مال و دولت سے نبی کریم ﷺ کا دفاع کرتے مگر حضرت علیؓ ابھی بچے تھے، کسی دلیل اور حجت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپؓ کی طرف سے دعوت دین ظاہر ہوئی ہو اور نہ ہی سیف و سنان کے ساتھ جہاد کرنا ثابت ہوتا ہے۔ ہاں آپ کا جہاد کفار سے ایک مدت مدید کے بعد ثابت ہے۔ ایسی صورت میں لامحالہ کفار کا غیظ و غضب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شب ہجرت حضرت علیؓ کو بستر پر پاکر کفار نے کچھ تعرض نہ کیا۔ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوتے تو آپ کو زندہ نہ چھوڑتے۔ معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو باوجودیکہ خوف زیادہ تھا مگر کچھ پرواہ نہ کی اور جان و مال حفاظتِ نبوی پر صرف کر دیا۔ بلاشبہ یہ درجہ حضرت علی سے آپ کو ممتاز کرتا ہے۔

(iv) حضرت صدیق اکبرؓ نے جب نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تو اپنی تمام منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کفار میں چھوڑ دی اور جو کچھ آپ کے پاس تھا فقط اسلام اور آنحضرت ﷺ کی مدد کیلئے تھا۔ پس جب سرکار دو عالم ﷺ نے آپؓ کو اپنا ہمسفر بنا لیا تو اگر اس سفر میں رسول اکرم کی شہادت ہو جاتی یا آپ وفات پا جاتے تو تجہیز و تکفین کی سعادت کسے ہوتی اور وحی خدا کے پیغامبر کون ہوتے جو صحابہ کرام تک پہنچاتے بلکہ نبی کریم ﷺ آپ کو اپنا وصی فرماتے اور امت کی خلافت کا تاج آپ کے سر سجاتے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس وضاحت و صراحت کے بعد پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کے مقام میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور عمل ابو بکر رضی اللہ عنہ یعنی مصاحبت رسول ﷺ ارفع و اعلیٰ اور شان والا ہے۔ (تفسیر کبیر جز ۱۶، ص ۶۳)

آیۂ مبارکہ "الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ" کے ضمن میں مزید اقوال

ابن حیان نحوی "البحر المحیط" میں اسی آیہ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔

وروی انهٗ لما أمر بالخروج قال لجبریل علیه السلام من یخرج معی قال ابوبکر رضی الله عنهٗ و قال اللیث ماصحب الانبیاء علیهم السلام مثل ابوبکر رضی الله عنهٗ وقال هذه الآیة منوهتبقدر أبی بکر رضی الله عنهٗ وتقدمه وسابقته فی الاسلام وقال العلماء من أنکر صحبة أبی بکر رضی الله عنه فقد کفر لانکاره کلام الله تعالیٰ ولیس ذلك لسائر الصحابة وکان سبب حزن أبی بکر رضی الله عنهٗ خوفه علی رسول الله ﷺ فنهاهٗ الرسول تسکینا لقلبه و أخبرهٗ ان الله معنا یعنی بالمعونة والنصر. وقال ابوبکر یا رسول الله ﷺ إن قتلت فأنا رجل واحد وان قتلت هلکت الامة وذهب الدین.

(تفسیر بحر محیط، ج ۵، ص ۴۳)

ابن حیان نحوی فرماتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا تو آپ نے سوال کیا اے جبریل! اس سفر میں میرے ساتھ کون ہوگا؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی "ابو بکر" (معلوم ہوا کہ معیت ابو بکرؓ اللہ کے حکم سے تھی۔ اس سے بڑھ کر اور کون سی فضیلت ہو سکتی ہے) لیث بن سعد فرماتے ہیں کسی نبی کا ایسا صاحب نہ تھا جیسے کہ ابو بکر، نبی کریم ﷺ کے تھے۔ (اسی لئے علماء کا اتفاق ہے کہ آپ بعد از آنحضرت ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں اس کی تفصیل عنقریب آئے گی) ابن حیان نحوی فرماتے ہیں یہ آیہ حضرت ابو بکرؓ کے فضل و کمال اور اسلام قبول کرنے میں سبقت کا ہبانگ دھل اعلان کر رہی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علماء بیان فرماتے ہیں جس نے صحبت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کا انکار کیا، وہ کافر ہے کیونکہ اس نے کلام اللہ کا انکار کیا ہے۔ اور یہ فضیلت باقی صحابہؓ میں سے کسی کو حاصل نہیں۔

باقی رہا کہ حضرت ابو بکرؓ کو حزن و ملال اور غم کیوں شریک حال ہوا؟ تو یہ کیفیت صرف اس لئے تھی کہ کہیں کفار نبی کریم ﷺ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا "لا تحزن" کہ اے صدیق غم نہ کھا۔ اس سے قلب صدیقؓ تسکین پکڑ گیا اور مزید "ان اللہ معنا" کا ارشاد فرما کر بتا دیا کہ رب کی نصرت اور مدد ہمارے ساتھ ہے۔ اس لئے خطرہ اور ڈر کیسا۔ پس حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اگر قتل کر دیا جاؤں تو کچھ مضائقہ نہیں کہ صرف ایک جان ہوں مگر خدا نخواستہ آپ کو کچھ ہوا تو تمام امت ہلاک ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کا دین جاتا رہے گا۔

ابن حیان مزید فرماتے ہیں۔

"فأنزل الله سكينته عليه" میں سکینت سے مراد رحمت ہے اور آخرین میں سے قتادہ کا قول ہے کہ سکینت سے مراد وقار ہے جبکہ ابن قتیبہ کا کہنا ہے کہ یہ لفظ طمانیت کے معنی میں ہے اور یہ تمام اقوال معنی کے اعتبار سے باہم قریب ہیں۔ اور لفظ "علیہ" میں ضمیر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کی طرف راجع ہے یہ قول حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہی عقیدہ امام فخر الدین رازیؒ کا ہے"

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی علیہ الرحمۃ "الاتنصروه فقد نصره الله" کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

وقيل فقدنصرهُ الله بصاحبه في الغار بتانسيه لهُ وحمله على عنقه وبوفائه ووقايته لهُ بنفسه ومواساتهُ لهُ بماله قال الليث بن سعدماصحب الانبياء عليهم السلام مثل أبي بكر رضي الله عنهُ وقال سفيان بن عيينه خرج ابوبكر بهذه الآية من المعاتبة في قوله (الاتنصروه)

(تفسیر قرطبی، جز ۸، ص ۹۲)

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب تفسیر قرطبی لفظ "قیل" کے ساتھ فرماتے ہیں۔غار میں اللہ عزوجل نے نبی اکرم ﷺ کی ان کے صاحب کے ساتھ مدد فرمائی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت، حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مانوس تھے لہٰذا انہی کو یار غار بنایا۔اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کا سنگ وخار دار راستہ میں نبی کریم ﷺ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کرنا، حضرت صدیق اکبرؓ کا ایفائے عہد کرنا، اپنی جان کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کرنا اور مال کے ساتھ سرکار دوعالم ﷺ کی دلجوئی کرنا، در حقیقت یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی اکرم ﷺ کی نصرت واعانت تھی۔لیث بن سعد کا قول ہے کہ صدیق اکبرؓ جیسا رفیق کسی اور نبی کو نہیں ملا۔

ثانی اثنین اذهما فی الغار............ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

هو الصديق فحقق الله تعالى قولهٗ لهٗ بكلامه و وصف الصحبة في كتابه قال بعض العلماء من أنكر أن يكون عمر وعثمان أوأحد من الصحابة صاحب رسول الله ﷺ فهو كذاب مبتدع ومن أنكر أن يكون أبوبكر رضى الله عنهٗ صاحب رسول الله ﷺ فهو كافر لانهٗ رد نص القران.

"لصاحبہ" میں صاحب سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے اس قول (صاحبی) کی تحقیق فرمادی اور ان کی صحبت کو اپنی مقدس کتاب میں بیان فرمادیا۔بعض علماء کا قول ہے کہ جس نے عمرو عثمان رضی اللہ عنہما یا کسی ایک صحابی کا صاحب رسول ﷺ ہونے کا انکار کیا وہ کذاب اور سخت گمراہ ہے مگر جس نے صدیق اکبرؓ کے صاحب رسول اللہ ﷺ ہونے کا انکار کیا وہ کافر ہے کیونکہ اس نے قرآن پاک کی نص سے انکار کیا ہے۔

"**لاتحزن ان الله معنا**" کے تحت لکھتے ہیں

قال ابن عربي قال لنا ابوالفضائل العدل قال لنا جمال الاسلام ابوالقاسم قال موسى عليه السلام (كلاأن معي ربي سيهدين) وقال في محمد ﷺ (لاتحزن ان الله معنا) لاجرم لماكان الله مع موسى وحده ارتد

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اصحابه بعدهٗ فرجع من عندربه ووجدهم یعبدون العجل ولما قال فی محمد ﷺ (لاتحزن ان اللہ معنا) بقی ابوبکر رضی اللہ عنہٗ مهتدیاً موحداً عالماً جازماً قائما بالأمر ولم یتطرق الیه الاختلال. (تفسیر قرطبی جز ۸، ص ۹۴)

''ابن عربیؒ فرماتے ہیں ہمیں ابوالفضائل العدل نے، انہیں جمال الاسلام ابوالقاسم نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (کلا ان ربی سیهدین) اور محمد ﷺ کے حق میں فرمایا (لاتحزن إن اللہ معنا)

اس کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں بلاشبہ جب اللہ عزوجل موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا تو آپ کے اصحاب آپ کی روانگی کے بعد مرتد ہو گئے۔ جب ملاقات ربانی کے بعد واپس قوم میں آئے تو لوگوں کو بچھڑے کی عبادت کرتے پایا۔ مگر رسول اکرم ﷺ کے حق میں ''لاتحزن ان اللہ معنا'' فرمایا تو حضرت ابوبکرؓ ہدایت یافتہ رہے، موحد، عالم اور رب ذوالجلال کے أمر پر مستحکم رہے، آپ کی سوچ میں انتشار و فساد کو ذرا بھر بھی دخل نہ ہو سکا۔

ابن عربی بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے (معی ربی) کہا تو باقی ساری قوم گمراہ ہو گئی اور نبی آخرالزمان ﷺ نے (إن اللہ معنا) فرمایا تو اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے فقط تدبر اور فکر کی ضرورت ہے۔

''فأنزل اللہ سکینتہٗ علیه'' کے تحت امام قرطبی فرماتے ہیں۔

فیه قولان. أحدهما علی النبی ﷺ و الثانی علی أبی بکر رضی اللہ عنہٗ (ابن عربی) قال علمائنا وهو الاقویٰ لانه خاف علی النبی ﷺ من القوم فأنزل اللہ سکینته علیه بتامین النبی ﷺ فسکن جأسه و ذهب روعه وحصل الأمن. (تفسیر قرطبی جز ۸، ص ۹۵)

سکون و اطمینان کس پر نازل ہوا؟ اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ اطمینان نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا اور دوسرا قول جس کو ابن عربی نے نقل فرمایا وہ یہ کہ اطمینان صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ پر اترا۔ (علامہ قرطبی فرماتے ہیں) ہمارے علماء کے نزدیک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہی قول زیادہ قوی ہے اس لئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ کو قوم سے خوف تھا کہ کہیں نبی اکرم ﷺ کو گزند نہ پہنچادیں تو اللہ تعالیٰ نے حفاظت وامن کی خوشخبری سنا کر صدیق اکبرؓ پر اطمینان کا نزول فرمایا جس سے آپؓ کو گھبراہٹ اور بے چینی سے نجات ملی اور خوف وہراس جاتا رہا۔

علامہ شیخ سلمان جمل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

لاتحزن مقول قول النبی ﷺ وكان الصديق قدحزن على رسول الله ﷺ لاعلىٰ نفسه فقال يا رسول الله ﷺ لومت أنا فأنا رجل واحد واذا مت أنت هلكت الامة والدين (كرخي) وقولهٗ إن الله معنا۔ المراد بالمعية الولاية الدائمة التي لا يحوم حول صاحبها شئي من الحزن وقولهٗ وقيل على أبي بكر رضي الله عنهٗ وهوما عليه ابن عباس وأكثر المفسرين فان النبي ﷺ كانت عليه السكينة والطمانينة لأنه قدعلم أنه لايضره شئي اذا كان خروجهٗ باذن الله (تفسير جمل ج ۲ ، ص ۲۸٤)

شیخ جمل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں (**لاتحزن**) نبی کریم ﷺ کی بات ہے جس کی حکایت رب ذوالجلال نے فرمائی اور صدیق اکبرؓ کو اپنی جان پر کوئی خوف وخطرہ نہ تھا بلکہ غم نبی کریم ﷺ کا تھا۔ پس صدیقؓ نے بارگاہ نبوی میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اگر میں مارا جاؤں تو کچھ بات نہیں میں تو اکیلا ہوں مگر آپ ﷺ کا اس جہاں سے تشریف لے جانا، امت اور دین دونوں کی ہلاکت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا قول "**ان اللہ معنا**" میں معیت سے مراد ہمیشہ کی ولائت ہے جس کو یہ نصیب ہو گئی، حزن و ملال اس کے گرد کبھی نہ منڈلائے گا۔ اور خدائے ذوالجلال کے فضل کے ساتھ یہ منصب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو حاصل ہوا۔ جس سے آپؓ کے غم کی نفی ہو گئی۔ جیساکہ تفسیر کبیر کے حوالے سے ابھی گذرا ہے۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے قول (**قيل على أبي بكر**) کے تحت امام جمل فرماتے ہیں ضمیر کالوٹانا صدیق اکبرؓ کی طرف صحیح ہے اور یہ قول ابن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عباس اور اکثر مفسرین کا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ تو مطمئن تھے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کی تھی اور جانتے تھے کہ کوئی چیز انہیں نقصان نہ پہنچائے گی۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ "الدر المنثور" میں "لاتحزن ان اللہ معنا" کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

وأخرج البيهقي في الدلائل وابن عساكر عن ضبة بن محصن العبري قال قلت لعمربن الخطاب رضي الله عنهُ أنت خير من أبي بكر فبكى وقال والله لليلة من أبي بكر و يوم خير من عمر هل لك أحدثك بليلته ويومه قال قلت نعم ياأمير المومنين قال أماليلته فلما خرج رسول الله ﷺ هاربا من أهل مكة خرج ليلة فتبعه ابوبكر فجعل يمشي مرة أمامه ومرة خلفهُ ومرة عن يمينه ومرة عن يساره فقاله رسول الله ﷺ ماهذا ياأبابكر ماأعرف هذامن فعلك قال يا رسول الله ﷺ أذكر الرصد فاكون أمامك وأذكر الطلب فاكون خلفك ومرة عن يمينك ومرة عن يسارك قال فمشى رسول الله ﷺ ليلتهُ على أطراف أصابعه حتى حفيت رجلاهُ فلما راهُ ابوبكر رضي الله عنهُ أنها قدحفيت حمله على كاهله وجعل يشتد به حتى أتى فم الغار فأنزله ثم قال والذي بعثك بالحق لاتدخله حتى أدخله فان كان فيه شئي نزل بي قبلك فدخل فلم يرشيئاً فحمله فادخله الغار وكان في الغار خرق فيه حيات وافاعي فخشي أبوبكر رضي الله عنهُ ان يخرج منهن شئي يؤذي رسول الله ﷺ فالقمه قدمه فجعلن يضربنه وتلسعه الأفاعي والحيات و جعلت دموعه تحدر ورسول الله ﷺ يقول يا ابابكر لاتحزن إن الله معنا فانزل الله سكينته اي طمانينتهُ لأبي بكر رضي الله عنه فهذه ليلتهُ.

"بیہقی نے دلائل نبوت میں اور ابن عساکر نے ضبہ بن محصن عبری سے تخریج کی۔ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ سے کہا آپ ابو بکرؓ سے افضل ہیں تو عمر فاروقؓ رونے لگے اور فرمایا: خدا کی قسم! حضرت ابو بکرؓ کی ایک رات اور دن، عمر کی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساری زندگی کی نیکیوں سے بہتر ہے۔ کیا میں تجھے اس دن اور رات کے متعلق بیان نہ کروں ؟ عرض کی ہاں امیر المومنین! بیان کیجئے...... حضرت عمرؓ نے فرمایا...... رات وہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کبھی آپ ﷺ کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں۔ رسول اکرم ﷺ نے آپؓ سے فرمایا اے ابوبکرؓ! ایسے کیوں چل رہے ہو ؟ کیا وجہ ہے ؟ تو حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ جب راستہ یاد کرتا ہوں تو آپ کے آگے ہو جاتا ہوں اور جب یہ خیال آتا ہے کہ کفار آپ کی تلاش میں ہیں تو آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور کبھی دائیں، کبھی بائیں۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں اس رات نبی کریم ﷺ پاؤں کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے حتی کہ چلتے چلتے آپ کے پاؤں پر آبلے پڑ گئے۔ جب صدیق اکبرؓ نے آپ ﷺ کی یہ کیفیت دیکھی تو نبی اکرم ﷺ کو اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور دوڑنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ غار تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر نے آپ ﷺ کو اتار اور عرض کی قسم ہے اس ذات کی! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے پہلے آپ ﷺ داخل نہ ہوں، مجھے داخل ہونے دیں تاکہ اگر غار میں کوئی ایسی چیز ہے تو اس کا سامنا پہلے میں کروں۔ حضرت ابوبکرؓ، نبی کریم ﷺ کو کندھوں پر اٹھائے غار میں داخل ہوئے۔ غار میں ایک سوراخ تھا جس میں بچھو اور سانپ تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا قدم مبارک اس میں رکھا۔ بچھو اور سانپ نے ڈسنا شروع کر دیا۔ شدت درد سے آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور بہہ نکلے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا (**لاتحزن ان الله معنا فأنزل الله سكينته عليه**)

"**فأنزل الله سكينته عليه**" کے ضمن میں آپ فرماتے ہیں۔

أخرج ابن أبي حاتم وأبوشيخ وابن مردويه والبهقي في الدلائل وابن عساكر من تاريخه ابن عباس رضي الله عنهُ في قوله "فأنزل الله سكينته عليه" قال على أبي بكر رضي الله عنهُ لان النبي ﷺ لم تزل السكينة معه وأخرج الخطيب في تاريخه عن حبيب بن أبي ثابت رضي الله

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنهُ "فأنزل الله سكينته عليه" قال على ابى بكر رضى الله عنه فأما النبی ﷺ فقد كانت عليه السكينة (درمنثور، جز ۳، ص ۲۴۱،۳۴۵)

"حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ سکینت و اطمینان حضرت ابو بکرؓ پر نازل ہوا۔ نبی کریم ﷺ تو ہمیشہ طمانیت و سکون میں رہے۔ حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہٗ اسی آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں طمانینت کا نزول حضرت صدیق اکبرؓ پر ہوا۔ نبی کریم ﷺ تو پہلے ہی اطمینان سے تھے۔ انہیں کوئی خوف یا ڈر نہ تھا۔

سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیہ مبارکہ کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

وفيها النص على صحبة أبى بكرؓ لرسول الله ﷺ ولم يثبت ذالك لأحد من أصحاب رسول الله ﷺ سواه و كونه المراد بالصاحب مما وقع عليه الاجماع لكون المراد من العبدفى قوله تعالىٰ (سبحان الذى اسرى بعبده) رسول الله ﷺ ومن هنا قالوا أن اذكار صحبته كفر مع ما تضمنته من تسلية النبى ﷺ لهٗ بقوله لاتحزن) وتعليل ذلك بمعية الله سبحانهٗ الخاصته المفادة يقولهٗ (ان الله معنا) ولم يثبت مثل ذالك فى غيره بل لم يثبت نبى معية الله سبحانهٗ لهٗ ولآخر من الصحابة و كان فى ذالك إشارة الى انهٗ ليس فيهم كأبى بكر الصديق رضى الله عنهٗ

صاحب تفسیر روح المعانی فرماتے ہیں۔

یہ آیہ کریمہ صحبت ابو بکر صدیقؓ پر نص ہے۔ اور یہ مقام (صحبت) صحابہ میں سے کسی اور کو نہیں ملا۔ حضرت ابو بکرؓ کے صاحب ہونے پر امت کا اجماع ہے جس طرح کہ (سبحان الذی أسری بعبدہ) میں "عبد" سے مراد نبی کریم ﷺ کا ہونا، اجماع امت ہے۔ اسی بناء پر علماء کہتے ہیں جس نے صحبت ابو بکرؓ کا انکار کیا وہ کافر ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کا حضرت ابو بکرؓ کو حکم خداوندی تسلی دینا (لا تحزن) بھی ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص معیت جو کہ "اِن اللہ معنا" کے قول سے ثابت ہے وہ بھی ابو بکر صدیقؓ کیلئے ہے۔ اور ایسی معیت سوائے صدیق اکبرؓ کے کسی اور

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیلئے ثابت نہیں بلکہ کسی اور نبی کیلئے بھی ثابت نہیں کہ اللہ رب العزۃ نے کسی نبی کو اس کے اصحاب کے ساتھ ایسی معیت میں خاص کیا ہو۔

اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ جیسا رفیق اور غار یار نبی اکرم ﷺ کا ہے کسی اور نبی کو ایسا ساتھی میسر نہیں آیا۔ شان صدیق اکبرؓ پر اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ روز روشن کی طرح عیاں دلائل، علمائے کرام کی تصریحات اور مفسرین کی آراء کے بعد بھی اگر کوئی آپ کے مرتبے کو نہ جانے تو اس کیلئے فقط دعا ہی کی جا سکتی ہے کہ رب العزت اسے ہدایت اور عقل سلیم سے نوازے ورنہ

؎ دیدۂ کور کو کیا نظر آئے ، کیا دیکھے

شیخ سید محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

من أنصف رأىٰ ان تسلية عليه السلام لأبي بكر رضي الله عنه بقوله (لاتحزن) كما سلاهُ ربه سبحانه بقوله (لايحزنك قولهم) مشيرة إلى أن الصديق رضي الله عنهُ عندهُ عليه الصلوة والسلام بمنزلتهٖ عندربه جل شانه فهو حبيب حبيب الله تعالىٰ بل لوقطع النظر عن وقوع مثل هذه التسلية من الله تعالىٰ لنبيه ﷺ كان نفس الخطاب بلاتحزن كافيا في الدلالة على انه رضي الله عنهُ حبيب رسول الله ﷺ

"جس نے بھی بنظر انصاف دیکھا سمجھ گیا کہ نبی اکرم ﷺ "لا تحزن" فرما کر حضرت ابو بکرؓ کو تسلی دے رہے تھے جیسے کہ آپ کے رب نے "**لايحزنك قولهم**" فرما کر آپ ﷺ کو تسلی دی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صدیق اکبرؓ کا مقام نبی اکرم ﷺ کے نزدیک اتنا ہی ہے جتنا کہ نبی کریم ﷺ کا بارگاہ رب العزت میں۔ پس صدیق اکبرؓ، حبیب اللہ یعنی نبی کریم ﷺ کے حبیب ہیں (حبیب کا مرتبہ خلیل سے فزوں تر ہے اور ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو اپنا خلیل کہا۔ معلوم ہوا صدیق اکبرؓ، حبیب الرسول بھی ہیں اور خلیل الرسول بھی (ﷺ) اس پر مکمل بحث افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے باب میں آئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گی، انشاء اللہ)بلکہ اگر نبی کریم ﷺ کیلئے رب ذوالجلال کی طرف سے تسلی سے قطع نظر کرلیا جائے تب بھی فقط "لا تحزن" کا خطاب ہی آپؓ کے حبیب الرسول ہونے پر کافی تھا۔

سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ نے روافض کے جملہ اعتراضات کے جوابات نقل فرمائے ہیں سید طوالت کے خوف سے انہیں بیان نہیں کیا۔ فقط صدیق اکبرؓ کی شان ورفعت کے متعلق اقوال ذکر کردیئے ہیں اور میرا مقصود بھی یہی ہے اگر مزید تفصیل درکار ہو تو تفسیر روح المعانی کا مطالعہ فرمائیں۔ ایمان کو جلا ملے گی اور روافض کے اعتراضات مثل سراب نظر آئیں گے اور حقیقت صدیقیت آپ پر عیاں اور ظاہر ہو جائے گی۔

علامہ محمود بن عمر زمخشری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قولهُ (ثاني اثنين) وهما رسول الله ﷺ وابوبكر الصديق رضى الله عنه يروى أن جبريل عليه السلام لما أمرهُ بالخروج قال من يخرج معي قال أبوبكر رضى الله عنهُ (اذهما) بدل من اذأخرجه (اذ يقول) بدل ثان . قيل طلع المشركون فوق الغار فاشفق أبوبكر رضى الله عنهُ على رسول الله ﷺ فقال أن تصب اليوم ذهب دين الله فقال عليه السلام ماظنك باثنين الله ثالثهما وقالوامن أنكر صحبة أبي بكر رضى الله عنه فقد كفر لإنكاره كلام الله وليس ذالك لسائر الصحابة. (تفسير كشاف، ج ٢، ص ٢٧٢)

"اللہ عزوجل کے فرمان (ثانی اثنین) کے ماتحت علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ثانی اثنین سے مراد نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ہیں"إذهما" یہ "اذأخرجه" سے بدل ہے اور "اذیقول" بدل ثانی ہے۔ فرماتے ہیں، مشرکین جب غار کے دہانے تک پہنچ گئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی جان اقدس کا خوف لاحق ہوا کہ اگر آج آپ ﷺ کو کوئی مصیبت پہنچی تو اللہ تعالیٰ کا دین جاتا رہے گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا خود اللہ ہو۔ (اس میں تسلی دینا مقصود ہے)اور علماء کا کہنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے جس نے مصاحبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے کلام کا انکار کیا اور یہ حکم تمام صحابہ کا نہیں (یعنی حضرت ابو بکرؓ کے علاوہ باقی کسی صحابی کی مصاحبت کا انکار کرنے والا کافر نہیں بلکہ کذاب اور مبتدع ہے)

ابی جعفر محمد بن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وانما عنی جل شأنهٗ وثناء ہٗ بقولہٖ (ثانی اثنین) رسول اللہ ﷺ وأبوبکر الصدیق رضی اللہ عنهٗ لانهما کانا اللذین خرجا هاربین من قریش اذهموا بقتل رسول اللہ ﷺ و اختفیا فی الغار وقولهٗ (اذهما) یقول اذرسول اللہ ﷺ وأبوبکر الصدیق رضی اللہ عنه فی الغار اذیقول لصاحبه أبی بکرؓ لاتحزن وذالك أنهٗ خاف من الطلب أن یعلموا بمکانهما فجزع من ذلك فقاله لهٗ رسول اللہ ﷺ "لاتحزن أن اللہ معنا " واللہ ناصرنا فلن یعلم المشرکون بنا ولن یصلوا علینا.

"اللہ رب العزت کے فرمان "ثانی اثنین" سے مراد نبی کریم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس لئے کہ وہ دونوں قریش کے خوف سے نکلے۔ جب قریش مکہ نے نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کا مذموم ارادہ کیا۔ دونوں ایک غار میں پناہ گزین ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "إذهما فی الغار" کا مطلب ہے جب وہ دونوں یعنی حضور کریم ﷺ اور ان کا جانثار صدیق اکبرؓ غار میں تھے۔ (اذیقول لصاحبه) کا مطلب ہے جب رسول خدا ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ (لاتحزن ان اللہ معنا) "غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے" یہ اس لئے فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خوف لاحق ہوا کہیں مشرکین ہمارے ٹھکانے سے آگاہ نہ ہو جائیں تو اس گھبراہٹ کو دور کرنے کیلئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ("لا تحزن، غم نہ کھا") کیونکہ اللہ تعالیٰ ناصر و مددگار ہے اور اس کی نصرت ہماری رفیق ہے لہٰذا گزند پہنچانا مشرکین کیلئے ممکن نہیں۔

علامہ طبریؒ کی تصریح سے یہ بات ازحد واضح ہو جاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے صدیق اکبرؓ کو تسلی دی کیونکہ وہ حضور کریم ﷺ کی وجہ سے خوفزدہ ہو گئے تھے کہ کہیں دشمن آپ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اگر کوئی ایسا حادثہ رونما ہوا تو دین وامت دونوں ہلاک ہو جائیں گے۔

علامہ طبری نے "اذیقول لصاحبه" کے ضمن میں ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے۔

حدثنا یونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني عمرو بن الحارث عن ابيه أن أبابكر الصديق رضي الله عنهٗ حين خطب قال أيكم يقرأ سورة التوبة قال رجل أنا قال أقرأ فلما بلغ "اذيقول لصاحبه لاتحزن" بكىٰ أبوبكر و قال أناوالله صاحبهٗ. (تفسیر طبری جز ۱۰ جلد۶، ص ۹۵،۹۶)

"عمرو بن حارث اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ فرمایا تم میں سے سورۂ توبہ کی تلاوت کون کر سکتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا "میں" آپؓ نے فرمایا "تلاوت کرو" جب وہ "اذیقول لصاحبه" تک پہنچا تو ابوبکرؓ نے رونا شروع کر دیا اور فرمایا مجھے اللہ کی قسم! وہ صاحب میں ہی ہوں۔

حضرات گرامی!

آپ نے آئمہ مفسرین کی ایمان افروز اور قلوب واذہان کو جلا بخشنے والی بابرکت تصریحات کو ملاحظہ فرمایا۔ اب لفظ صاحب کے مفہوم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

لفظ "صاحب" کی تحقیق

قاموس، صحاح للجوھری، لسان العرب، المنجد، منتھی الأرب اور صراح وغیرھا میں صاحب کی جمع صَحْبٌ و اَصْحَابٌ و صَحَبَةٌ و صِحَابٌ و صُحْبَانٌ و صِحَابَةٌ و صَحَابَةٌ ہے۔

اور اَصحاب کی جمع اَصاحیب ہے۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شرح عقائد جلالی جلال الملۃ والدین الدوانی علیہ الرحمۃ کے (حشی علامہ محمد عبدالحلیم انصاری لکھنوی "حل المعاقد فی شرح العقائد" میں لکھتے ہیں۔

قولہٗ ولأصحاب اعلم أن فاعلاً یجمع علی أفعال عند العلامۃ التفتازانی وغیرہٗ ولأصحاب جمع صاحب کا لاطھار جمع طاھرو اماعندمن لایجوزہٗ فأصحاب أما جمع صحب (بتسکین الحاء) جمع صاحب کرکب جمع راکب فأصحاب حینئذ جمع الجمع واما القول بأن الاصحاب جمع الجمع واقلہٗ تسعۃ فلاتکون الشیعۃ ناجیۃ فان الصحابۃالذین بقوالیدالنبی ﷺ علی الایمان عندھم ثلاثۃ علی وأبوذر وسلمان الفارسی فی روایۃ وفی روایۃ بلال رضی اللہ عنھم فھم لیس تابعین للاصحاب. **(حل المعاقد ص ٢٦)**

صاحب شرح عقائد جلالی نے ایک روایت (حدیث شریف کی) نقل فرمائی کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے، ان میں سے ایک ناجی ہوگا باقی تمام جہنمی۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! ﷺ وہ ناجی فرقہ کون سا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ماأنا علیہ وأصحابی

اس حدیث شریف کے ماتحت صاحب حل المعاقد مندرجہ بالا عربی عبارت تحریر فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) جان لے کہ علامہ تفتازانی وغیرہ کے نزدیک فاعل کی جمع بروزن افعال آتی ہے اور اصحاب جمع ہے صاحب کی جیسے کہ اطھار جمع ہے طاہر کی۔ لیکن علماء کے نزدیک جو فاعل کی جمع بروزن افعال جائز نہیں سمجھتے، اَصحاب جمع ہے صحب کی (حا کے سکون سے) اور صحب جمع ہے اَصحاب کی جیسے کہ راکب کی جمع رکب ہے۔ لہٰذا اس طرح اَصحاب جمع الجمع ہے یہ قول فاضل قراباغی، یوسف الکوسج وغیرہ ھم کا ہے۔ اور اس قول کے مطابق شیعہ فرقہ ناجیہ نہیں ہے کیونکہ جمع الجمع کا اطلاق کم از کم نو پر ہوتا ہے۔ اور شیعہ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد صرف تین صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ایمان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر باقی رہے اور وہ حضرت علی، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت سلمان فارسی جبکہ ایک دوسری روایت میں تیسرے صحابی حضرت بلال رضی اللہ عنھم ہیں۔لہذا یہ صحابہ کرام کی تابعداری کرنے والوں سے نہیں کیونکہ نبی محترم ﷺ کا فرمان ہے ،ما انا علیہ و أصحابی (جس پر میں اور میرے اصحاب رہے) اور اصحاب کی کم از کم تعداد تو بنتی ہے اور شیعہ کے نزدیک فقط تین صحابی تھے۔اس لحاظ سے شیعہ اصحاب کی پیروی سے خارج ہوگئے پس نتیجتاً فرقہ ناجیہ سے باہر ہوئے۔

اسی طرح نظام الدین سہالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ "شرح عقائد جلالی" میں تحریر کیا ہے۔

قولهُ جمع صحب بتسكين الحاء كسفر جمع سافرولم يقل جمع صاحب لأن فاعلا لايجمع على أفعال لكن جوزهُ التفتازاني وغيره

(حاشیہ شرح عقائد جلالی، ص ۳۱۳)

علامہ جلال الدین دوانی کا قول صحب (حاء کے سکون کے ساتھ) مثل سفر جمع سافر ہے اور مصنف نے جمع صاحب نہیں کہا اس لئے کہ فاعل کی جمع افعال کے وزن پر نہیں آتی لیکن علامہ تفتازانی وغیرہ کے نزدیک ایسا جائز ہے۔

لہذا مولانا نظام الدین سہالوی کے نزدیک بھی صاحب کی جمع اصحاب نہیں بلکہ صحب ہے اور اصحاب جمع الجمع ہے۔

بطور جملہ معترضہ علامہ عبدالحلیم انصاری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارک پر مفصل ومدلل جو تشریح فرمائی اس کا نقل کرنا بھی ضروری ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

فان دخول الفرق الهالكة فى النار من حيث الاعتقاد وافراد الفرق الناجية وإن تدخل فى النار لكنهم لايدخلون من حيث الاعتقاد بل أن دخلوا فمن حيث العمل.

نار جہنم میں ہمیشگی ان فرقوں کا مقدر ہے جو اعتقاد کے لحاظ سے غلط ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرقہ ناجیہ اگرچہ آگ میں داخل ہو بھی تو غلط اعتقاد کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ غلط عمل کے سبب ہوگا۔

فمعنی الحدیث ان الامة مفترقة الی الفرق الکثیرة کلهم داخلو الحمیم فی الجملة الاواحدة وهم اولیاء الله الکرام المقتفون أثر النبی ﷺ وأصحابهٗ فاستقام المعنی ولایحتاج الی التقلید کذافی "الحاشیة الکمالیة"

حدیث کا معنی ہے کہ امت بہت سے فرقوں میں بٹ جائے گی اور یہ تمام فرقے جہنمی ہوں گے سوائے ایک گروہ کے اور یہ گروہ اولیائے کرام کا ہے۔ جو نبی کریم ﷺ اور ان کے مقدس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ اس طرح حدیث شریف کا معنی سیدھا اور واضح ہے قید لگانے کی احتیاج بھی نہیں۔ عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ صرف ایک گروہ جن کو اولیاء کہتے ہیں فرقہ ناجیہ ہے باقی تمام جہنمی ہیں، خواہ تہتر ہوں، معلوم ہوا جو عقیدہ اولیاء کرام کا ہے وہی حق ہے اس گروہ سے وابستگی جہنم سے نجات کا ذریعہ اور سبب ہے۔

اسی طرح حاشیہ کمال الدین سیالوی شرح عقائد جلالی میں ہے۔

واذاتمهد هذا فنقول المراد بالامة فی الحدیث المذکور فی المتن أمة الإجاجة والمعنی کلهم یدخلون فی النار الاواحدة

(حل المعاقد فی شرح العقائد، ص ۲۲، ۲٤)

متن میں مذکور حدیث میں امت سے مراد امت اجابت ہے اور معنی یہ ہوئے کہ تمام فرقے جہنمی ہیں مگر ایک فرقہ ناجی ہے۔

معلوم ہوا کہ اس سے مراد امت اجابت ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی دعوت توحید پر لبیک کہا اور بعد میں نظریات و عقائد باطلہ میں مستغرق ہو گئے نہ وہ امت جس نے سرے سے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول ہی نہیں کیا جیسے کفار مشرکین وغیرہ۔

حضرت عبدالعلیم لکھنوی علیہ الرحمۃ کا کلام ختم ہوا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔ لفظ صاحب اور اصحاب کی لغوی تشریح کے بعد اب "صاحب" کی تعریف پیش خدمت ہے۔

صاحب کی تعریف

جلال الملة والدین جلال الدین دوانی (شرح عقائد جلالی) میں تحریر فرماتے ہیں۔

صاحب وهومن رأى النبیﷺ مومنابه سواء كان في حال البلوغ أوقبلهٗ طال صحبتهٗ أم لا۔

صاحب وہ ہے جس نے حالت ایمان میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا، خواہ بالغ ہونے کے بعد یا اس سے پہلے۔ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں طویل عرصہ رہا ہو یا نہ رہا ہو۔

مولانا عبدالعلیم لکھنوی "حل المعاقد" میں لکھتے ہیں

قولهٗ وهومن راه: اعلم اولا أن المراد بالرؤية اللقاء سواء كان رأى النبیﷺ بالبصرأ ولا فيشمل الضرير كعبد الله بن مكتوم و يمكن أن يقال أن المراد الرؤية بالبصر والنبیﷺ فاعل رأى ومفعوله محذوف فالمعنى من راهُ النبیﷺ فيشمله ح لكنه انمايتم لو كان التعريف مختصاً بأصحاب بنيناﷺ والا ينتقض بأصحاب شعيب عليه السلام لكونه اعمى

(حل المعاقد في شرح العقائد ، ص ٢٦)

علامہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ رؤیت سے مراد ملاقات کرنا ہے خواہ اس نے اپنی آنکھ سے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ پس یہ تعریف نابینا کو بھی ثابت ہو گی جیسے عبداللہ بن مکتوم۔ اور ممکن ہے اس طرح کہا جائے کہ مراد رؤیت بالبصر ہو اور نبی کریم ﷺ "رای" کا فاعل ہوں اور اس کا مفعول محذوف ہو۔ پس معنی یہ ہوئے کہ جس کو نبی کریم ﷺ نے دیکھا ہو۔ اس طرح صاحب کی تعریف میں نابینا بھی شامل ہو جائے گا لیکن یہ تعریف مکمل تب ہے اگر اسے اصحاب نبی کریم ﷺ کے ساتھ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختص کیا جائے ورنہ نقص آجائے گا کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام نابینا تھے اور انہوں نے اپنے اصحاب کو اپنی نظر مبارک سے نہیں دیکھا۔

لیکن رای کا فاعل نبی کریم ﷺ کو بنانا اور مفعول کو محذوف ماننا علامہ زرقانی نے مردود قرار دیا ہے اور خود صاحب حل المعاقد نے شرح عقائد کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

وما أفاد بعض الاعلام دام ظلهٗ أن ضمير المفعول مستتر فلاأفهمهٗ فان ضمير المنصوب يكون بارزاً دائما كما صرح به في كتب النحوفتدبر"

فرماتے ہیں بعض علمائے کرام نے مفعول کی ضمیر کو مستتر سمجھا ہے یہ بات میری فہم سے باہر ہے کیونکہ ضمیر منصوب ہمیشہ ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ نحو کی کتابوں میں واضح ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ **"الاصابة في تمييز الصحابة"** کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

الفصل الاول في تعريف الصحابيٰ وأصح ما وقفت عليه من ذالك أن الصحابي من لقى النبيﷺ مؤمنابه ومات على الاسلام فيدخل فيمن لقيه من طالت مجالسته لهٗ أو قصرت ومن روى عنهٗ أولم يروومن غزامعهٗ أولم يغزو ومن راٰهٗ رؤية ولو لم يجالسهٗ ومن لم يرهٗ لعارض كالعمى.

اس باب میں، جہاں تک مجھے علم ہوا، اصح بات یہی ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اس حالت میں کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کی موت اسلام پر ہوئی۔ جس نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی، اس میں وہ بھی داخل ہے اس کی نبی کریم ﷺ سے مجلس ہوئی ہو، خواہ طویل ہو یا مختصر، آپ ﷺ سے کوئی حدیث روایت کی ہو یا نہ، جنگ میں اسے سرکار دوعالم ﷺ کی رفاقت میسر آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ جس نے ایک دفعہ آپ ﷺ کو دیکھ لیا، اگرچہ اس کی مجلس نہ ہوئی (وہ بھی صحابی کی تعریف میں شامل ہے) اور وہ بھی جس نے آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھا جیسے نابینا۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مزید فرماتے ہیں۔

ویخرج بقید الایمان من لقیه کافراً ولوأسلم بعد ذالك اذالم یجتمع به مرة أخرىٰ وقولنا (به) یخرج من لقیه مؤمنا بغیره کمن لقیه من مؤمنی أهل الکتاب قبل البعثة وخرج بقولنا ومات علی الاسلام من لقیه مومنا به ثم ارتد ومات علی ردته کعبید الله بن جحش وعبدالله بن حظل وربیعه بن أمیه بن خلف ویدخل فیه من ارتد وعادالی الاسلام قبل أن یموت سواء اجتمع به ﷺ مرة أخرىٰ أم لاوهذا هوالصحیح المعتمد. لاطباق أهل الحدیث علی عدالاشعث بن قیس فی الصحابة وعلی تخریج أحادیثه فی الصحاح والمسانید وهومن ارتد ثم عادالی الاسلام فی خلافة أبی بکر وهذا التعریف مبنی علی الأصح المختار و عندالمحققین کالبخاری و شیخه احمدبن حنبل ومن تبعهما.

ایمان کی قید لگانے سے وہ شخص صحابی کی تعریف سے نکل گیا جس نے کفر کی حالت میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اگرچہ بعد میں ایمان لے آیا مگر آپ ﷺ سے مل نہیں سکا۔ اور ہمارے قول (بہ) سے وہ شخص بھی نکل گیا جو آپ ﷺ سے ملا مگر ایمان دوسرے انبیاء پر رکھتا تھا جیسے اہل کتاب وغیرہ۔ اور "مات علی الاسلام" کی شرط سے وہ شخص بھی خارج ہو گیا جس نے حالت ایمان میں آپ ﷺ سے ملاقات تو کی مگر بعد میں مرتد ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا جیسے عبید اللہ بن جحش و عبد اللہ بن خطل اور ربیعہ بن اُمیہ بن خلف۔ اور وہ شخص صحابہ میں شامل ہے جو مرتد ہوا اور مرنے سے پہلے اسلام قبول کر لیا خواہ دوسری دفعہ اس کی ملاقات نبی کریم ﷺ سے ہوئی یا نہ۔ اور یہی مذہب اُصح ہے۔ کیونکہ محدثین نے اشعث بن قیس کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور اپنی کتابوں میں اس کی احادیث کو تخریج کیا ہے۔ حالانکہ وہ بعد از اسلام مرتد ہو گیا اور زمانہ ابوبکرؓ میں دوبارہ اسلام قبول کیا۔ محققین کے نزدیک یہی تعریف صحیح ترین ہے جسے امام بخاریؒ اور ان کے شیخ احمد بن حنبلؒ جیسے محدثین نے قبول کیا اور ان کے پیروکاروں نے۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول

ومن صحب النبی ﷺ أو رأهُ من المسلمین فهو من أصحابه کے

ماتحت علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

أشار بهذا الی تعریف الصاحب وفیه أقوال

الاول: ماأشار الیه البخاری بقوله من صحب النبی ﷺ أوراٰه من المسلمین فهو من اصحابه وقال الکرمانی یعنی الصحابی مسلم صحب النبی ﷺ أوراٰه وضمیر المفعول للنبی ﷺ والفاعل للمسلم علی المشهور الصحیح. وقیل فی کلام البخاری نقص یحتاج الی ذکرہ وهو ثم مات علی الاسلام والعبارة سالمة من الاعتراض أن یقال الصحابی من لقی النبی ﷺ ثم مات علی الاسلام لیخرج من ارتد ومات کافراً.

امام بخاری نے اس عبارت میں "صاحب" کی تعریف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

پہلی بات یہ کہ جس نے نبی کریم ﷺ کی رفاقت اختیار کی یا مسلمانوں میں سے کسی نے آپ ﷺ کو (ظاہری حیات) میں دیکھ لیا وہ اصحاب میں سے ہے۔ امام کرمانیؒ فرماتے ہیں صحابی وہ مسلمان ہے جو نبی کریم ﷺ کا صاحب ہو یا آپ ﷺ کو دیکھا ہو۔ مفعول کی ضمیر نبی کریم ﷺ کیلئے اور فاعل کی ضمیر مسلم کیلئے ہے اور یہی مشہور و صحیح مذہب ہے۔ علامہ بدر الدین عینی، تعریف علامہ بخاری کا نقص ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام بخاری نے "ثم مات علی الاسلام" کا ذکر نہیں کیا۔ عبارت اعتراض سے تبھی بچ سکتی ہے جب کہا جائے کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی پھر اسلام پر اس کی موت واقع ہوئی تاکہ وہ شخص صحابیت سے نکل جائے جو مرتد ہو گیا اور کفر کی حالت میں ہی مر گیا۔

الثانی: أنه من طالت صحبتهُ لهُ و کثرت مجالستهُ مع طریق التبع لهُ ولأخذ عنهُ هکذاحکاهُ أبو المظفر السمعانی عن الاصولیین وقال أن

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسم الصحابی یقع علی ذالك من حيث اللغة والظاهر واختارهُ ابن حاجب ایضاً لأن الصحبة تعم القليل والكثير.

صحابی وہ ہے جس کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ طویل صحبت ہو اور آپ ﷺ کی پیروی میں کثیر مجالست ہو کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ سے کچھ حاصل کرے (علم وغیرہ) اس بات کو ابو مظفر سمعانی نے اصولیوں سے بیان کیا اور کہا ہے کہ صحابی کا اسم لغت میں اور ظاہری طور اسی شخص پر واقع ہوتا ہے۔ اسی قول کو ابن حاجب نے اختیار کیا اس لئے صحبت کا لفظ قلت اور کثرت دونوں میں عام ہے۔

(نوٹ: محدثین اور علم حدیث کے علماء صحابی اسے کہتے ہیں جس نے نبی کریم ﷺ سے کوئی حدیث خواہ ایک کلمہ ہی کیوں نہ ہو، روایت کی ہو۔ پھر وسعت نظری کرتے ہوئے اس شخص کو بھی صحابی کہتے ہیں جس نے اسلام کی حالت میں ایک نظر رخ انور کو دیکھ لیا۔)

الثالث: ماروی عن سعيد بن المسيب أنهُ لايعدالصحابي الامن أقام مع رسول الله ﷺ سنةً أوسنتين وغزامعهُ غزوة أوغزوتين وهذافيه ضيق قال شيخنا هذا عن ابن المسيب لايصح لأن في اسناده محمد بن عمرو الواقدي وهو ضعيف في الحديث.

سعید بن میتب سے روایت کردہ یہ بات کہ جو ایک یا دو سال نبی کریم ﷺ کی صحبت میں نہ رہا اور ایک یا دو غزوات میں حصہ نہ لیا اسے صحابی شمار نہیں کرتے، اس میں تنگ نظری ہے، علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ سعید بن میتب کی طرف اس بات کی نسبت کرنا صحیح نہیں کہ اس کی اسناد میں محمد بن عمرو الواقدی ہے جو ضعیف ہے۔

الرابع: انهُ يشترط مع طول الصحبة الأخذعنهُ حكاهُ الآمدى عن عمرو بن بحرابي عثمان الجاحظ من آئمة المعتزلة قال فيه ثعلب انهُ غير ثقة ولامامون ولايوجد هذا القول لغيره.

طویل صحبت کے ساتھ آپ ﷺ سے روایت کرنا بھی شرط ہے جیسے آمدی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے معتزلیوں کے امام ابو عثمان جاحظ سے نقل کیا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ اس میں ثعلب نامی ایک شخص ہے جو ناقابل اعتبار اور کثیر خطا کرنے والا ہے اور یہ قول اس ثعلب کے علاوہ کسی اور سے نقل نہیں کیا گیا۔

الخامس: انهُ من راٰهُ مسلمًا عاقلاًبالغًا حكاهُ الواقدی عن أهل العلم و التقييد بالبلوغ شاذ

واقدی نے اہل علم سے نقل کیا ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اس حالت میں کہ وہ صاحب اسلام، عاقل وبالغ ہو۔ اس تعریف میں بلوغت کی شرط لگانا شاذ ہے۔ بعض نے یہ قول مردود قرار دیا ہے، اس سے حسن بن علیؓ وغیرہ کا صحابیت سے خارج ہونا لازم آتا ہے۔

السادس: انهُ من أدرك زمن النبی ﷺ وهو مسلم وأن لم يرهُ وهو قول يحيی بن عثمان المصری وممن حكی هذا القول من الاصوليين القرافی فی شرح التنقيح.

جس نے زمانۂ نبوت پایا اور وہ مسلمان بھی ہو، اگرچہ اس نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا (وہ بھی صحابی ہے) یہ قول یحییٰ بن عثمان مصری کا ہے اس کو اصولیوں میں سے قرافی نے "شرح تنقیح" میں نقل کیا ہے۔

ان تمام اقوال میں سے صحیح قول وہی ہے جسے امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحبت کا پہچانا یا تو با تواتر ہے جیسے ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی عنہما اور بقیہ عشرہ مبشرہ وغیرہ یا اسی کی صحبت کا مشہور ہونا جو درجہ تواتر سے کم ہے مثل عکاشہ بن محصن و ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہما وغیرہ، یا بعض صحابہ کا اس کے متعلق بیان کرنا کہ وہ صحابی ہے جیسے حممہ بن ابی حممہ دوسی، یا اس کا خود خبر دینا کہ وہ صحابی رسول (ﷺ) ہے۔ اس خبر دینے سے پہلے اس کی عدالت کا ثبوت ہونا ضروری ہے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج ۱۶، ص ۱۶۹، ۱۷۰)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

قوله (ومن صحب النبی ﷺ أو رأهُ من المسلمين فهو من أصحابه)
يعنى أن اسم صحبة النبی ﷺ مستحق لمن صحبهُ أقل مايطلق عليه اسم صحبة لغة وان كان العرف يخص ذالك ببعض الملازمة ويطلق ايضا على من رأهُ رؤية ولو على بعد وهذا الذى ذكرهُ البخارى وهو الراجح.

صحابی رسول ﷺ کے نام کا وہ مستحق ہے جس سے آپ کی صحبت ثابت ہو۔ کم سے کم صحبت جس پر لغوی طور پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور عرف اگر چہ اس صحبت کو بعض شرائط کے ساتھ خاص کر دیتا ہے (جیسے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنا اور جدا نہ ہونا) اور جس نے نبی کریم ﷺ کو ایک مرتبہ دیکھ لیا اس پر بھی لفظ صحابی کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ وہ قول ہے جس کو امام بخاری نے ذکر کیا اور یہی راجح ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

الا أنه هل يشترط في الرائي أن يكون بحث يميز ماراه أو يكتفى بمجرد حصول الرؤية، محل نظر، وعمل من صنف في الصحابة يدل على الثاني فانهم ذكروا مثل محمد بن ابي بكر الصديق و انما ولد قبل وفاة النبی ﷺ بثلاثة اشهر و ايام.

کیا دیکھنے والے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ جسے دیکھ رہا ہے اس میں اور غیر میں تمیز کر سکتا ہے یا صرف دیکھنا ہی کافی ہے، اس بات میں اختلاف ہے۔ صحابہ کرامؓ کے بارے میں جن لوگوں نے تحریر کیا ہے وہ صرف دیکھنے ہی کو کافی سمجھتے ہیں، انہوں نے محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی وفات مبارک سے تین ماہ اور کچھ دن پہلے پیدا ہوئے اور فقط نبی کریم ﷺ کو دیکھا (یعنی یہ تمیز نہ تھی کہ یہ رسول اکرم ﷺ ہیں فقط دیکھنا ہی تھا) اور وہ صحابی کہلاتے ہیں۔

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقد وجدت ما جزم به البخاری من تعریف الصحابی فی کلام شیخه علی ابن المدینی فقرأت فی "المستخرج لأبی القاسم بن منده" بسنده الیٰ احمد بن سیاد الحافظ المزدری قال سمعت أحمد بن عتیك یقول علی بن المدینی من صحب النبی أوراهُ ولوساعةً من نهار فهومن أصحاب النبی ﷺ (فتح الباری، ج ۷، ص ۳، ۵)

امام بخاریؒ نے صحابی کی جس تعریف کو صحیح قرار دیا میں نے اسے آپ کے شیخ علی بن مدینی کے کلام میں پایا، "المستخرج لابی القاسم بن مندہ" میں پڑھا اور اس کی سند احمد بن سیاد حافظ مزدری سے کی گئی ہے۔ حافظ مزدری کا کہنا ہے کہ میں نے احمد بن عتیک سے سنا کہ فرماتے ہیں علی مدینی نے کہا جس کو نبی کریم ﷺ کی صحبت ملی یا آپ کو دیکھ لیا اگرچہ دن میں سے ایک ساعت تو وہ اَصحاب نبی ﷺ سے ہے۔

علامہ عبدالباقی زرقانی شارح مواہب لکھتے ہیں۔

(اختلف فی تعریف الصحابی) نسبة الی الصاحب من نسبة الجزئی الی کلیه کالمفتی (فقیل من صحب النبی ﷺ) فی زمن نبوته ولولحظة (أوراٰهُ) کذالك فی حال حیاته وان لم یجالسه حال کونه وقت الصحبة والرؤیة (من المسلمین) العقلاً ولوانثی أوعبداً أوصبیا أوجنیا أملکا علی مایأتی (والیه ذهب البخاری وسبقهُ الیه شیخهُ علی بن المدینی) کما ذکره الفتح فقدمر (فهومن أصحابه انتهی) (وهذا) ای الاکتفاء بمجرد الرؤیة بلا مجالسة ومماشاة ولا مکالمة (وهوالراجح) وهو مذهب جمهور المحدثین والاصولیین لشرف منزلته ﷺ

(صحابی کی تعریف میں لوگوں کا اختلاف ہے) صحابی کی نسبت صاحب کی طرف ہے اور جزئی کہہ کر کلی مراد ہے۔ کہا گیا ہے کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کی اور زمانۂ نبوت میں اگرچہ ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح جس نے آپ ﷺ کو حیات مبارکہ میں دیکھا اگرچہ آپ کے پاس بیٹھا نہیں۔ صحبت اور رؤیت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دونوں میں مسلمان ہونا شرط ہے اور وہ مسلمان جو عاقل ہیں عورت ہو یا مرد، بچہ ہو یا غلام، جن ہو یا فرشتہ...... جن اور فرشتے کے متعلق بحث بعد میں آئے گی۔ صحابی کی یہی تعریف امام بخاری نے کی ہے اور آپ سے پہلے آپ کے شیخ علی بن مدینی کو سبقت حاصل ہے۔ جیساکہ فتح الباری کے حوالے سے ابھی گذرا ہے۔ پس وہ شخص نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے ہے (یعنی جس نے ایک لحہ کیلئے بھی نبی کریم ﷺ کی صحبت اختیار کی یا آپ ﷺ کو دیکھا) اور فقط یہ دیکھنا ہی راجح ہے اگرچہ اس شخص نے مجلس، صحبت اور مکالمہ نہ کیا ہو۔ یعنی یہی جمہور محدثین اور اصولیین کا مذہب ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ عزت وشرف کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور ایسی باشرف ہستی کا ایک لمحے کا دیدار ہی صحابیت کیلئے کافی ہے۔

امام زرقانی فرماتے ہیں :

(واما التقييد بالرؤية فالمراد به عند عدم المانع منها) كالعمٰى (فان كان كابن أم مكتوم الاعمٰى فانه صحابي جزما فالاحسن) كماقال العراقي (أن يصبر باللقاء بدل الرؤية) ليدخل الاعمٰى وقال المصنف انهٗ يدخل في قوله من صحب وكذافي قولهم أوراهٗ النبي ﷺ مالايخفي. وقول الحافظ العراقي في دخول الاعمٰى الذى جاء اليه ﷺ ولم يصحبه ولم يجالسهٗ في قول البخارى من صحب النبي ورآه نظر، أن نسختهٗ وراهٗ بواو العطف من غير ألف فيكون التعريف مركبا من الصحبة والرؤية فلايدخل الاعمٰى. كما قال لكن في جميع ماوقفت عليه من الاصول المعتمرة أوالتي للتقسيم وهو الظاهر لاسيما وقد صرح غيرواحد بأن البخارى تبع في هذا التعريف شيخه ابن المديني والمنقول عنه أوبالالف انتهٰى.

رؤیت (دیکھنا) کی قید لگانا اس وقت ہے جب نظر تو ہو مگر نہ دیکھے اور اگر نظر ہی نہ ہو تو یہ قید صحیح نہیں جیسے نابینا (کیونکہ نظر نہ ہونے کی وجہ سے دیکھنے سے قاصر ہے اور یہ نقص دیکھنے سے مانع ہے) مثل ابن ام مکتوم جو کہ نابینا تھے۔ پس وہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالیقین صحابی ہیں۔ حافظ عراقی کے مطابق بہتر یہی ہے کہ رویت کی بجائے ملاقات کا لفظ بولا جائے تاکہ نابینا بھی اس تعریف میں شامل ہو جائے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ نابینا، امام بخاری کے قول (من صحب) سے بھی تعریف میں داخل ہے اور وہ اس طرح (راٰ النبی) میں بھی علماء کے قول کے مطابق صحابیت کے شرف سے بہرہ مند ہوتا ہے جیساکہ یہ ظاہر ہے۔ حافظ عراقی کا قول کہ جو نابینا آپ ﷺ کی صحبت سے مشرف نہ ہوا اور نہ ہی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھا مگر آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ ﷺ کی طرف آیا، کیا صحابیت کے شرف سے نوازا گیا کہ نہیں؟...... بمطابق قول امام بخاری (من صحب النبی ﷺ وراٰہ) محل نظر ہے۔

کیونکہ اس میں لفظ راٰہ سے پہلے "واو" ہے جو عطف کیلئے استعمال ہوتی ہے جبکہ اصل میں "اَو" ہونا چاہیے تھا کیونکہ واو عطف سے صحابی کی تعریف میں وہ داخل ہو گا جو آپ ﷺ کی صحبت اور رویت دونوں سے شرف یاب ہوا۔ لہذا نابینا تعریف صحابی سے نکل جائے گا جیساکہ امام عراقی نے کہا۔ (مصنف فرماتے ہیں) جہاں تک میں اعتماد کیے گئے اصولوں پر واقف ہو سکا ہوں یہاں "واؤ" کی بجائے "اَو" ہے جو تقسیم کیلئے آتا ہے۔ یعنی یا تو صحبت کی ہو یا رویت سے بہرہ مند ہوا ہو۔ اور اسی طرح صحابی کی تعریف میں نابینا داخل ہو سکتا ہے۔ یہی اکثرین کی تحقیق ہے۔ کیونکہ امام بخاری کی یہ تعریف اپنے شیخ علی مدینی سے نقل ہے اور امام علی ابن مدینی سے "اَو" ہی منقول ہے۔

(زرقانی علی المواہب، ج ۷، ص ۲۴، ۷ ۲)

کلام کا حاصل یہ ہوا کہ حالت ایمان کے ساتھ صحبت ضروری ہے یا رویت؟ امام زرقانی کی محققانہ تصریح سے پتہ چلا کہ صرف دیکھنا ہی صحابی بننے کیلئے کافی ہے اور یہ رویت نبی اقدس ﷺ کی حیات طیبہ کے ساتھ، مشروط ہے۔ جیساکہ عمدۃ القاری میں ہے جس نے نبی کریم ﷺ کو بعد از وفات دیکھا چاہے قبر شریف میں، وہ صحابی کی تعریف سے باہر ہے۔ اور اسی طرح اولیائے کرام جو حالت بیداری یا خواب نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں وہ بھی صحابیت کا درجہ نہیں پا سکتے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا جن اور فرشتہ بھی صحابی ہوئے ہیں؟

امام زرقانی لکھتے ہیں:

وهل يختص جميع ذالك ببنى آدم أم يعم غيرهم من العقلاء محل نظر أما الجن فالراجح دخولهم لان النبى ﷺ بعث اليهم قطعا بالاجماع والنصوص (وهم مكلفون فيهم العصاة والطائعون فمن عرف اسمه منهم لايبقى التردد فى ذكره) وهذا اللفظ للفتح وعبر فى الاصابة بانه، يتعين ذكره (فى الصحابة وأن كان ابن الاثير) الحافظ عزالدين فى اسد الغابه (غاب ذالك على ابى موسى) المدينى (فلم يستند فى ذالك الى حجة) فليس ذالك بمعيب لماذكر وقدقال ابن حزم قدأعلمنا الله أن نفراً من الجن آمنوا و سمعوا القرآن منه ﷺ فهم صحابة فضلاء (واما الملائكة فتوقف عنهم فى ذلك) اى الصحابة (على ثبوت البعثة اليهم فان فيه خلافا بين الاصوليين حتى نقل لبعضهم الاجماع على ثبوته) رجحه السبكي والبازرى وابن كثير (وعكس بعضهم) فنقل الاجماع على عدمه قال فى الاصابة وفى صحة بناء هذه المسئلة على هذا الاصل نظر لايخفى (انتهى) اى لانه لادخل لذالك فى تحقيق الصحبة سواء قلنا بعث اليهم أم لانحكم بصحبة من رأهٗ من الملائكة.

(زرقانی علی المواهب، ج ۷، ص ۲۸..... فتح الباری ج۷، ص ۹۶ الاصابة، ج ۱، ص ۷)

صحابی کی تعریف اولادِ آدم کے ساتھ ہی خاص ہے یا ان کے علاوہ عقلاء (جن و فرشتہ) کو بھی شامل ہے، اس بات میں اختلاف ہے۔ لیکن "جن" کا صحابی کی تعریف میں داخل ہونا راجح ہے، اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ ان کی طرف بھی مبعوث کئے گئے اور قطعی طور پر اجماع اور نصوص سے یہ بات ثابت ہے۔ جن مکلّف ہیں ان میں کچھ نافرمان اور کچھ اطاعت گزار ہیں۔ ان میں جس شخص نے اس نام کو پہچان لیا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(کہ وہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لایا ہے) اس کی صحابیت کے ذکر کرنے میں تردد نہیں چاہیے۔ (یہ لفظ فتح الباری کے ہیں) اور "الاصابہ" میں ہے کہ صحابہ کے ساتھ جن کو معین کر لیا جائے وہی صحابی ہیں۔ اگرچہ ابن اثیر الحافظ عزالدین نے اسد الغابہ میں، ابو موسیٰ مدینی پر اس مسئلہ میں عیب نکالا ہے۔ اور کوئی مسند بطور حجت بیان نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اطلاع فرمائی (ان نفرا من الجن آمنوا) اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے قرآن معظم سنا، وہ فضلاء صحابہؓ ہیں۔ لیکن فرشتوں کو صحابہ میں شمار کرنا، اس میں توقف کیا گیا ہے۔ اس بات پر کہ ان کی طرف بھی نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا گیا۔ اس میں اصولیین کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض نے اس کے حق میں اتفاق کیا ہے اور امام سبکی و امام بارزی اور ابن کثیر نے اس کو ترجیح دی ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے اور اس عدم ثبوت پر بھی اجماع نقل کیا ہے۔ علامہ ابن حجر "الاصابہ" میں فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کے صحیح ہونے میں نظر ہے جو پوشیدہ نہیں۔ ان کے نزدیک تحقیق صحبت میں بعثت و عدم بعثت کو عمل دخل نہیں۔ پس یہ بات کہنا کہ ان کی طرف مبعوث کئے گئے یا نہیں، برابر ہے۔ فرشتوں میں سے جس نے بھی نبی اکرم ﷺ کو دیکھ لیا اس پر صحبت کا حکم لگائیں گے۔

صاحب حل المعاقد شرح عقائد جلالی فرماتے ہیں۔

ثم اعلم ان هذا التعميم يؤمى الى ان الملائكة وان صحبوا النبي ﷺ الا انهم ليسوا باصحاب والظاهر من كلام البعض انهم صحابة ۔

(حل المعاقد، ص ۲۷)

نبی کریم ﷺ کی رؤیت (بعد از ایمان بلوغ سے پہلے ہو یا بعد میں، صحبت طویل ہو یا کم) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ فرشتے اگرچہ نبی کریم ﷺ کی صحبت سے متصف ہیں اس کے باوجود وہ اصحاب رسول ﷺ نہیں۔ اور بعض علماء کے کلام سے ظاہر ہے کہ وہ صحابہ ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولانا عبدالعلیم لکھنوی کا مذہب ہے کہ ملائکہ اصحاب میں سے نہیں ہیں۔

وهل تدخل الملائكة محل نظر وقدقال بعضهم ان ذلك ينبغي على انهٗ هل كان مبعوثا اليهم اولا وقدنقل الامام فخر الدين في اسرار التنزيل الاجماع على انهٗ ﷺ لم يكن مرسلاً الى الملائكة و في هذا النقل بل رجح الشيخ تقي الدين السبكي انهٗ كان مرسلاً اليهم واحتج بأشياء شرحها.

(الاصابة، ج ۱، ص ۸،۷)

اس بات میں اختلاف ہے کہ نبی کریم ﷺ فرشتوں کی طرف مبعوث ہیں یا نہیں۔ امام فخر الدین رازی نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرشتوں کی طرف مرسل نہیں اور امام رازی اس بات میں متنازع ہیں بلکہ شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ان کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ اور چند اشیاء سے اس کو حجت ملیا جس کی شرح طوالت کی محتاج ہے۔

شرح عقائد نسفی میں ہے:

واذاثبت نبوتهٗ وقد دل كلامهٗ وكلام الله المنزل عليه على انهٗ خاتم النبيين و انهٗ مبعوث الى كافة الناس بل الى الجن والانس وقال العلامة الحسن السنبهلي في نظم الفرائد على العقائد وقوله والانس بل الى الملائكة ايضا لقوله ليكون العالمين نذيرا وحقق ذالك صاحب الشفاو شراحه.

(شرح عقائد النسفي، ص ۲۹۲)

اور جب نبی اکرم ﷺ کی نبوت ثابت ہو گئی اور تحقیق اللہ کا کلام جو منزل علیہ ہے اور کلام نبی اکرم ﷺ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہیں۔ خواہ جن ہوں یا انسان۔ امام حسن سنبھلی علیہ الرحمۃ "نظم الفرائد علی العقائد" میں لکھتے ہیں امام نسفی علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ صرف انسانوں کی طرف نہیں بلکہ ملائکہ کی طرف بھی آپ نبی ہیں اس کی دلیل "لیکون للعالمین نذیرا" ہے اس کو صاحب شفاء علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے ثابت کیا ہے اور اس طرح شفا شریف کے شارحین نے بھی نقل کیا ہے۔

مولانا حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح اور قاضی عیاض وغیرہ کی تحقیق اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرشتوں کی طرف بھی مبعوث ہیں۔ لہذا ان کا صحابہ میں سے ہونا ثابت ہے۔ بہر حال فرشتوں کی طرف آپ کا رسول ہونا اور فرشتوں کا صحابہ سے ہونا ثابت ہو گیا ہے۔ بہر حال اختلاف ہے اور دونوں فریق کے پاس دلائل موجود ہیں۔

مولانا عبدالعلیم لکھنوی "حل المعاقد" میں لکھتے ہیں۔

قولهٗ طال صحبتهٗ ام لاقال جمهور الاصوليين من الحنفية ان طول الصحبة شرط في كونه صحابيا فانه المتبادر من الصحابي.......... مع انهما صحابيأ بالاتفاق

مولانا عبدالعلیم فرماتے ہیں کہ حنفیہ میں سے جمہور اصولیین کے نزدیک صحابی ہونے میں "صحبت کا طویل ہونا" شرط ہے کیونکہ صحابی کی تعریف سے سب سے پہلے ذہن اسی طرف جاتا ہے۔ اس لئے جو وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آتے رہے ان کے صحابی نہ ہونے پر اتفاق ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کی صحبت کو انہوں نے لازم نہیں پکڑا۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ صحبت کی کوئی حد مقرر نہیں۔ جبکہ بعض نے حدبیان کی ہے، ان کے نزدیک چھ مہینے یا ایک غزوہ شرط ہے مگر اس حد بندی سے حضرت حسان بن ثابتؓ اور حضرت جریر بن عبداللہؓ خارج ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ حضرت حسانؓ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی بھی غزوے میں شرکت نہیں کی اور حضرت جریرؓ نے نبی کریم ﷺ کی وفات سے چالیس دن قبل اسلام قبول کیا مگر اس کے باوجود دونوں بالاتفاق صحابی ہیں۔

لہذا ثابت یہ ہوا کہ طویل صحبت شرط نہیں اور یہی قول صحیح ہے۔ اپنی استعداد کے مطابق "صحابی" کے بارے میں تحقیق پیش کی ہے۔ علمائے کرام سے راہنمائی کی درخواست ہے۔ علم جو کہ بحر بیکراں ہے اس سے موتی وہی نکال کر لاتا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو گہرائی میں جاتا ہے۔ لہٰذا جو اس بحر کے غواص ہیں وہ ہی بہتر جانتے ہیں اور بے شک اس کے مصداق علمائے ربانیین ہی ہیں۔

لفظ صاحب کی تحقیق و تعریف کی ساعت کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا اور کس نے سب سے پہلے حالت ایمان میں رخ انور کا دیدار کیا؟ اگلے باب میں بالتحقیق اس مسئلہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔ (وھوالموفق للصواب)

سب سے پہلے اسلام کون لایا؟

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی وجوہات بیان کر دی جائیں۔

امام سہیلیؒ فرماتے ہیں:

ذکر ان رسول اللہ علیہ السلام عرض علیہ الاسلام فما عکمٌ عندذالك ای ماتردد وکان من اسباب توفیق اللہ ایاہٗ فیما ذکر رؤیا قبل ذلك، وذالك انہٗ رأی القمر ینزل الی مکۃ، ثم راٰہٗ قدتفرق علی جمیع منازل مکۃ و بیوتھا فدخل فی کل بیت منہ شعبۃ ثم کانہٗ جمع فی حجرہ فقصھا علی بعض الکتا بین فعبر بھالہٗ بأن النبی المنتظر الذی قداظل زمانہٗ تتبعہ وتکون أسعدالناس بہ فلما دعاہٗ رسول اللہ ﷺ الی الاسلام لم یتوقف۔

(روض الانف، ج ۱، ص ۲۸۸، زرقانی علی المواھب، ج ۱، ص ۲۴۰)

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے بغیر تردد کے قبول کیا۔ اس کی اصل وجہ تو توفیق ایزدی ہے اور یہ بھی کہ آپ نے اسلام لانے سے پہلے ایک خواب دیکھا، وہ یہ کہ حضرت ابوبکرؓ نے حالت نیند میں چاند دیکھا جو مکہ مکرمہ کی طرف نازل ہوا اور ہر گھر میں الگ الگ داخل ہوا۔ پس ہر گھر اس کے نور سے چمک اٹھا پھر گویا کہ وہ میری گود میں جمع ہو گیا۔ میں نے یہ خواب بعض اہل کتاب سے بیان کیا تو انہوں نے تعبیر بتائی کہ اس منتظر نبی (ﷺ) کی آمد ہو چکی ہے اور تم اس کے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دامن سے وابستہ ہو کر تمام لوگوں سے زیادہ سعادت مند ہو گے"۔ پس یہی وجہ ہے کہ دعوت اسلام پر حضرت ابو بکرؓ نے بلا توقف لبیک کہتے ہوئے دین مکمل کو گلے لگالیا۔

امام حلبی علیہ الرحمۃ نے "انسان العیون" میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اسلام قبول کرنے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا جس اہل کتاب پر آپ نے خواب پیش کیا۔ وہ بحیرا راہب تھا۔ فرماتے ہیں :

ولعل هذا الذی من أهل الکتاب هوبحیرا. فقد رأیت أن أبابکر رضی الله عنه رای رؤیا فقصها علی بحیرا فقال له ان صدقت رؤیاك فانهٗ سیبعث نبی من قومك تکون انت وزیره فی حیاته و خلیفته بعد مماته

(سیرت حلبیه، ج ۱، ص ۴۴۳)

شاید وہ اہل کتاب بحیرہ ہے جس کے سامنے آپؓ نے خواب پیش کیا۔ حضرت ابو بکر نے جب اپنا خواب اسے سنایا تو اس نے کہا اگر تیرا خواب سچا ہے تو عنقریب ایک نبی تیری قوم میں سے مبعوث ہو گا اور تم اس کی زندگی میں اس کے وزیر ہو گے اور بعد ازوفات اس کے خلیفہ۔ ابن اثیر "اسد الغابہ" میں لکھتے ہیں :

عن خالد الجهنی عن عبدالله بن مسعود قال قال ابوبکر انهٗ خرج الی الیمن قبل أن یبعث النبیﷺ فنزلت علی شیخ من الازد عالم قد قرأالکتب وعلم من علم الناس علما کثیر فلما ارانی قال واحسبك قرشیا قال قلت نعم أنا من قریش قال وأحسبك تیمیا قال قلت نعم أنا من تیم بن مرة أنا عبدالله بن عثمان من ولد کعب بن سعد بن تیم بن مره قال بقیت لی فیك واحدة قلت ماهی قال تکشف عن بطنك قلت لاأفعل أوتخبرنی لم ذلك قال أجدنی العلم الصحیح الصادق أن نبیا یبعث فی الحرم یعاون علی أمره فتی و کهل فاما الفتی فخواض غمرات و دفاع معضلات وأماالکهل فابیض نحیف علی بطنه شامة وعلی فخذه الیسریٰ علامة وما علیك أن ترینی ماسألتك فقد تکاملت لی فیك الصفة الاما خفی علی قال ابوبکر

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فکشفت لہٗ عن بطنی فرای شامۃ سوداء فوق سرتی فقال أنت ہو ورب الکعبۃ الی آخر الحدیث۔

(اسد الغابہ، ج ۳، ص ۲۰۹۔ زرقانی، ج ۱، ص ۲۴۰۔ سیرت حلبیہ، ج ۱، ص ۴۴۳)

خالد جہنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا میں نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل تجارت کی غرض سے یمن گیا اور قبیلہ ازد کے ایک بزرگ عالم کے ہاں ٹھہرا (ان کی عمر تقریباً ۳۹۰ سال تھی) وہ بزرگ تورات وانجیل اور کتب سماویہ سے واقف تھے اور علم الناس میں دسترس رکھتے تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا اہل حرم سے لگتے ہو؟ میں نے کہا ہاں میں اہل حرم سے ہوں، پھر کہا "میرا خیال ہے کہ آپ قرشی ہیں" میں نے کہا ہاں میں قریش سے ہوں، پھر کہنے لگے "آپ تیمی ہیں" میں نے کہا ہاں! میں تیم بن مرہ سے ہوں۔ میرا نام عبداللہ بن عثمان ہے اور میں کعب بن سعد بن تیم بن مرہ کی اولاد سے ہوں۔ اس بزرگ نے کہا میرے خیال میں ایک صفت باقی رہ گئی ہے آپ نے فرمایا "وہ کونسی"؟ بزرگ کہنے لگے اپنا بطن (پیٹ) دکھائیں۔ میں نے جواب دیا "جب تک مجھے اس بات کی حقیقت نہیں بتاتے بطن نہیں دکھاؤں گا" وہ کہنے لگا میں اپنے علم صحیح و صادق میں پاتا ہوں کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوگا۔ ظہور اسلام کے بعد ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر والا اس کی مدد کرے گا، جوان سختیوں میں کود پڑے گا اور مشکلات میں دفاع کرے گا۔ اور ادھیڑ عمر والا، سفید رنگ اور دبلے بدن کا ہوگا، بطن پر خال (تل) اور بائیں ران پر بھی ایسی ہی علامت ہوگی" یہ کہنے کے بعد بزرگ کہنے لگے اپنی معلومات کے مطابق میں نے ساری باتیں آپ سے بیان کردی ہیں، کیا اب بھی آپ پیٹ نہیں دکھائیں گے؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بدن سے کپڑا اٹھایا تو سیاہ تل ناف کے اوپر نظر آیا، اس پر وہ کہنے لگے "رب کعبہ کی قسم آپ وہی ہیں"

اس طرح اس راہب نے بیان کیا کہ اے نوجوان! اس نبی کی شان کے متعلق حکم دیتا ہوں۔ پوچھا "کون سا حکم ہے" جواب ملا "صداقت سے اعراض نہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

برتنا" اور طریق وسطیٰ کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، جو کچھ اللہ نے عطا کیا ہے اس میں سے اللہ سے ڈرنا"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یمن سے جب میں لوٹ کر آیا تو ان بزرگ کی الوداعی ملاقات کیلئے ان کے پاس گیا، وہ کہنے لگے میں نے چند ابیات اس نبی آخرالزماں کے متعلق لکھے ہیں ان کو ساتھ لیتے جایئے۔ یہ کہہ کر وہ ابیات مجھے سنائے۔

آپؓ فرماتے ہیں مکہ پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے بعثت کا اعلان فرمادیا تھا مجھے سفر کی کامیابی پر مبارکباد دینے کیلئے سرداران قریش میرے پاس آئے جن میں عقبہ بن ابی معیط، شیبہ، ربیعہ، ابو جہل اور ابوالبختری شامل ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے استفسار کیا کہ کوئی نیا واقعہ تو رونما نہیں ہوا؟

سب بیک زبان بولے "تمہارے بعد ایک واقعہ رونما ہوا ہے اور وہ یہ کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور ہمارے آباء واجداد کے دین کی جڑ اکھیڑ کر رکھ دی ہے۔ ہم تیری انتظار میں تھے اور اب سارا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو اس انتظار میں تھے۔

سب کو رخصت کرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، محبت و خلوص جو پہلے سے موجود تھا، دل میں لئے آستانۂ نبوت پر حاضری دی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! مجھ کو خدائے عزوجل نے نبوت سے مشرف فرمایا اور نبی بنایا ہے تو اس وحدہ لاشریک پر اور میری نبوت پر ایمان لا!

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی "آپ ﷺ کی نبوت پر کیا دلیل ہے؟"

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"وہ بزرگ جو تجھے یمن میں ملا"

عرض کی "یمن میں تو بہت سے بزرگ ملے"

فرمایا: جس نے تجھے چند ابیات بھی دیئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض کی "اے محمد (ﷺ) آپ کو کس نے خبر دی"؟

فرمایا "اس عظیم فرشتہ نے جو مجھ سے پہلے انبیاء پر بھی نازل ہوتا رہا ہے"

حضرت صدیق اکبرؓ نے یارسول اللہ! ﷺ کی صدا بلند کرتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھایا اور عرض کی کہ میں آپ ﷺ کی بیعت کرتا ہوں اور کہا!

أشهدان لااله الاالله وانك رسول الله

ارباب تاریخ نے یوں بھی تحریر کیا ہے کہ آپ نے دلیل طلب کی تو آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا: تیرے بطن اور بائیں ران پر تل ہے۔ اس پر آپؓ نے بلا جھجک اسلام قبول کر لیا۔

بعض علماء کے نزدیک نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "میری نبوت کی دلیل تیرا وہ خواب ہے جو تو نے دیکھا"

یوں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دولت ایمان سے مالا مال ہوئے اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اب وہ اقوال پیش خدمت ہیں جن سے قبول اسلام میں اولیت ظاہر ہوتی ہے۔

"مواہب لدنیہ مع زرقانی" میں ہے

(واما ماروی) عندابن منده بسند ضعيف عن ابن عباس رضی الله عنه (من صحبة الاصديق للنبی ﷺ وهو ابن ثمانی عشرسنة وهم يريدون الشام فی تجارة وحديث بحيرا) ای سؤالة لأبی بكرمن الذی تحت الشجرة وقولهٗ محمدبن عبدالله فقال هذا نبی (وانهٗ وقع فی قلب ابی بكر اليقين) من ذالك (وقول ميمون بن مهران المتوفی سنة سبع عشرومائه (والله لقد آمن ابوبكر بالنبی ﷺ زمن بحيرا فالمراد بهذا الايمان اللغوی وهو (اليقين بصدقه وهوماثر) ثبت (فی قلبه) فلاينافی انهٗ أول المسلمين أوثانيهم أوثالثهم بعد النبوة (والافالنبی ﷺ تزوج خديجة وسافر) مع غلامها ميسرة (الی الشام قبل المبعث) بعد تلك السفرة التی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كان فيها ابوبكر الصديق و كان ذالك سبب التزوج بها وسنه ﷺ خمس وعشرون سنة كمامر ووقع في قلب ابي بكر التصديق فلما بعث النبي ﷺ أتبعه. (زرقاني على المواهب، ج ۱ ص ۲۴۵)

یعنی ابن مندہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ برس تھی جب آپ نے نبی مکرم ﷺ کی صحبت اختیار کرتے ہوئے تجارت کی غرض سے ملک شام گئے۔ اور بحیرا راہب سے جو بات چیت ہوئی وہ یہ ہے۔

بحیرا نے حضرت ابوبکرؓ سے سوال کیا کہ درخت کے نیچے جو بیٹھا ہے وہ کون ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا "وہ محمد بن عبداللہ ہیں"

راہب کہنے لگا "یہ تو اللہ کے نبی ہیں"

اس بات سے حضرت ابوبکرؓ کے دل میں یقین پیدا ہو گیا اور جب آپ ﷺ نے بعثت کا اعلان فرمایا تو آپؓ ایمان لے آئے۔

میمون بن مہران (متوفی ۱۱۷ھ) فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! زمانۂ بحیرا میں حضرت ابوبکرؓ ایمان لے آئے تھے اور اس ایمان سے مراد، نبی کریم ﷺ کے صدق پر یقین ہے جو کہ حضرت ابوبکرؓ کے دل میں ثبت ہو گیا۔ یہ اس بات کے منافی نہیں کہ مسلمانوں میں پہلے، دوسرے یا تیسرے شخص ہیں جو ایمان لائے ورنہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح کیا اور بعثت سے پہلے ان کے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کا سفر کیا جو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ سفر کرنے کے بعد پیش آیا اور یہی سفر حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ نکاح کا باعث بنا۔ اس وقت آنجناب ﷺ کی عمر مبارک ۲۵ برس تھی۔ معلوم ہوا حضرت خدیجہؓ کے نکاح سے قبل حضرت ابوبکرؓ، نبوت محمدی پر ایمان (ایمان بمعنی تصدیق) لا چکے تھے اور قلب ابوبکر میں یہ تصدیق پختہ ہو چکی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی اتباع کی اور اسلام قبول کیا۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اسد الغابہ" لابن اثیر میں درج ہے

وقدذهب جماعة من العلماء الى انهٗ اول من أسلم منهم ابن عباس من رواية شعبی عنهٗ وقالهٗ حسان بن ثابت فی شعره وعمرو بن عقبه وابراهيم النخعی وغيرهم

علماء کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اسلام قبول کیا۔ اس (جماعت علماء) میں ابن عباس ہیں۔ امام شعبی نے ان سے روایت کی، حسان بن ثابتؓ کے اشعار سے بھی یہی ظاہر ہے اور وہ اشعار یہ ہیں۔

اذا تذكرت شجوا من اخى ثقة — فاذكر أخاك أبابكر بمافعلا
خيرالبرية أتقها وأعدلها — بعدالنبى وأوفا ها بماحملا
الثانى التالى المعمود مشهده — واول الناس منهم صدق الرسولا

ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ صدیق اکبرؓ وہ ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے۔
ان کے علاوہ عمرو بن عقبہ اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنھم کے نزدیک بھی یہی قول صحیح ہے۔

حدثنا شعبه عن الجريرى عن ابى نضرة عن ابى سعيد قال ابوبكر ألست أحق بها يعنى الخلافة ألست أول من أسلم ألست صاحب كذا ألست صاحب كذا وقال ابراهيم النخعى أول من أسلم ابوبكر الصديق رضى الله عنهٗ

(اسد الغابة، ج ۳، ص ۲۰۶، ۲۰۹)

"حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کیا میں خلافت کا زیادہ حقدار نہیں ہوں کیا میں وہ نہیں جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، کیا میں اس طرح نہیں، کیا میں ویسا نہیں (دیگر باتوں کی طرف اشارہ)...... حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں"

عن همام بن الحارث قال قال عماربن ياسر رأيت رسول اللهﷺ ومامعهٗ الاخمسة اعبد و امرأتان وابوبكر رواهٗ البخارى وقال فى شرحه العسقلانى

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فیہ دلالة علی قدم اسلام ابی بکر اذلم یذکر عمار انہ رأی مع النبی ﷺ من الرجال غیرہ وقد اتفق الجمہور علی أن ابابکر أول من اسلم من الرجال۔ (فتح الباری، ج ۷، ص ۱۷۰)

ہمام بن حارث فرماتے ہیں عمار بن یاسر نے فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو اس حال میں دیکھا جب آپ ﷺ کے ہمراہ صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

امام ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ کے اسلام لانے میں متقدم ہونے پر دلیل ہے۔ کیونکہ عمار بن یاسر نے یہ ذکر نہیں کیا کہ میں نے مردوں میں سے حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ کسی اور کو دیکھا۔ جمہور کا اتفاق ہے کہ مردوں میں سے اسلام لانے میں پہلے شخص حضرت ابوبکرؓ ہیں۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں۔

مطابقتہٗ للترجمة من حیث ان فی ابی بکرؓ فضیلة خاصة لسبقہ فی الاسلام حیث لم یسلم احد قبلہ من الرجال الاحرار (ومامعہٗ) ای ممن أسلم (الاخمسة أعبد) وہم بلال وزید بن حارثة وعامر بن فہیرة مولی ابی بکر فانہٗ اسلم قدیمامع أبی بکر وابو فکہیة مولی صفوان بن امیة بن خلف ذکر ابن اسحاق انہ أسلم حین أسلم بلال فعذبہٗ امیة فاشتراہ ابوبکر فأعتقہٗ وعبیدبن زیدالحبشی وفی التلویح ہم عمار وزید بن الحارثة وبلال وعامربن فہیرة وشقران)والمرأتان) خدیجة وام الفضل زوج العباس وقیل خدیجة وام ایمان أوسمیة (عمدۃ القاری، ج ۱۶، ص ۱۷۹)

"اس حدیث مبارک میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خاص فضیلت ہے۔ وہ یہ کہ آزاد مردوں میں آپ سے پہلے کوئی اسلام نہیں لایا۔ پہلے پہل جو اسلام لائے ان میں سے پانچ غلام، بلال، زید بن حارثہ، عامر بن فہیرہ (یہ حضرت ابوبکرؓ کے غلام ہیں اور آپؓ کے ساتھ ہی ایمان لائے)، ابو فکیہہ (یہ صفوان بن خلف کے غلام ہیں ان

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسحاق نے بیان کیا کہ یہ بلال کے ساتھ ایمان لائے) انہیں مالک بڑی اذیت دیتا، پس ابوبکرؓ نے خرید کر انہیں آزاد کیا) اور عبید بن زید حبشی رضی اللہ عنھم ہیں۔

تلویح میں مذکور ہے کہ وہ غلام

عمار بن یاسر، زید بن حارثہ، بلال، عامر بن فہیرہ اور شقران ہیں۔

دو عورتوں میں سے ایک خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں جبکہ دوسری میں اختلاف ہے۔

بعض کے نزدیک حضرت عباس کی بیوی ام فضل ہیں۔ اور بعض کے نزدیک ام ایمن یا حضرت سمیہ رضی اللہ عنھن ہیں۔

"الاستیعاب لابن البر" میں ہے۔

حدثنا مجاهد عن الشعبي قال سئلت ابن عباس أو سئل أى الناس كان أول اسلاما فقال اماسمعت قول حسان (قدمر) ويروى ان رسول الله ﷺ قال لحسان هل قلت في ابي بكر رضي الله عنه شيئاً قال نعم وأنشده هذه الابيات وفيها بيت رابع وهو

وثاني اثنين في الغار المنيف وقد طاف العدويه اذصعدوا الجبلا

فسر النبي ﷺ بذالك فقال أحسنت ياحسان وقدروى فيها بيت خامس

وكان حب رسول الله قد علموا خير البرية لم يعدل به رجلا

وروى شعبة عن عمرو بن مره عن ابراهيم النخعي قال ابوبكر أول من أسلم وروى الجريرى عن ابي نضرة قال قال ابوبكر رضي الله عنهٗ لعلي رضي الله عنهٗ أنا اسلمت قبلك في حديث فلم ينكر عليه.

(الاستيعاب على الاصابة، ج ۲، ص ۲۴۴، ۲۴۵)

امام شعبی فرماتے ہیں میں نے ابن عباس سے پوچھا یا ابن عباس سے پوچھا گیا (راوی کا شک ہے) لوگوں میں سے اسلام لانے میں سبقت کس نے کی؟ ابن عباس نے فرمایا: کیا تو نے حضرت حسان بن ثابتؓ کا قول نہیں سنا (یہ تین شعر پہلے گذر چکے ہیں)

روایت کیا گیا ہے کہ رسول آدم ﷺ نے حضرت حسانؓ کو فرمایا: کیا تو نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابو بکرؓ کی شان میں کچھ کہا ہے ؟ تو جواب میں حضرت حسان بن ثابتؓ نے سابقہ شعر سنائے اور مزید چوتھا شعر بھی سنایا جس کا ترجمہ یوں ہے۔

''غار منیف میں حضرت ابو بکرؓ، رسول اللہ ﷺ کے دوسرے تھے، دشمن آپ کے پیچھے دوڑا جبکہ وہ پہاڑ میں چلے گئے''

یہ شعر سن کر نبی اکرم ﷺ بہت مسرور ہوئے۔ اور اسی کے ساتھ پانچواں شعر بھی مروی ہے۔

(ترجمہ) ''سب جانتے ہیں کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) رسول اکرم ﷺ کے محبوب ہیں مخلوق میں کوئی مردان کے ہم پلہ نہیں ہے''۔

جریری نے ابو نضرہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ کو فرمایا: اسلام لانے میں، میں تجھ سے پہلے ہوں اور حضرت علیؓ نے اس کا انکار نہیں فرمایا۔

اور الاصابہ لابن حجر العسقلانی میں ہے۔

وأخرج الترمذی والبغوی والبزار جمیعًا عن ابی سعید الاشبح عن عقبة بن خالد عن شعبة عن الجریری عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری قال قال ابوبکر ألست أول من أسلم ألست أحق بهذا الامر ألست کذا ألست کذا، رجالهُ ثقات لکن قال الترمذی والبزار تفرد به عقبة بن خالد ورواهُ عبدالرحمن بن مهدی عن شعبة فلم یذکر أبا سعید وهوأصح وأخرج البغوی من طریق یوسف بن الماحشون أدرکت شیخنا ابن المکندر وربیعة وصالح بن کیسان وعثمان بن محمد لایشکون أن أبابکر اول القوم اسلاماً

(الاصابة، ج ۲ ، ص ۳۴۳)

ترمذی، بغوی اور بزار نے ابو سعید الاشج سے، اس نے عقبہ بن خالد سے، اس نے جریری سے اس نے ابو نضرۃ سے اور اس نے ابو سعید خدری سے کہ ابو سعید خدری فرماتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: کیا میں وہ نہیں جو سب سے پہلے اسلام لایا؟ کیا میں اس امر میں (خلافت) زیادہ حقدار نہیں؟ کیا ایسا نہیں؟ کیا میں اس طرح کا نہیں؟

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن ترمذی اور بزار کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں عقبہ بن خالد ابو سعید الاشج سے منفرد ہیں۔ اس حدیث کو عبدالرحمان بن مہدی نے شعبہ سے روایت کیا اور ابو سعید کا ذکر نہیں کیا۔ ترمذی فرماتے ہیں یہ اصح ہے اور بغوی نے یوسف بن ماجشون کے طریق سے تخریج کی۔ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے مشائخ ابن منکدر، ربیعہ، صالح بن کیسان اور عثمان بن محمد کو اس میں شک و شبہ سے بالاتر پایا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اسلام لانے میں سب سے اول ہیں۔

امام جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قال حسان بن ثابت وابن عباس وأسماءبنت ابی بکر وابراهيم النخعی أول من أسلم ابوبكر و قال يوسف بن يعقوب بن ماجشون أدركت أبي و شيخنا محمد بن المنكدر و ربيعة بن ابي عبدالرحمن وصالح بن كيسان و سعدبن ابراهيم وعثمان بن محمد الأخنس وهم لايشكون ان أول القوم اسلاماً ابوبكر رضي الله عنهٗ وعن ابن عباس قال أول من صلى ابوبكر رضي الله عنهٗ وعن ابراهيم قال أول من صلى ابوبكر رضي الله عنهٗ (صفة الصفوة، ج ۱، ص ۲۳۸)

حسان بن ثابت، ابن عباس، اسماء بنت ابو بکر اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں جو شخص پہلے اسلام لایا وہ ابو بکرؓ ہے۔ یوسف بن یعقوب بن ماجشون فرماتے ہیں: میں نے اپنے باپ اور مشائخ عظام مثلاً محمد بن المنکدر، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، صالح بن کیسان، سعد بن ابراہیم اور عثمان بن محمد اخنس رحمہم اللہ کو اس بات پر پایا کہ وہ حضرت ابو بکرؓ کے اسلام لانے میں اول ہونے پر شک نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: جس شخص نے سب سے پہلے نماز پڑھی وہ حضرت ابو بکرؓ ہیں حضرت ابراہیم کا بھی یہی قول ہے۔

حافظ ابن کثیر "البدایہ والنہایہ" میں فرماتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقدثبت في صحيح البخاري عن ابى الدرداء في حديث ماكان بين ابى بكر و عمر رضي الله عنهما من الخصومة فقال رسول الله ﷺ ان الله بعثني اليكم فقلتم كذبت وقال ابوبكر صدق و واساني بنفسهٖ ومالهٖ فهل انتم تاركولي صاحبي، مرتين، في أوذي بعدها، وهذا كالنص على انهٗ أول من أسلم (وقال بعد هذا)

وروى ابن عساكر عن طريق بهلول بن عبيد حدثنا ابواسحاق السبيعي عن الحارث سمعت عليا رضي الله عنهٗ يقول أول من أسلم من الرجال ابوبكر الصديق (وقال بعد هذا) وقد تقدم رواية ابن جرير لهذا الحديث من طريق شعبة عن عمرو بن مرة عن ابى حمزة عن زيد بن ارقم قال أول من أسلم ابوبكر الصديق رضي الله عنه.

(البداية والنهاية، ج ۳ ، ص ۲۷)

صحیح بخاری میں حضرت ابو درداء سے ایک حدیث مروی ہے جس میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے درمیان جھگڑے کا ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے درمیان مبعوث فرمایا پس تم نے میری تکذیب کی اور ابو بکرؓ نے میری تصدیق کی اور ابو بکر نے ہی میری غمگساری اپنی جان ومال کے ساتھ کی۔ کیا تم میرے صاحب کو چھوڑ دو گے (یہ الفاظ دو مرتبہ ارشاد فرمائے) اور اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو کوئی اذیت نہیں دی گئی۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں یہ حدیث مثل نص کے ہے اس بات پر کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سب سے پہلے ایمان لائے۔

اس کے بعد وہ مزید تحریر کرتے ہیں کہ ابن عساکر نے بھلول بن عبید کے واسطے سے ایک روایت نقل فرمائی۔ بہلول کہتے ہیں ہم سے ابو اسحاق سبیعی نے، ان سے حارث نے اور حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا، فرماتے تھے مردوں

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے (اس کے بعد لکھتے ہیں)

اس حدیث کی روایت ابن جریر سے کی گئی جن نے شعبہ، عمرو ابن مرۃ اور ابو حمزہ کے واسطے سے زید بن اَرقم سے روایت کی۔ زید بن ارقم فرماتے ہیں پہلے جو شخص اسلام لایا وہ حضرت علیؓ ہیں۔ عمرو بن مرہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اس سے انکار فرمایا اور کہا اسلام میں پہل ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

وروی الواقدی باسانیده عن أروى الدرسی وأبی مسلم بن عبدالرحمن فی جماعة من السلف أول من أسلم أبوبكر الصديق رضی الله عنهٗ وقال ابوالقاسم البغوی حدثنی سریج بن یونس حدثنا یوسف بن الماجشون قال ادرکت مشیخنا منهم محمدبن المکندروربیعة بن ابی عبدالرحمن وصالح بن کیسان وعثمان بن محمد لایشکون أن اول القوم اسلاما ابوبکر الصدیق. قلت وهکذا قال ابراهیم النخعی و محمد بن کعب و محمد بن سیرین و سعد بن ابراهیم وهو المشهور عن جمهور أصل السنة.

(البداية والنهاية، ج ٣، ص ٢٧، ٢٨)

واقدی نے اپنی اسانید کے ساتھ ابی اَروی الدوسی اور ابی مسلم بن عبدالرحمٰن سے سلف کی ایک جماعت میں روایت نقل کی ہے جو شخص سب سے پہلے ایمان لایا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابو القاسم بغوی فرماتے ہیں مجھے سریج بن یونس نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے یوسف بن ماجشون نے اور ان کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے مشائخ کو جن میں محمد بن المنکدر، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، صالح بن کیسان، عثمان بن محمد ہیں، اس بات پر پایا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنے میں سب سے اول ہونا، شک سے بالاتر ہے۔ (یعنی آپ ہی اول ہیں)

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حافظ ابن کثیر کا کہنا ہے کہ میں نے اسی طرح ابراہیم نخعی، محمد بن سیرین، اور سعید بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہم کو کہتے پایا اور جمھور اہل سنت کے نزدیک یہی مشہور ہے۔

تاریخ طبری لابن جریر میں ہے۔

وقال آخرون أول من أسلم من الرجال أبوبكررضی الله عنهٗ وذكر من قال ذلك.

عن ابی امامة الباهلی قال حدثنی عمرو بن عبسة قال أتيت رسول اللهﷺ وهونازل بعكاز قلت يا رسول اللهﷺ من تبعك علی هذا الامر قال أتبعنی عليه رجلان حروعبد ابوبكر و بلال قال فأسلمت عندذالك قال لقد رأيتنی اذذلك ربع الاسلام.

(تاریخ طبری، ج ۲ ص ۵۹، تاریخ کامل لابن اثیر، ج ۲ ص ۵۹)

اور دوسروں نے کہا کہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ اور جنہوں نے یہ بات کہی ان کی دلیل یہ ہے۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ ﷺ عکاز میں جلوہ فرما تھے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (ﷺ) آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ ﷺ کی پیروی کرنے والے کون ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس بات میں میری اتباع کرنے والے دو ہیں۔ ایک آزاد اور وہ ابو بکر صدیق ہیں اور دوسرا غلام اور وہ بلال ؓ ہیں۔

یہ حدیث مبارکہ جس کو مسلم وغیرہ نے روایت کیا اس میں حضرت ابو بکرؓ کا اسلام لانا ثابت ہے، اگر ان دونوں سے پہلے کوئی اسلام لایا ہوتا تو نبی اکرم ﷺ ضرور ذکر فرماتے۔ حضرت عمرو بن عبسہؓ کے استفسار پر آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنھما کا نام لیا۔ امام عسقلانی علیہ الرحمۃ نے بھی اسی حدیث شریف کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابو بکرؓ کے اول الاسلام ہونے میں بطور دلیل پیش کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

(وحكى العراقي كون علي أول من أسلم عن اكثر العلماء) وقال الحاكم لاأعلم فيه خلافا بين اصحاب التواريخ قال والصحيح عند الجماعة ان ابابكر أول من أسلم من الرجال البالغين لحديث عمرو بن عسبة يعني حيث قال للنبي ﷺ من معك على هذا قال حرو عبديعني ابابكر وبلال . رواہٗ مسلم ولم يذكر عليا رضي الله عنهٗ لصغرہٖ

(مواهب مع الزرقاني ، ج ١، ص ٢٤٣)

حافظ عراقی بیان فرماتے ہیں اکثر علماء کے نزدیک حضرت علیؓ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔ امام زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب تواریخ کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں پایا کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور علماء کی جماعت کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ بالغ مردوں میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے، اس کی دلیل حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہٗ کی روایت ہے جس میں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس بات میں آپ ﷺ کی اتباع کس نے کی؟ فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام یعنی ابو بکر اور بلال (رضی اللہ عنہما)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کے اول اسلام لانے میں جماعت کا اتفاق ہے بلکہ حافظ ابن کثیر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اہل سنت کے نزدیک یہی مشہور و معروف ہے۔

جب اولیت اسلام میں اختلاف ہوا تو محققین و محدثین نے ان تمام روایت کردہ احادیث کے درمیان تطبیق کی سعی و کوشش کی جن کے مطابق بعض میں حضرت ابو بکرؓ، بعض میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور کچھ میں حضرت علیؓ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ اور ثابت کیا کہ بظاہر اختلاف نظر آتا ہے مگر درحقیقت اپنے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقام و مرتبہ کے لحاظ سے ان تینوں کی فوقیت اپنی اپنی جگہ پر قائم ہے۔
صاحب تاریخ طبری لکھتے ہیں۔

وقال الواقدی فی ذلک ماحدثنی الحارث قال حدثنا ابن سعد عنه اجتمع اصحابنا علی ان اول اهل القبلة استجاب لرسول الله ﷺ خديجة بنت خويلد ثم اختلف عندنافی ثلاثة نفرفی أبی بکر و علی وزيد بن حارثة رضی الله عنهم ايهم أسلم اوّل. (تاريخ طبری، ج ۲، ص ۶۱)

واقدی کہتے ہیں کہ وہ حدیث جو حارث نے ابن سعد سے بیان کی (اس کے مطابق) ابن سعد کہتے ہیں ہمارے اصحاب اس بات پر متفق ہیں کہ اصحاب قبلہ میں سے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ خدیجہ بنت خویلد ہیں پھر ہمارے نزدیک تین آدمیوں میں اختلاف ہے ابو بکر، علی اور زید بن حارثہ (رضی اللہ عنھم) کہ ان میں سے کون پہلے اسلام لایا۔

امام زرقانی فرماتے ہیں۔

اتفاق العلماء علی ان اوّل من أسلم خديجة وان اختلافهم فيمن أسلم بعدها هل الصديق أوعلی أوورقة وقيل زيد بن حارثة. قال شيخ الاسلام تقی الدين ابوعمرو عثمان بن الصلاح المتوفی سنة ثلاث واربعين وستمائة ولاروع ای ادخل فی الورع والاسلم من القول بمالايطابق الواقع ان لايطلق القول فی تعيين اوّل المسلمين علی الحقيقة لتعارض الأدلة فيه وعدم وجود قاطع يستند عليه بل يذكر قول يشتمل جميع الاقوال بأن (يقال أول من أسلم من الرجال الاحرار ابوبكر ومن الصبيان والأحداث علی ومن النساء خديجة وسبق ابن الصلاح لهذا الجمع الی هذا الخبر وأخرج ابن عساكر عن ابن عباس الی هذا فتبعهٔ العسكری وابن الصلاح وزادو العبيد والمولی وقالا من الموالی زيدبن حارثة ومن العبيد بلال

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المو ذن واللہ أعلم لحقيقة الاولية المطلقة.

وقال نحوه الحافظ المحب الطبری (الاولی التوفيق بين الروايات كلها وتصديقها فيقال أول من أسلم مطلقًا خديجة) لكنه خالف فيها ابن الصلاح لقوة الادلة كيف وقدقال ابن الاثير لم يتقدمها رجل ولاامرأة باجماع المسلمين (واوّل ذكراسلم علی ابن ابی طالب وهو صبی لم يبلغ الحلم وكان مستخفيا باسلامه وأول رجل عربی بالغ أسلم وأظهر اسلامهٗ ابوبكر ابن أبی قحافة واوّل أسلم من الموالی زيد بن حارثة وهو متفق عليه لااختلاف فيه. وعليه يحمل قول من قال أول من أسلم من الرجال البالغين الاحرار لامطلقا.

(زرقانی علی المواهب، ج ۱، ص ۲٤۳، ۲٤٤)

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے کون اسلام لایا۔ کیا صدیق اکبرؓ ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہٗ ہیں یا پھر ورقہ بن نوفل یا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم۔

شیخ الاسلام تقی الدین ابو عمرو عثمان بن صلاح متوفی ۶۴۳ھ فرماتے ہیں سلامتی اور تقویٰ کے زیادہ قریب یہی بات ہے کہ اول المسلمین کی تعیین میں قول کو حقیقت پر اطلاق نہ کیا جائے کیونکہ دلائل میں تعارض ہے اور قابل بھروسہ کوئی مستند دلیل نہیں بلکہ ایسا قول ذکر کیا جائے جو تمام اقوال کو شامل ہو اور وہ ایسے ہے کہ کہا جائے مردوں میں سے سب سے پہلے اسلامؓ قبول کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ بچوں میں حضرت علیؓ اور عورتوں میں حضرت خدیجہؓ ہیں۔ اور اس جمع میں ابن صلاح سبقت لے گئے۔

اور اسی طرح ابن عساکر نے بروایت ابن عباسؓ تخریج فرمایا۔ ابن عساکر کی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اتباع کرتے ہوئے امام عسکری اور ابن صلاح نے موالی اور غلام کی زیادتی کی اور فرمایا موالی میں سے زید بن حارثہ اور غلاموں میں سے حضرت بلال رضی اللہ عنھما سب سے پہلے اسلام لائے۔ اور حقیقت حال کو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

اسی طرح حافظ محب طبری نے فرمایا کہ تمام روایات میں تطبیق پیدا کرنا اسی طرح بہتر ہے کہ کہا جائے مطلقاً سب سے پہلے حضرت خدیجہ اسلام لائیں...... امام زرقانی فرماتے ہیں امام طبری نے اس قول میں ابن صلاح کی مخالفت کی ہے۔ دلائل میں قوت ہونے کی وجہ سے۔ اور کیوں نہ ہو کہ ابن اثیر نے کہا ہے کہ حضرت خدیجہؓ سے پہلے نہ کوئی مرد اسلام لایا اور نہ ہی عورت۔ اور مذکر میں سے حضرت علیؓ پہلے اسلام لائے اور وہ بچے تھے ابھی جوان نہ ہوئے تھے اور اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ اور سب سے پہلا عربی بالغ مرد جو اسلام لایا وہ حضرت ابوبکر صدیق بن ابو قحافہ رضی اللہ عنہ تھے اور آپ نے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا۔ موالی میں سے زید بن حارثہ اسلام لائے۔ امام طبری فرماتے ہیں یہ قول متفق علیہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور جو لوگ آزاد بالغ مردوں میں سے حضرت صدیق اکبرؓ کو اول مسلمان قرار دیتے ہیں ان کا اسی قول پر عمل ہے۔

صاحب سیرت حلبیہ فرماتے ہیں۔

ولا یخفی ان اهل الاثر وعلماء السیر علی ان اول الناس ایمانا به صلی الله علیه وسلم علی الاطلاق خدیجة رضی الله عنها أقول نقل الثعلبی المفسر اتفاق العلماء علیه. وقال النووی انهُ الصواب عند جماعة المحققین. قال ابن الاثیر خدیجة اوّل خلق الله تعالیٰ أسلم باجماع المسلمین لم یتقدمها رجل ولا امرأة. (سیرت حلبیه، ج ۱، ص ۴۳۱)

کسی پر پوشیدہ نہ رہے کہ اہل اثر اور علماء سیر کے نزدیک نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے میں اول علی الاطلاق حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں...... امام حلبی فرماتے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں...... امام ثعلبی علیہ الرحمۃ جو کہ عظیم مفسر ہیں انہوں نے علماء کا اسی بات پر اتفاق نقل کیا ہے اور امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جماعت محققین کے نزدیک یہی درست ہے...... ابن اثیر کا کہنا ہے کہ حضرت خدیجہؓ سب سے پہلے ایمان لائیں، آپ سے پہلے نہ کوئی مرد ایمان لایا نہ ہی عورت۔

مزید فرماتے ہیں:

وقول بعض الحفاظ ان ابابكر رضى الله عنهٗ اوّل الناس اسلامًا هوالمشهور عندالجمهور من اهل السنة لاينافي ماتقدم من أن عليا رضى الله عنهٗ أول الناس اسلاما بعد خديجة ثم مولاهٗ زيد بن حارثه لان المراد اوّل رجل بالغ ليس من الموالي أسلم أبوبكر رضى الله عنهٗ

(سیرت حلبیه، ج ۱، ٤٤٤)

اور بعض حفاظ کا قول ہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور یہ اس بات کے منافی نہیں کہ حضرت خدیجہؓ کے بعد حضرت علیؓ اور ان کے بعد زید بن حارثہؓ۔ کیونکہ اولیت سے مراد ہے، مرد بالغ جو غلاموں میں سے نہ ہو اور وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وقال آخرون اول من أسلم من هذه الامة ابوبكر رضى الله عنهٗ والجمع بين الاقوال كلها أن خديجة اول من أسلم من النساء وظاهر السياق وقيل الرجال ايضا وأول من أسلم من الموالي زيدبن حارثة و أول من أسلم من الغلمان على ابن ابى طالب فانه كان صغيراً دون البلوغ على المشهور وهولاء كانوا اذذالك اهل البيت واول من أسلم من الرجال الاحرار أبوبكر الصديق رضى الله عنهٗ واسلامهٗ كان أنفع من اسلام من تقدم ذكرهم.

(البداية والنهاية، ج ۳، ص ۲۶)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرے علما کا کہنا ہے کہ امت میں جو سب سے پہلے اسلام لایا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور تمام اقوال کے درمیان مطابقت اس طرح ہے کہ عورتوں میں سے سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ۔ جیسا کہ سیاق سے ظاہر ہے، اور بعض کے نزدیک مردوں سے بھی آپ اسلام لانے میں اول ہیں۔ موالی میں سے زید بن حارثہ اور بچوں میں سے حضرت علیؓ کہ مشہور قول کے مطابق وہ بالغ نہ ہوئے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اہل بیت تھے۔ جبکہ آزاد مردوں میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے اور آپ کا اسلام پہلے تینوں کے اسلام سے زیادہ نفع بخش تھا۔

معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا اسلام لانا زیادہ فائدہ مند ثابت ہوا کیونکہ قریش میں آپ کا بلند مقام تھا، لوگ آپ کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے اور آپ قریش کے رئیس تصور کئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ اسلام لائے تو اپنے دوستوں کو بھی دعوت دی اور عشرہ مبشرہ میں سے پانچ صحابہؓ آپ کی دعوت پر داخل اسلام ہوئے۔ وہ غلام جو اسلام لا چکے تھے مگر ان کے آقا سخت سزائیں دیتے تھے۔ آپؓ نے کثیر رقوم کے عوض انہیں خرید کر آزاد کروایا اور اللہ کی خوشنودی کیلئے دولت صرف کی۔ لہٰذا آپ کا اسلام قبول کرنا دین اسلام کی ترویج و ترقی کے لئے انتہائی کار آمد ثابت ہوا اور زیادہ نفع بخش۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وقد اجاب ابو حنیفة رضی اللہ عنہ بالجمع بین هذه الاقوال بان اوّل من أسلم من الرجال الاحرار ابوبکر ومن النساء خدیجة ومن الموالی زیدبن حارثة ومن الغلمان علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنهم .

(البداية والنهاية، ج ۳ ، ص ۲۹)

"ان اقوال کو جمع کرنے میں حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آزاد مردوں میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے، عورتوں

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں سے حضرت خدیجہؓ اور موالی میں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنھم پہلے اسلام لائے جبکہ بچوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اولیت اسلام ان تمام حضرات کی مسلمہ ہے، شک کی گنجائش نہیں۔ لیکن حافظ طبری، ابن اثیر اور غالباً سیرت حلبیہ نے حضرت خدیجہؓ کو اسلام لانے میں مطلقاً اول قرار دیا ہے اور یہ بات اہل سنت کے جمہور علماء کے خلاف ہے کیونکہ جمہور اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اول المسلمین ہیں جیسا کہ سابق صفحات میں تصریحات سے واضح ہو رہا ہے۔

لہٰذا آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق، عورتوں میں حضرت خدیجہ اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنھم نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ اور حافظ ابن کثیر نے بھی اہل سنت کی اسی بات کے ساتھ تائید کی ہے کہ حضرت علیؓ بچوں میں سے پہلے اسلام لائے نہ کہ علی الاطلاق۔ اسی طرح حضرت خدیجہؓ صرف عورتوں میں سے ہیں نہ کہ علی الاطلاق۔ لہٰذا علمائے اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والے اولین شخص ہیں۔

جب آپ کی اولیت ثابت ہو گئی تو آپ کی تمام صحابہؓ پر افضلیت بھی اشارۃً ثابت ہو گئی اور آپ کا اسلام میں اول ہونا ہی آپ کی افضلیت کی دلیل ہے۔ اب آپ کے سامنے آپؓ کی فضیلت پر چند گزارشات پیش خدمت کروں گا اور ساتھ ہی خلافت کا ذکر بھی ہو جائے گا مگر مستقل ذکر خلافت اس باب کے بعد آئے گا۔ انشاء اللہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

قبل ازیں کہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دلائل عرض کروں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس باب میں فقط اقوال علماء ہی نقل کیے جائیں گے اور حدیث شریف کی طرف صرف اشارہ ہوگا۔ علمائے محدثین نے فضیلت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق جو استخراج فرمایا وہی منقول ہوگا اور علمائے عقائد کی تصریحات نقل کی جائیں گی۔ جبکہ احادیث مبارکہ باب "مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ از احادیث" میں پیش کردوں گا۔

علامہ عبدالشکور سالمی "التمہید" میں لکھتے ہیں۔

قال اهل السنة والجماعة ان افضل الخلق بعد الانبيا والرسل والملائكة عليهم السلام كان ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضى الله عنهم وروى عن ابى حنيفة رضى الله عنه انهٗ قال من السنة ان تفضل الشيخين وتحب الختنين وروى عنه انه قال عليك ان تفضل ابابكر و عمر رضى الله عنهما و تحب عثمان وعلى رضى الله عنهما وروى عن جماعة من الفقهاء قالوا مارأينا أحدا أحسن قولافى الصحابة رضى الله عنهم من ابى حنيفة رضى الله عنهٗ ثم الدليل على ان ابابكر رضى الله عنهٗ كان أفضلهم لماروى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال لم يفضلكم ابوبكر بكثرة صلوتهٖ ولابكثرة صيامه وانما هوشئى وقرنى قلبه .

(التمهيد لعبدالشكور السالمى ، ص ١٧٥)

اہل سنت وجماعت کا کہنا ہے کہ انبیاء ورسل اور فرشتوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضی حسب ترتیب۔ حضرت ابو حنیفہؒ کی ایک روایت کے مطابق شیخین کو تمام صحابہ پر فضیلت دینا (حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر) اور آپ ﷺ کے دو داماد حضرت

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا سنت ہے۔ اور امام مالک کی دوسری روایت اس طرح ہے کہ تم پر ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو فضیلت دینا لازم ہے اور حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا۔ فقہاء میں سے ایک جماعت کا قول ہے کہ ہم نے حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ بہتر قول صحابہؓ کے بارے میں کسی اور کا نہیں پایا۔ پھر اس بات پر دلیل کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہؓ سے افضل ہیں وہ روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا۔ ابو بکر بوجہ کثرت صلوۃ و صیام تم سے افضل نہیں بلکہ ان کی طبعی محبت کی وجہ سے جو قلب مبارک میں ثبت ہو گئی، ان کی افضلیت ہے۔

اس تصریح سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الخلوق ہیں انبیاء و رسل اور ملائکہ کے بعد۔ اور یہ عظیم الشان مرتبہ حب نبی ﷺ کی بدولت آپ کا مقدر ٹھہرا۔ جو آپ کے دل میں نبی کریم ﷺ کیلئے تھی اور نبی کریم ﷺ کے دل میں آپ کیلئے تھی۔

مزید فرماتے ہیں :

وقالت الروافض بان اهل البيت هم علي وفاطمة والحسن والحسين رضي الله عنهم كانوا أفضل من الصحابة وعلي رضي الله عنه ماكان من الصحابة رضي الله عنهم لانه كان من القرابة والصحابة يكونون من غير القرابة وقالوا بان عليا رضي الله عنهٗ كان أفضل بعد رسول الله ﷺ وهو ماكان من الصحابة ومن الصحابة أفضلهم ابوبكر رضي الله عنهٗ وهذا القول مردود عليهم لان عليا كان من الصحابة بدليل ماروى عن النبي ﷺ انه قال أصحابي كا لنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم وكان عليا منهم ولوقلنا بان عليا رضي الله عنهٗ ماكان منهم يكون منقصة في حقه فصح ماقلنا.

روافض (شیعہ) کا کہنا ہے اہل بیت یعنی حضرت علی، فاطمہ، امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہم صحابہ کرامؓ سے افضل ہیں اور حضرت علیؓ صحابی نہیں تھے بلکہ نبی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اکرم ﷺ کے قرابت داروں میں سے تھے جبکہ صحابہؓ غیر قرابت دار تھے۔ (وہ کہتے ہیں) حضرت علیؓ، رسول اکرم ﷺ کے بعد افضل تھے کیونکہ حضرت علیؓ صحابی نہیں تھے اور صحابہؓ میں سے حضرت ابو بکرؓ افضل ہیں (علامہ عبدالشکور فرماتے ہیں) یہ قول مردود ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے تمام صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کسی کی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ اور حضرت علیؓ صحابہ میں سے تھے۔ اگر ہم تسلیم کرلیں کہ وہ صحابی نہیں تھے تو یہ بات ان کے حق میں عیب ہے۔

جب صحابی کے ساتھ وابستگی، ہدایت کا باعث ہے اور حضرت علیؓ کو صحابہ سے باہر شمار کیا جائے تو ان کے ساتھ تعلق اور وابستگی نیز ان کی پیروی کس طرح ہدایت کا سامان بن سکتی ہے کیونکہ حدیث شریف کے مطابق منبع رشد و ہدایت بعد از سرور دو عالم ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ہیں۔ جن کو آسماں کے ستاروں سے تشبیہ دی گئی۔ پس حضرت علیؓ کو صحابی نہ ماننا، ان کے حق میں عزت و تکریم کے اضافے کا باعث نہیں بلکہ ان کی ذات پر عیب لگانے کے مترادف ہے۔ لہذا ایسا کہنے والے حقائق سے برگشتہ اور فضائل صحابہ سے ناآشنا لوگ ہیں (نعوذ باللہ منھم)

شرح عقائد نسفی میں ہے:

وأفضل البشر بعد نبينا ولا أن يقال بعد الانبياء ابوبكر الصديق رضى الله عنهٗ ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورين ثم على المرتضى وخلافتهم اى نيابتهم عن الرسول فى اقامة الدين بحيث يجب على كافة الامم الاتباع على هذا الترتيب ايضا يعني ان الخلافة بعد رسول الله ﷺ لأبى بكر ثم لعمر ثم لعثمان ثم لعلى رضى الله عنهم.

(شرح عقائد نسفی ، ص ۲۲۵، ۲۲۶)

ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام انسانوں میں سے بلکہ بہتر ہے کہ کہا جائے تمام انبیاء کے بعد افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ہیں پھر عمر فاروق، پھر عثمان ذوالنورین اور پھر علی شیر خدا رضی اللہ عنھم اور پھر ان کی خلافت یعنی اقامت

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دین میں ان تمام کا حضور ﷺ کا نائب ہونا، تمام امت کا اس ترتیب پر اتباع واجب ہے۔ یعنی جس طرح افضلیت کی ترتیب میں حضرت ابو بکر پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ آتے ہیں اسی طرح ان کی خلافت کی بھی یہی ترتیب ہے۔

شرح عقائد پر نظم الفرائد کے نام سے علامہ حسن سنبھلی علیہ الرحمۃ نے حاشیہ لکھا ہے۔ اس عقائد کے معضلات (مشکل باتیں) و مشکلات پر نہایت دلنشیں انداز میں تبصرہ فرمایا ہے جو مطالعہ کے قابل ہے۔ آپ افضل البشر کے تحت لکھتے ہیں۔

وبالجملة هذه المسئلة من العقائد وان كانت عندالجمهور من الظنيات لامن القطعيات ثم المسئلة مختلف فيها فقولنا قول اكثر اهل الاسلام وعليه الخوارج والنواصب في حق الشيخين وعليه اكثر قدماء المعتزلة ان الأفضل ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي وقال الخطابية أفضلهم عمربن الخطاب وعندالعباسية القائلة أفضلهم عباس بن مطلب واتفق الروافض والشيعة بطوائفهم كلها على ان الأفضل على ابن ابي طالب رضي الله عنهٗ (نظم الفرائد، حاشیہ نمبر ۶، ص ۲۲۳)

عقائد کے مسائل سے یہ مسئلہ بھی ہے اگرچہ جمہور کے نزدیک ظنیات میں سے ہے نہ کہ قطعیات میں سے (یعنی افضلیت کو یہ ترتیب ظنی ہے قطعی نہیں ہے) اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور اکثر اہل سلام ہمارے قول سے متفق ہیں اور اسی پر خوارج و نواصب ہیں جبکہ معتزلہ کا بھی یہی عقیدہ ہے جو قدیم ہیں (یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ بعد از انبیاء افضل ہیں پھر عمر فاروق) اور خطابیہ کا کہنا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ اور عباسیہ کے نزدیک حضرت عباس بن ابی طالب سب سے افضل ہیں۔ روافض واہل تشیع اپنے تمام گروہوں سمیت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ تمام مخلوق سے بعد از انبیاء افضل ہیں۔

لیکن جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ تمام مخلوق میں سے بعد از انبیاء افضل ہیں اور اکثر اہل اسلام کا اسی پر اتفاق ہے اختلاف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف اس میں ہے کہ افضلیت صدیق اکبرؓ قطعی ہے یا ظنی۔ اس کی وضاحت انشاء اللہ بعد میں آئے گی۔

لفظ "نبینا" کے ماتحت فرماتے ہیں۔

نبینا یحتمل وجھین الاوّل ان لایکون الاضافة للعھدو التعین الفردی بل للتعین الجنسی أوللعھد الذھنی وھو فی حکم النکرة وکل نبی صالح لاضافته الینا لانا نؤمن بہٖ وکل نبی نبینا وعلی ھذا لااشکال أصلاً۔

(نظم الفرائد، حاشیہ نمبر ۷، ص ۲۲۳)

مصنف نے "الانبیا" کی جگہ "نبینا" کا لفظ استعمال کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "نبینا" میں دو وجھوں کا احتمال ہے۔ ان میں پہلی یہ ہے کہ "نبینا" میں اضافت نہ تو عھد کیلئے ہو اور نہ ہی تعیین فردی کے لئے بلکہ یہ اضافت تعیین جنسی کے لئے ہو یا عھد ذہنی کے لئے اس صورت میں لفظ "نبینا" کلمہ حکم نکرہ میں ہوگا۔ یعنی ہماری طرف اضافت کی وجہ سے جیسے نبینا موسیٰ علیہ السلام، نبینا عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کیونکہ تمام انبیا صالح ہیں۔ اور ہر ہر نبی ہمارا نبی ہے کیونکہ ہمارا سب پہ ایمان ہے۔ لہٰذا اس طرح کوئی اشکال باقی نہ رہے گا۔

"الانبیاء" کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں:

قول المصنف بعد الانبیا...... لئلایلزم فضل الخلفاء علی الانبیاء بل الاولیٰ أن یقال بعد الانبیا والرسل لئلایلزم فضلھم علی رسول الملائکة فانھم أفضل من الخلفاء اتفاقا ولایطلق علیھم لفظ الانبیا بل لفظ الرسل الاانہٗ لایظھرمنه فضل الخلفاء علی الجن وغیر الرسل من الملائکة فالاولیٰ ماقلنا بعد حذف البشر بأن یقان أفضل الخلق بعد الرسل والانبیاء ثم ترتیب الفضل عندأھل السنة ان أفضل الخلق کلھم و أکرمھم علی اللہ محمدﷺ ثم اولی العزم من الرسل ثم بقیة الانبیاء ثم الملائکة الاربع ثم حملة العرش ثم الکروبیون ثم الخلفا علی ترتیبھم ثم بقیة عشرة المبشرة ثم

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بقية أهل بدر ثم اهل بيعة رضوان ثم بقية المهاجرين ثم بقية الانصار ثم الطلقاء وبقية الصحابة ثم التابعون على طباقهم ثم بقية الامة على مراتب أعمالهم.

مصنف کا قول "بعد الانبیاء" اس لئے ہے کہ خلفاء کی فضیلت انبیاء پر لازم نہ آئے بلکہ بہتر یہ ہے کہ کہا جاتا "بعد الانبیاء والرسل" تا کہ خلفاء کا ملائکہ کے رسل پر افضل ہونا لازم نہ آئے، اس لئے کہ رسل ملائکہ، خلفاء سے بالاتفاق افضل ہیں۔ اور ان پر لفظ "انبیاء" نہیں بولا جاتا بلکہ "رسل" بولا جاتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس سے وہ فرشتے جو رسول نہیں اور جن کہ جن پر خلفاء کا افضل ہونا بھی ظاہر نہیں ہوتا، لازم نہ آئے۔

بہتر یہ ہے کہ لفظ "بشر" کو حذف کر دیا جائے اور اس طرح کہا جائے "افضل الخلق بعد الرسل والانبیاء" تا کہ تمام جنوں اور ان فرشتوں پر بھی جو کہ رسول نہیں، خلفاء کی افضلیت قائم رہے اور افضلیت کی ترتیب اس طرح ہے۔

تمام مخلوق سے افضل و اکرم محمد عربی ﷺ ہیں پھر اولی العزم رسل کرام، پھر تمام انبیاء، پھر چار فرشتے (جبریل، میکائیل، عزرائیل اور اسرافیل) پھر عرش کو اٹھانے والے فرشتے، پھر کروبین فرشتے اور پھر خلفائے اربعہ بالترتیب (حضرت ابوبکر، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ) پھر بقیہ عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر، پھر اہل بیعت رضوان، پھر مہاجرین اور پھر انصار، پھر وہ حضرات جو فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے اور ان پر احسان کیا گیا۔ پھر بقیہ صحابہ کرامؓ پھر تابعین اپنے طبقات کے مطابق پھر تبع تابعین اپنے طبقات کے مطابق پھر بقیہ امت اپنے اعمال کے درجات کے مطابق۔

علامہ نسفی ارشاد فرماتے ہیں۔

.والسلف كانوا متوقفين في تفضيل عثمان رضي الله عنه حيث جعلوا من علامات أهل السنة والجماعة تفضيل الشيخين ومحبة الختنين.

علمائے سلف کے نزدیک حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ سے افضل ہیں۔ اور اسے علامات اہل سنت و جماعت سے بتایا ہے۔ جیسا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی روایت

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ثابت ہے۔ فرماتے ہیں شیخین یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دوسروں پر فضیلت دینا اور نبی اکرم ﷺ کے دو دامادوں یعنی حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ محبت رکھنا اھل سنت و جماعت کی علامات میں سے ہے۔

اس کے تحت علامہ محمد حسن سنبھلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

والسلف الخ ...... لكن الجمهور من أهل السنة ومنهم الشافعي وأحمد و هوالمشهور عن مالك هو هذا الترتيب وجزم الكوفيون ومنهم الثورى وروى عن أبي حنيفة وقال بعض أهل البصرة ايضا بفضل على رضى الله عنهٗ على عثمان رضى الله عنهٗ لكن روى عن ابى حنيفة وعليه الفقه الأكبر وكذاحكى عياض عن مالك الرجوع العكس وقيل بالتوقف كما رواه ابو عبدالله المازرى عن مالك ماادركت أحدامن أقتدابه يفضل احدهما على الآخر.

جمہور اہل سنت جن میں امام شافعی، امام احمد اور مالک علیہم الرحمۃ شامل ہیں، کا یہی قول ہے کہ افضلیت خلفاء کی ترتیب وہی ہے جو بیان کی گئی یعنی ابو بکرؓ ...... علیؓ۔ کوفیوں نے اسی قول پر فیصلہ دیا ہے، ان میں سے ابو سفیان ثوری اور ابو حنیفہ علیہما الرحمۃ سے بھی یہی مروی ہے۔ بعض اہل بصرہ کا قول ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ سے افضل ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہ سے جو مروی ہے اسی پر فقہ اکبر ہے جو امام اعظم علیہ الرحمۃ کا عقیدہ ہے۔ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے حضرت امام مالک کا رجوع نقل فرمایا ہے۔ پہلے وہ حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دیتے تھے۔ بعد از رجوع اس کے عکس فیصلہ دیا۔ اور بعض کے نزدیک امام مالک علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ پر توقف فرمایا جیسا کہ ابو عبداللہ مازری رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک سے روایت کی۔ فرماتے ہیں میں نے کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ وہ آپ کی اقتداء کرے اور ان میں سے ایک دوسرے کو فضیلت دیتا ہو۔

معلوم ہوا کہ شیخین کی فضیلت میں تمام امت متفق ہے، اختلاف صرف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں ہے، بعض نے حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر اور بعض نے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر افضل قرار دیا۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ سے افضل تھے۔

کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اَفضلیت قطعی ہے یا ظنی؟

ثم اختلفوا فی انهٗ قطعی واستبعده القاری جداثم اختارهٗ فی الصدیق رضی اللہ عنهٗ فی طبقاته

لوگوں کا اختلاف ہے کہ افضلیت خلفاء بالترتیب قطعی ہے۔ اور علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اس قول کو بہت بعید سمجھا، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو قطعی قرار دیا۔ آپ کی کتاب "طبقات" اور "شرح فقہ اکبر" میں آپ کا یہی قول ہے۔ یا حضرت خلفائے راشدین کی اَفضلیت ظنی ہے۔ اور پھر اس پر بھی اختلاف ہے کہ یہ افضلیت حسب ظاہر ہے یا باطن۔ علماء کرام کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کو ظاہر وباطن دونوں اعتبار سے افضلیت حاصل ہے۔

اَفضلیت صدیق اکبرؓ کے متعلق ملا علی قاری کا قول حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ آپؓ کی افضلیت احادیث و آثار سے ظاہر ہے۔ اسی لئے آپؒ نے صدیق اکبرؓ کی اَفضلیت کو قطعی قرار دیا۔ اب وہ قول ملاحظہ فرمائیں۔

ولاتخفی ان تقدیم علی رضی اللہ عنهٗ علی الشیخین مخالف لمذهب أهل السنة والجماعة ماعلیه جمیع أهل السلف وانما ذهب بعض الخلف علی تفضیل علی رضی اللہ عنهٗ علی عثمان رضی اللہ عنهٗ ومنهم ابوطفیل من الصحابة رضی اللہ عنهم وهوآخر من مات من الصحابة هذا والذی اعتقده وفی دین اللہ اعتمدهٗ ان تفضیل ابی بکر قطعی حیث أمرهٗ بالامامة علی طریق النیابة مع أن المعلوم من الدین ان الاولی بالأمة أفضل وقدکان علی رضی اللہ عنه حاضرا فی المدینة وکذا غیرهٗ من آکابر الصحابة

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وعينهٗ عليه السلام لما علم انهٗ أفضل الأنام في تلك الايام حتى انهٗ تاخرمرة وتقدم عمر رضي الله عنهٗ فقال ابى الله والمومنون الاابابكر رضي الله عنهٗ

(شرح فقه اکبر، ص ۷۷)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کسی پر پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت علیؓ کو شیخین یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما سے مقدم سمجھنا اہل سنت و جماعت کے مذہب کے مخالف ہے اور اہل سنت کا عقیدہ وہی ہے جو جمیع اہل سلف کا ہے۔ فقط بعض اہل خلف نے اس کے خلاف کہا ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ سے افضل ہیں۔ ان میں حضرت ابو طفیل ہیں اور ان کا شمار صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے۔ وہ قول جس پر میرا اعتقاد ہے اللہ کے دین پر میرا اکمل اعتماد ہے، کہ افضلیت ابوبکرؓ قطعی ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے آپ کو بطریق نیابت امامت کا حکم دیا اور یہ بات دین سے معلوم ہے کہ جو امامت میں اولیٰ ہے وہ افضل ہے حالانکہ وہاں حضرت علیؓ بھی موجود تھے اور اکابر صحابہ کرامؓ بھی۔ اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کیلئے معین کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ نبی کریم ﷺ کے علم میں تھی یہاں تک کہ ایک مرتبہ ابوبکر صدیقؓ مصلیٰ مبارک سے پیچھے ہٹے اور حضرت عمرؓ کو آگے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ اور سب مؤمن انکار کرتے ہیں کہ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کے کوئی اور امامت کرے۔

یہ ہے وہ قول جس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح فقہ اکبر" میں نقل فرمایا اور کہا کہ یہ میرا اعتقاد ہے اور اللہ کے دین میں اسی پر میرا بھروسہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت قطعی ہے۔ جسے آپ نے دلائل قطعیہ سے ثابت کیا اور یہی عقیدۂ اہل سنت ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

وان الاجماع انعقد بآخرة بين أهل السنة أن ترتيبهم في الفضل

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كترتيبهم في الخلافة رضي الله عنهم قال القرطبي في "المفهم" ماملخصه الفضائل جمع فضيلة وهي الخصلة الجميلة التي يحصل لصاحبها بسببها شرف وعلو منزلة اما عندالخلق . والثاني لاعبرة به الاان اوصل الى الاول. فاذاقلنا فلان فاضل فمعناهُ ان لهُ عندالله منزلة وهذا لاتوصل اليه الابالنقل عن الرسول ﷺ فاذا جاء ذالك عنه ان كان قطعيا قطعنا به أوظنيا عملنا به. واذا تقرر ذالك المقطوع به بين أهل السنة بأفضلية أبي بكر رضي الله عنهُ ثم عمر رضي الله عنهُ ثم اختلفوا فيمن بعدهما فالجمهور على تقديم عثمانؓ وعن مالك التوقف والمسئلة الاجتهادية ومستندها ان هولاء الاربعة اختارهم الله تعالىٰ لخلافة نبيه واقامة دينهٖ فمنزلتهم عنده بحسب ترتيبهم في الخلافة. والله أعلم.

(فتح الباری، ج ۷، ص ۳٤)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں اہل سنت کے درمیان بلاآخر اس بات پر اجماع منعقد ہوا کہ افضلیت میں خلفاء کی ترتیب ان کی خلافت کے لحاظ سے ہے۔ امام قرطبی "المفہم" میں کہتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فضائل، فضیلت کی جمع ہے اور فضیلت نام ہے اچھی عادت کا۔ جس کے سبب صاحب فضل کو شرف اور بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے یا تو مرتبہ عنداللہ ہوگا یا مخلوق کے نزدیک۔ اور شق ثانی جیتک شق اول سے پیوستہ نہ ہو اس کا اعتبار نہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں فاضل ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا کچھ مرتبہ ومقام ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک رسول اکرم ﷺ سے منقول نہ ہو (یعنی اس صاحب فضیلت کے حق میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہو) جب اس دربار عالی سے فضیلت ثابت ہوگئی تو اگر قطعی ہے تو ہم اس پر یقین کریں گے اور اگر ظنی ہے تو اس پر عمل کریں گے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ اہل سنت کے درمیان یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ تو ان دو صاحبوں کے بعد حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

افضلیت میں اختلاف ہے کہ دونوں میں سے کون افضل ہے۔ جمہور حضرت عثمانؓ کی افضلیت کے قائل ہیں جبکہ امام مالک توقف کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور قابل بھروسہ بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلفائے اربعہ کو اقامت دین اور خلافت کے لئے منتخب فرمالیا۔ پس ان کی فضلیت حسب خلافت ہے کہ جو خلافت میں اول وہ فضلیت میں اول۔ اس ساری گفتگو کا یہی لب لباب ہے اور جمہور اہل سنت کا یہ حرف آخر ہے۔

حافظ قسطلانی نے مواهب اللدنیہ میں مثل ابن حجر عسقلانی کے بالفاظ مذکورہ اس طرح نقل فرمایا اور امام زرقانی علیہ الرحمۃ اس کے ماتحت لکھتے ہیں۔

ولكن اختلفوا هل مستند هم في ذالك قطعي واليه ذهب الاشعری وعليه يدل قول مالك أوفي ذالك شك أوظني وعليه الباقلاني واختاره امام الحرمين و قدروی البيهقي في الاعتقاد عن الشافعي انه قال أجمع الصحابة وأتباعهم على أفضليت أبي بكرؓ ثم عمرؓ ثم عثمانؓ ثم عليؓ (وقال الامام ابو منصور) عبدالقاهر التميمي البغدادى الماتريدى أصحابنا مجمعون على أفضلهم الخلفاء الاربعة ثم الستة تمام العشرة .

(زرقاني على المواهب، ج ۷، ص ۳۹)

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ جس چیز پر انہوں نے بھروسہ کیا ہے کیا وہ قطعی ہے تو قطعیت کی طرف امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ گئے ہیں۔ اور امام مالک کا قول بھی اسی پر دلیل ہے۔ یا پھر اس میں شک ہے اور یا وہ ظنی ہے۔ امام باقلانی اسی پر قائم ہیں اور امام حرمین نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے۔ امام بیہقی نے "اعتقاد" میں امام شافعیؒ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے کہ سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر عمر فاروقؓ اور پھر عثمان و علی رضی اللہ عنھم ہیں۔

امام ابو منصور عبدالقاہر تمیمی بغدادی فرماتے ہیں۔ ہمارے اصحاب اس پر متفق ہیں کہ خلفائے اربعہ سب سے افضل ہیں۔ ان کے بعد باقی چھ عشرہ مبشرہ سے۔

۔۔۔ محی الدین محمد بن بہاء الدین متوفی ۹۵۶ "القول الفصل" شرح فقہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اکبر میں امام حرمین کا قول نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وقال أهل السنة الفضل بينهم على نسبة امامتهم وقال بعضهم الى تفضيل على رضى الله عنهُ على عثمانؓ وتوقف بعض منهم فى الفضل بينهما وقال امام الحرمين لاطريق الى القطع فى هذه المسئلة اذالعقل ليس بمستقل والنقل لايخلوعن التعارض لكن الظن على فضل ابى بكرؓ ثم عمرؓ امابين عثمانؓ وعلیؓ فالظنون متعارضة.

علامہ محی الدین بن بہاء الدین نے امام الحرمین کا قول نقل کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ افضلیت شیخین قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے اور حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے درمیان افضلیت بھی ظنون متعارضہ کے مرہون منت قرار دیا ہے، میرے خیال میں علامہ موصوف نے تعصب سے کام لیا ہے ورنہ شیخین کی افضلیت پر اجماع ہے جبکہ عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے درمیان فضلیت میں اختلاف ہے۔ لیکن جمہور کا قول یہی ہے کہ حضرت عثمان کو حضرت علی رضی اللہ عنہما پر فوقیت وافضلیت ہے۔ شارح فقہ اکبر نے دونوں جگہ ظن کا سہارالیا ہے اور کہا ہے کہ نقل میں تعارض ہے۔ عجیب بات ہے کہ حیات نبوی ﷺ میں آپؓ کو امامت دیا جانا، اس میں بھی کوئی ظن ہے جبکہ علماء کے نزدیک جس کو امامت دی جاتی ہے وہ افضل ہے۔ جیسا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے نہائت عمدہ اور مدلل بیان فرمایا۔ اور علمائے کرام کا ایک جم غفیر اس بات پر جمع ہے جیسا کہ آپ نے حافظ ابن حجر، قسطلانی، زرقانی اور ملا علی قاری کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔ امام اشعری، ابو منصور ماتریدی، امام مالک اور امام شافعی وغیرہ ہم نے کیا افضلیت ابو بکرؓ کو ظنی قرار دیا ہے جو یہ حضرات کہہ رہے ہیں۔ صحابہ و تابعین کا آپ کی افضلیت پر اتفاق ہے اور ابو منصور ماتریدی نے اس کے متعلق فرمایا کہ ہمارے اصحاب کا اس بات پر اتفاق ہے۔ خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا اقرار کیا۔ شیخ امام بخاری حافظ ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ عبسی رضی اللہ عنہ نے مصنف ابن شیبہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں بطریق مختلفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرویات تخریج فرمائیں جن میں حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی افضلیت کا اقرار کیا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں محمد بن حنفیہ سے روایت فرمایا، آپ نے اپنے باپ سے سوال کیا۔

ای الناس خیر بعد رسول اللہ ﷺ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ

کیا آئمہ مذاہب و محدثین کی تصریحات اور حضرت شیر خداؓ کے استشہاد کے بعد بھی اس میں ظن باقی رہ جاتا ہے۔ معلوم ہوا افضلیت صدیق اکبرؓ قطعیہ ہے اور یہی درست وباصواب ہے۔ تمام احناف کا یہی عقیدہ ہے۔ ابن حجر ھیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صواعق محرقہ میں آپ کی افضلیت کو قطعی قرار دیا ہے۔ (صواعق محرقہ، ص ۵۷)

کیا فرشتے افضل ہیں یا بشر ؟

نجم الملۃ والدین امام عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ کے قول "ولأحسن أن يقول بعد الأنبيا" کے ماتحت علامہ محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے نفیس تصریح بیان فرمائی۔

عبارت اس طرح ہونی چاہیے تھی "بعد الانبیاء والرسل" کیونکہ جو فرشتوں میں لغوی رسول (پیغام رساں) کہلاتے ہیں وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ اس عبارت میں یہ اشکال بھی ہے کہ اس سے جن خارج نہیں ہوتے اور ظاہر ہے صدیق اکبرؓ جنات سے بھی افضل ہیں (فرماتے ہیں) عبارت کے الفاظ اس طرح صحیح ہیں "افضل الخلق بعد الانبیاء والرسل" تاکہ لفظ بشر جو کہ وجہ اخراج جن ہے کہ جگہ "خلق" بولا جائے تاکہ افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی محیط ہو۔ اہل سنت کے نزدیک ہمارے نبی اکرم ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ خواہ رسل کرام ہوں یا انبیاء عظام، ملائکہ مقربین ہوں یا روح الامین، سب سے افضل مرے نبی (ﷺ) ہیں۔

علامہ عبدالباقی زرقانی علی المواھب میں فرماتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(هل البشر أفضل من الملائكة) أم الملائكة أفضل ثالثها الوقف واختاره كيا الهراسی ومحل الخلاف فی غير نبيناﷺ اماهو فأفضل الخلق اجماعا لايفضل عليه ملك مقرب ولاغيره كما ذكره الرازی وابن السبكی والسراج البلقينی والزركشی ومافی الكشاف من تفضيل جبرائيل قال بعض المقاربة جهل الزمخشری مذهبه فان المتعزلة مجموعون علی تفضيل المصطفی نعم قبل ان طائفة منهم خرقوا الاجماع كالرمانی فتبعهم.

(فقال جمهور اهل السنة والجماعة خواص نبی آدم وهم الانبياء أفضل من خواص الملائكه) فاختارهٗ الامام فخرالدين الرازی (وهم جبرائيل، ميكائيل، اسرافيل وعزرائيل وحملة العرش) وهم اربعة أوثمانية (والمقربون والكروبيون والروحانيون) بضم الراء وفتحها واما الفتح فمعنی انهم ليسوا محصورين فی الأبنية والظل ولكنهم فی فسحة وبساط وقيل ملائكة الرحمة روحانيون وملائكة العذاب كروبيون من الكرب قالهٗ الحليمی والبيهقی. (خواص الملائكة) وهم مذكورون (أفضل من عوام بنی آدم) يعنی اولياء البشر وهم من عدا الانبياء (وقال التفتازانی باجماع بل بالضرورة) لعصمتهم جميعهم (وعوام بنی آدم أفضل من عوام الملائكة) وهم غير خواصهم فی أحد القولين وجزم به الصفار والنسفی كلاهما من الحنيفة وذكر البلقينی انه، المختار عند الحنيفة.

(زرقانی علی المواهب، ج ٦، ص ١٤٠، ردالمختار، ج ٩، ص ٣٨٩)

بشر فرشتوں سے افضل ہیں یا فرشتے بشر سے افضل ہیں، اس میں اختلاف ہے۔ اور تیسرا مذہب توقف کا ہے۔ اور اسی کو کیاالھراسی علیہ الرحمۃ نے اختیار فرمایا ہے۔ اور یہ اختلاف آقائے دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہیں۔ کیونکہ کوئی فرشتہ مقرب ہو یا کوئی اور مخلوق، ہمارے نبی ﷺ سے افضل نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ فخر الدین رازی، ابن سبکی، سراج بلقینی اور زرکشی نے ذکر کیا۔ زمخشری نے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کشاف کے اندر جو جبرائیل امین کو نبی کریم ﷺ پر فضیلت کا قول لکھا ہے۔ بعض مقاربہ کا ہے اور زمخشری نے اپنے مذہب سے اعراض کرتے ہوئے لکھا ہے کیونکہ تمام معتزلہ، نبی کریم ﷺ کی فضیلت پر متفق (اجماع ہے) ہیں۔ ہاں ان سے ایک گروہ نے اس اجماع کو توڑا اور وہ اس گروہ کے پیچھے چل پڑے مثل رمانی کی۔ ان لوگوں نے جبرائیل کو نبی ﷺ پر فضیلت دی۔

جمہور اہل سنت کا قول ہے کہ بنی آدم میں سے خواص یعنی انبیائے علیہم السلام، ملائکہ میں سے خواص (جبریل، میکائل، اسرافیل، عزرائیل اور حملہ عرش) سے افضل ہیں۔ اور وہ چار کا گروہ ہے یا آٹھ کا اور فرشتوں میں سے خواص مقربون، کروبیون اور روحانیون ہیں (روحانیوں کو راء کے ضمہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے) اگر راء کے فتح سے پڑھا جائے تو مراد وہ فرشتے ہیں جو عمارتوں اور سایوں میں مقید و محصور نہیں بلکہ آزاد ہیں۔ اور کھلی فضا میں رہتے ہیں۔ اگر "روحانیوں" کو را کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے تو مراد وہ فرشتے ہیں۔

بعض نے کہا کہ "روحانیون" رحمت کے فرشتے ہیں اور کروبیون عذاب کے۔ کیونکہ کروبیھن، کرب سے یہ امام حلیمی اور بیہقی کا قول ہے۔ اور فرشتوں میں سے خواص جبکہ وہ مذکور ہیں عوام بنی آدم سے افضل ہیں۔ اور عوام بنی آدم سے مراد اولیائے بشری ہیں جو کہ انبیاء کے علاوہ ہیں۔

امام تفتازانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ عقیدہ بالاجماع بلکہ ضروری ہے کیونکہ جملہ فرشتے معصوم ہیں۔

اور عموام بنی آدم (انبیا علیہم السلام کے علاوہ) عوام ملائکہ سے افضل ہیں یعنی جن فرشتوں کا ذکر پہلے گذر چکا (جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل، حملۃ العرش، مقربون، کروبیون اور روحانیون) ان کے علاوہ جتنے فرشتے ہیں، عوام بنی آدم ان سے افضل ہیں۔ امام صفار اور امام نسفی علیہما الرحمۃ نے اسی پر جزم فرمایا اور یہ دونوں حضرات حنفیہ سے ہیں اور سراج الیقینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حنفیہ کے نزدیک یہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قول مختار ہے۔ اس لئے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں اور علامہ محمد حسن سنبھلی "نظم الفرائد شرح نسفی" میں لکھتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرات انبیاء و رسل، جبرائیل، میکائیل، اسرافیل عزرائیل، حملۃ العرش اور کربیون کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ احناف کا یہی عقیدہ ہے اور اہلسنت و جماعت اسی پر متفق ہیں۔ اس کے بعد امام زرقانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

(فذهب الذاهبون الى أن الرسل من البشر) الذين يدعون الناس الى الحق ويبلغونهم مانزل اليهم (أفضل من الرسل الملائكة) وهم الذين يتوسطون بين الله وبين الانبياء فهم رسل بمعنى اللغوى لا الاصطلاحى وهوانسان حرذكر اوحى الله اليه بشرع و أمر بتبليغه فلايكونون رسلاً اذ لاشئى من الملائكة بانسان (ولاولياء من البشر) قال السيوطى وهم من عدا الانبياء (أفضل من الاولياء من الملائكة) وهم من عدا خواصهم

(زرقانى على المواهب، ج ٦، ص ١٤٢)

کچھ لوگوں کا نظریہ یہ بھی ہے کہ بشر میں سے رسول، یعنی جو لوگوں کو حق کی طرف بلاتے ہیں اور نازل کردہ بات لوگوں تک پہنچاتے ہیں، فرشتے کے رسول سے افضل ہیں۔ اور فرشتوں میں سے رسول وہ ہیں جو اللہ عزوجل اور انبیاء علیہ السلام کے درمیان واسطہ بنتے ہیں۔ اور یہ رسول لغوی طور پر استعمال ہوا ہے نہ کہ اصطلاحی طور پر (یعنی اس سے لغوی مراد "پہنچانے والا" ہیں) پس نبی، آزاد و مذکر انسان ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ شریعت کی وحی فرماتا ہے اور اس کی تبلیغ کا حکم دیتا ہے۔ فرشتے اس طرح کے رسول نہیں اور نہ ہی فرشتوں میں سے کوئی انسان ہے اور انسانوں میں اولیاء (انبیاء و رسل کے علاوہ) فرشتوں میں سے اولیاء سے افضل ہیں (خواص کو چھوڑ کر)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واعلم ان هذا الكلام مشتمل على بحثين

البحث الاول: ان الانبياء عليهم السلام أفضل أم الملائكة وقدسبق ذكر هذا المسئلة بالاستقصاء في سورة البقرة في تفسير قوله تعالى (واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم)

البحث الثاني: ان عوام الملائكة وعوام المؤمنين أيهما افضل منهم من قال بتفضيل المومنين على الملائكة واحتجوا عليه لماروى عن زيدبن اسلم انهٗ قال، قالت الملائكةربنا انك أعطيت بنی آدم الدنيايأكلون فيها ويتنعمون ولم تعطنا ذالك فاعطنا ذاك في الآخرة فقال وعزتي وجلالي لاأجعل ذرية من خلقت بيدی كمن قلت لهٗ (كن) فكان. وقال ابوهريرة رضی الله عنه المومن أكرم على الله من الملائكة الذين عندهٗ هكذا أوردهٗ الواحدی فی البسيط. (تفسير كبير، جز ۲۱، ص ۱۶)

یہ بحث (بشر افضل ہیں کہ فرشتے) دو حصوں پر مشتمل ہے۔

بحث اول : فرشتے افضل ہیں یا بشر ؟ اس مسئلہ کی تفصیل سورۂ بقرہ کی آیۃ (واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم) کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ جیسا کہ زرقانی علیہ الرحمۃ کی تصریح میں گذر چکا کہ فخر الدین رازی کے عقیدہ کے مطابق نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں سے افضل ہیں۔ یہانتک فرشتوں سے بھی۔

بحث دوم : رہا یہ سوال کہ عوام ملائکہ اور عوام مومنین میں سے کون افضل ہیں ؟ جو عوام مومنین کو افضل قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث شریف ہے جو زید بن اسلمؓ سے مروی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں فرشتوں نے بارگاہ صمدیت میں عرض : کی اے ہمارے رب ! تو نے آدم کی اولاد کو دنیا عطا فرمائی، وہ اس میں سے کھاتے ہیں اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں جبکہ تو نے ہمیں دنیا عطا نہیں کی (ہمارا سوال ہے کہ) ہمیں بھی ان کے بدلے میں آخرت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا " مجھے اپنی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عزت و جلال کی قسم وہ بنی آدم جس کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اس کی مثال وہ کہاں جسے میں "کن" (ھو جا) کہہ کر پیدا کیا اور وہ پیدا ہو گیا۔

یہ بڑا اعزاز ہے کہ رب ذوالجلال نے اولاد آدم کو آخرت میں بھی عزت عطا فرمائی۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مومن اللہ کے نزدیک فرشتوں سے اکرم (زیادہ عزت والا) ہے۔

اسی طرح واحدی نے (بسیط) میں تحریر فرمایا۔

معلوم ہوا احناف کا عقیدہ معتدل و متوسط ہے کیونکہ بعض کے نزدیک بشر مطلقاً افضل ہے اور بعض کے نزدیک فرشتے مطلقاً افضل ہیں۔ اہل سنت اور خصوصاً احناف کا عقیدہ بھی متوسط و معتدل ہے۔ تمام فرقے افراط و تفریط کا شکار ہو گئے، اعتدال اھل سنت و جماعت کا ہی حصہ ہے۔ خدائے عزوجل ہمیں اس جماعت کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

والتحقیق عوام المومنین ای الصالحین منهم وهم اولیاء الله أفضل من عوام الملائكة واما غير الاولياء من المومنين فبعد ما يمحصون من الخطايا أما بالمغفرة وأما بالعقاب بقدر ذنوبهم ويدخلون الجنة يلتحقون بالاولياء. خواص المومنين وهم الانبياء عليهم السلام أفضل من عواص الملائكة قال الله عزوجل (ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية) وروى عن ابى هريرة رضى الله عنهُ انه قال المومن أكرم على الله من الملائكة الذين عنده كذاذكرهُ البغوى ويؤيدهُ حديث جابر رضى الله عنه يرفعهُ قال لما خلق الله آدم وذريتهُ قالت الملائكة يارب خلقهم ياكلون ويشربون وينكحون ويركبون فاجعل لهم الدنيا ولنا الآخرة فقال الله تعالى لأجعل من خلقتهُ بيدى ونفخت فيه من روحى كمن قلت لهُ كن فكان .

رواه البيهقى فى شعب الايمان (تفسير مظهرى، ج ٥، ص ٤٥٩)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: عوام مومنین سے صالحین یعنی اولیاء اللہ، عوام ملائکہ سے افضل ہیں۔ لیکن مومنین میں سے غیر اولیاء اپنے گناہوں سے پاک ہونے کے بعد، خدا تعالیٰ کی مغفرت یا اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل ہوں گے تو اولیاء کے ساتھ مل جائیں گے۔ اور خواص المومنین یعنی انبیاء علیہم السلام خواص ملائکہ سے افضل ہیں بقول عزوجل "ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئك هم خير البرية"

اور حدیث شریف میں مذکور ہے جسے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ مومن، اللہ کے نزدیک فرشتوں سے افضل ہے اور اس کی تائید میں وہ حدیث درج فرمائی جسے حضرت جابرؓ نے مرفوعاً ذکر کیا۔ فرمایا

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کی اے رب! تو نے ان کو پیدا فرمایا، وہ کھاتے پیتے ہیں، نکاح کرتے ہیں اور سواری وغیرہ بھی کرتے ہیں، اگر ان کے لئے تو نے دنیا بنائی ہے تو ہمارے لئے آخرت بنا (یعنی یہ سب کچھ عطا کر) جواباً اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، جن کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور ان میں اپنی روح پھونکی کیسے ان کے برابر کردوں جن کو کن کہہ کر بنایا۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت فرمایا۔

مزید تحریر فرماتے ہیں:

وذا لاينافي ماقال أهل السنة والجماعة في كتب العقائد ان الخواص منهم فضلواعلى كل ملك حتى خواصيهم وبه فضلهم على الملائكة انهم مجبولون على الطاعة فيهم بلاشهوة وفي البهائم شهوة بلاعقل وفي الانسان عقلهٗ وشهوتهٗ فمن عمل مقتضى عقله وترك الشهوة جاهدفي الله حق جهاده

(تفسیر مظهری ، ج ٥، ص ٤٥٩)

ترجمہ: اور یہ بات اہل سنت کے عقائد میں سے اس عقیدہ کے منافی نہیں کہ بشر میں سے خواص ہر فرشتے پر حتیٰ کہ ان کے خواص پر بھی فضیلت دیئے گئے ہیں اور اس سوال کے متعلق کہ فرشتوں پر ان کی فضیلت کی وجہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرشتے اپنی جبلت پر پیدا کیے گئے ہیں اور وہ ہے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا کیونکہ ان میں عقل ہے مگر شہوت نہیں۔ اور چوپایوں میں شہوت ہے، عقل نہیں۔ جبکہ انسان میں عقل بھی ہے اور شہوت بھی۔ پس جس شخص نے بتقاضائے عقل عمل کیا اور شہوت پر قابو پالیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ادا کر دیا۔

وجہ ظاہر ہے کہ فرشتے تو شہوت سے خالی ہیں مگر انسان جو عقل و شہوت سے مرکب ہے۔ اگر اطاعت الٰہی کرے گا تو ضرور فرشتوں سے افضل ہو گا۔ کیونکہ اس نے شہوت پر قابو پا کر رب تعالیٰ کی فرمانبرداری کا دم بھرا۔

سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ثم ان مسئلة التفضيل مختلف فيها بين اهل السنة منهم من ذهب الى تفضيل الملائكة وهومذهب ابن عباس رضى الله عنهما واختارهٗ الزجاج على مارواهُ الواحدى في البسيط و منهم من فضل فقال ان الرسل من البشر أفضل مطلقًا ثم الرسل من الملائكة علي من سواهم من البشر والملائكة ثم عموم الملائكة على عموم البشر وهذا ما عليه أصحاب الامام أبى حنيفة عليه الرحمة و كثير من الشافعية والأشعرية

(روح المعانى، جز ١٥، ص ١١٩)

ترجمہ: مسئلہ تفضیل میں اختلاف ہے۔ اہل سنت میں سے بعض اس طرف گئے ہیں کہ فرشتے افضل ہیں اور یہ مذہب ابن عباسؓ کا ہے۔ زجاج نے بھی اسے اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ واحدی نے "بسیط" میں اس کو روایت کیا۔ بعض نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ بشر میں سے رسول مطلقاً افضل ہیں پھر فرشتوں میں سے رسول، انبیاء و رسل علیھم السلام کے علاوہ، باقی بشر سے افضل ہیں اور تمام فرشتوں سے بھی۔ پھر عام فرشتے عام بشر سے افضل ہیں۔ اس عقیدہ پر امام ابو حنیفہؒ کے اصحابؓ ہیں شافعیوں اور اشعریوں سے بھی اکثر اسی عقیدہ پر ہیں۔

علامہ محمود آلوسیؒ کی تصریح سے ثابت ہوا کہ انبیاء و رسل مطلقاً فرشتوں سے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

افضل ہیں۔ جس میں کوئی ریب و شک نہیں۔ اختلاف صرف عوام فرشتوں اور عوام مومنین میں ہے۔ جیسا کہ زرقانی علیہ الرحمہ کا قول آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ حنفیوں میں سے امام صغار و نسفی رحمۃ اللہ علیہما اور بقول سراج البلقینی حنفیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ صحابہ کرامؓ عوام فرشتوں سے افضل ہیں۔ اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے۔ متاخرین میں سے ملا علی قاریؒ بھی اسی طرف گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

ومنها تفضيل الملائكة فخواصهم أفضل بعد الانبيا عليهم السلام من عموم الاولياء والعلماء رضى الله عنهم وأفضلهم جبرائيل كمافي الحديث. رواهُ الطبراني . وعامة الملائكة أفضل من عامة المومنين لكونهم مجرمين والملائكة معصومين . (شرح فقه اكبر، ص ١٤٢)

ترجمہ: مسائل اعتقادیہ میں سے ایک مسئلہ فرشتوں کی افضلیت کا ہے۔ خاص ملائکہ کو انبیاء کے بعد عام اولیاء اور علماء پر فضیلت ہے۔

یعنی مقرب فرشتے، اولیاء و علماء سے افضل ہیں۔ اور ان سب میں سے جبرائیل امین افضل ہیں اور عام فرشتے، عام مومنین سے افضل ہیں کیونکہ یہ معصوم نہیں جبکہ فرشتے معصوم ہیں۔

امام زرقانی علیہ الرحمۃ کی بھی یہی رائے ہے۔

وقد اجمع جمهور العلماء من السلف والخلف على انهم اى الصحابة خير خلق الله وأفضلهم بعد النبيين وخواص الملائكة المقربين خلافا لمن قال بتفضيل الملك على العشر مطلقاً (زرقانى، ج ٧ ص ٢٩)

ترجمہ: جمہور علمائے سلف و خلف اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرامؓ، انبیاء کرام اور خواص ملائکہ کے بعد تمام مخلوق سے بہتر اور افضل ہیں۔ یہ بات ان لوگوں کے نظریہ سے مختلف ہے جو کہتے ہیں فرشتے مطلقاً بشر سے افضل ہیں۔

امام قسطلانی اور امام زرقانی علیہما الرحمۃ کی تصریح سے ثابت ہوا صحابہؓ عامہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرشتوں سے افضل ہیں اس پر سلف و خلف میں سے تمام علماء کا اتفاق ہے۔

علامہ محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے نظم الفرائد فی شرح العقائد نسفی" میں فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرات انبیاء و رسل علیھم السلام اور تمام مقرب فرشتوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں جس کی توضیح کرتے ہوئے انہوں نے چند تصریحات نقل کی ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ علی الاطلاق جملہ مخلوق سے افضل ہیں اور ان کے بعد جملہ انبیاء و رسل عظام افضل ہیں اور ان کے بعد جبرائیل امین، پھر دوسرے مقرب فرشتے، پھر حملۃ العرش پھر روحانیون و کروبیون اور ان کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ اور پھر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین (واللہ اعلم بالصواب)

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بزبان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

جو بھی مرویات حضرت علی رضی اللہ عنہ پیش کر رہا ہوں، کوشش کروں گا کہ بمعہ سند پیش کروں کیونکہ سند میزان الحدیث ہے اور اصحاب نقد بھی اس میزان کی بناء پر حدیث کے صحت و سقم کو پرکھتے ہیں۔ پھر اس کے بعد صحیح و ضعیف، متصل و منفصل، موقوف و مقطوع ہونے کے اعتبار سے اس حدیث کی فنی حیثیت بیان کرتے ہیں۔

(۱) أخبرنا الامام والدی أخبرنا ابن البصری الحافظ حدثنا عبدالعزیز بن علی الازجی ببغداد حدثنا ابوبکر بن عمربن محمدبن السری بن سهل حدثنا الحسن بن محمد البزاز حدثنا الحسن بن سواده حدثنا محمد بن مسلم العبدی حدثنا ابومعاویة عن سعدبن طریف عن الأصبغ بن نباته عن علی بن ابی طالب قال قال رسول الله ﷺ الحدیث قال حجر بن العسقلانی أخبرنا اعلی عن هذا الشیخ ابوعلی الحداد أخبرنا ابو نعیم

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الحافظ حدثنا محمد بن حميد حدثنا الحسن بن عمرالبزار حدثنا علی بن سؤادة مثلهٗ عن علی ابن ابی طالبؓ قال قال رسول اللہ ﷺ

ماولدفی الاسلام مولود أفضل ولاأز کی ولا أعدل من ابی بکر و عمر رضی اللہ عنھما

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما جیسا افضل، متقی وپرہیز گار اور بہت زیادہ عدل کرنے والا اسلام میں کوئی اور پیدا نہیں ہوا۔ (فردوس الاخبار، ج ۳ ص ۴۰۲)

(۲) عن علی ابن ابی طالبؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لولا ابوبکر الصدیق (رضی اللہ عنہٗ) لذھب الاسلام (فردوس الاخبار، ج ۳ ص ۴۰۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! اگر حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نہ ہوتے تو اسلام جاتا رہتا۔

چونکہ یہ حدیث بلا سند منقول ہے لہذا اسی طرح ذکر کر دی ہے۔

(۳) حدثنا محمد بن مالك حدثنا ابن الاعرابی حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی حدثنا یزید بن ھارون وابو قطن وابوعبادة ویعقوب الحضری واللفظ یزید قالو احدثنا محمد بن طلحة عن ابی عبیدة بن الحکم بن محجل قال علی رضی اللہ عنه لایفضلنی أحد علی ابی بکر و عمر الاجلدته حدا المفتری. (الاستیعاب لابن البر علی الاصابه، ج ۲، ص ۲۵۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی مجھے حضرت ابو بکرؓ اور عمر فاروقؓ، پر فضیلت نہ دے۔ جس نے مجھے ان دونوں پر فضیلت دی میں اس پر وہ حد جاری کروں گا جو بہتان لگانے پر کی جاتی ہے (یعنی جتنے کوڑے کسی پر بہتان لگانے والے کو لگائے جاتے ہیں)

شیعہ حضرات کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ ان کے امام تو عمر فاروق اور صدیق اکبر

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ عنھما پر فضیلت دینے والے کے متعلق ارشاد فرمارہے ہیں کہ اس پر مفتری کی حد قائم کروں گا۔ اور یہ ان صاحبین کے ایمان کے بارے میں بھی متردد ہیں۔ کیسی عجیب بات ہے!

(۴) حدثنا خلف بن قاسم وعلی بن ابراھیم قالا حدثنا الحسن ابن الرشیق حدثنا علی بن سعید بن نضیر ابوکریب حدثنا عبید بن الحسان الصیدلانی حدثنا مسعر بن کدام عن عبدالملك بن میسرة عن نزال بن سبرة عن علی ابن ابی طالب قال خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر و عمر رضی الله عنهما. (الاستیعاب، ج ۲ ص ۲۵۲)

نزال بن میسرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنھما افضل ہیں۔

(۵) أخبرنا احمد بن عثمان بن المقری اخبرنا ابورشید عبدالکریم بن احمد بن منصور بن محمد بن سعید اخبرنا ابومسعود سلیمان بن ابراهیم بن محمد حدثنا ابوبکر احمد بن مردویه حدثنا محمد بن سلمان المالکی حدثنا یوسف بن محمد بن یوسف الواسطی حدثنا محمد بن ابان الواسطی حدثنا شریك بن عبدالله النخعی عن ابی بکر الهذلی عن الحسن البصری عن علی بن ابی طالب قال قدم رسول الله ﷺ ابابکر فصلی بالناس وانی لشاهد غیر غائب وانی لصیحح غیر مریض ولوشاء ان یقدمنی لقدمنی فرضینا لدنیانا من رضیهُ الله ورسولهُ لدیننا. (أسدالغابة فی معرفة الصحابة، ج ۳ ص ۲۲۱)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ امامت کیلئے نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے کیا اور میں حاضر تھا، غائب نہیں تھا، بالکل تندرست تھا کوئی بیماری مجھے لاحق نہ تھی۔ اگر نبی اکرم ﷺ چاہتے تو مجھے امامت کیلئے ارشاد فرماتے (مگر ایسا نہیں ہوا) پس

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہم نے اپنی دنیا کے معاملات کیلئے ان لوگوں لو پسند کر لیا ہے (مراد خلافت) جنہیں نبی اکرم ﷺ نے ہمارے دین کیلئے پسند فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واضح الفاظ اور آپؓ کا روشن کلام اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپؓ سے افضل ہیں۔ ورنہ بغیر کسی بیماری اور علت کے نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو نہیں بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کیلئے منتخب فرمایا۔ جس سے پتہ چلتا ہے ارادۂ مصطفیٰ ﷺ کے اندر ارادۂ خدا شامل تھا اور یہی خداوند کریم کی رضا تھی۔

یہ حدیث شریف ظاہر کرتی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلافت کے اہل تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپؓ کی خلافت کو تسلیم کیا ہے۔ چونکہ امامت افضل کا حق ہے لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مصلیٰ امامت پر کھڑا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سب سے افضل ہیں۔ جبکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیمار بھی نہ تھے اور کوئی مجبوری بھی آپؓ کو لاحق نہ تھی۔ صرف منشائے حبیب خدا ﷺ یہی تھا کہ امامت کیلئے "صدیق" آگے بڑھے۔ اور یہی سبقت انہیں خلافت میں بھی مقدم کرتی ہے۔

(۲) حدثنا عباس بن الفضل الاسقاطي حدثنا موسى بن اسماعيل حدثنا حماد بن سلمه عن علي بن الحكم عن ابي عثمان عن ابي موسى ان عليا رضي الله عنهُ قال الااخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها قالوا بلى قال ابوبكر رضي الله عنه ثم قال الأأخبر كم بخير هذه الامة بعد ابي بكر قالوا بلى قال عمر رضي الله عنهُ ولوشئت لاخبرتكم بالثالث. وقال صاحب مجمع الزوأهد رجالهُ رجال صحيح . (معجم كبير للطبراني، ج ١ ص ١٠٧)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت کے افضل ترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں ضرور بتایئے۔ فرمایا نبی اکرم ﷺ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بعد افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کیا تمہیں یہ نہ بتادوں کہ ابوبکر کے بعد کون افضل ہے؟ عرض کی، ضرور بتایئے، فرمایا ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ اور اگر میں چاہتا تو تمہیں تیسرے شخص کے بارے میں بھی بتاتا جو نبی اکرم ﷺ اور ابوبکر وصدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنھما کے بعد افضل ہے۔

صاحب مجمع الزوائد اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں۔

"رجالہ رجال صحیح"

(۷) حدثنا علی بن عبدالعزیز حدثنا ابونعیم حدثنا هارون بن سلیمان الفراء مولی عمرو بن حریث عن علی رضی الله عنه انه قاعدا علی المنبر فذکر ابابکر و عمر رضی الله عنهما فقال ان خیر هذه الامة بعد نبیها ﷺ ابوبکر والثانی عمر رضی الله عنه ولو أشاء ان اذکر الثالث ذکرتهٗ.

(معجم کبیر للطبرانی، ج ۱ ص ۱۰۷)

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنھما کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اس امت میں سب سے بہتر اور افضل بعد از نبی محترم ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنھما) ہیں۔ اگر میں چاہتا تو تیسرے کا ذکر بھی ضرور کر دیتا۔

یہ دونوں احادیث جن کو امام طبرانی نے تخریج فرمایا اور اس کی سند میں تمام رجال، رجال صحیح ہیں، اس بات کی دلیل قوی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں حضرت ابوبکرؓ اور عمر فاروقؓ افضل ہیں۔ اور اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عاجزی پر محمول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپؓ نے فرمایا کہ جو مجھے ان پر فضیلت دے گا میں اسے کوڑے لگاؤں گا۔ اور یہ سزا بلا وجہ نہیں دی جا سکتی کیونکہ عدل کے منافی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں صدیقؓ اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنھما کی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

افضلیت کا انکار، بہتان ہے۔ جس پر آپؓ حد جاری کرنے کا عندیہ دے رہے ہیں۔

عجیب بات ہے منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تو کہیں شیخین افضل ہیں اور لوگ انہیں صاحب ایمان ہی تسلیم نہ کریں (نعوذ باللہ) یہ حضرت علیؓ کی تنقیص شان ہے کہ آپ منبر پر بیٹھ کر ایسے لوگوں کی تعریف کر رہے ہیں جو ارتداد کی موت مرے۔ **نعوذ باللہ من هذه الهفوات۔**

(۸) حدثنا شریك عن ابی اسحاق عن ابی جحیفة قال ، قال علی رضی اللہ عنہٗ خیر هذه الامة بعدنبیها ابوبکر و بعد ابی بکر عمر رضی اللہ عنهما ولوشئت ان أحدثکم بالثالث لفعلت. (مصنف ابن ابی شیبة، ج۱۲، ص ۱٤)

حضرت ابو جحیفہ نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت میں افضل و بہترین شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اگر میں چاہتا تو تیسرا بھی بیان کر دیتا۔

(۹) حدثنا منذر عن شعبة عن عمرو بن مرة عن عبداللہ بن سلمة عن علی رضی اللہ عنہ قال الاأخبر کم بخیر هذه الامة بعد رسول اللہ ﷺ ابوبکر و عمربن الخطاب (مصنف ابن ابی شیبه، ج ۱۲ ، ص ۱۹)

عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد اس امت کے افضل و بہتر حضرت ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ہیں۔

ان مندرجہ بالا دونوں احادیث کو امام بخاری کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں تخریج فرمایا اور یہ دونوں اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تصدیق فرمائی۔ امت مسلمہ کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ورنہ امام المسلمین کا کذب لازم آئے گا۔ اور آپ کو ماننے والوں کیلئے راستہ تلاش کرنا دشوار ہو جائے گا۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱۰) ، عبداللہ حدثنا صالح بن عبداللہ الترمذی حدثنا حماد عن عاصم حدثنا عبید اللہ القواریری حدثنا حماد قال القواریری فی حدیثه حدثنا عاصم بن ابی النجود عن ذریعنی ابن جیش عن ابی جحیفة قال سمعت علیا رضی اللہ عنه یقول الااخبر کم بخیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر ثم قال الااخبر کم بخیر هذه الامة بعد ابی بکر عمر رضی اللہ عنهٗ. (مسند احمد، ج ۱، ص ۱۰۹)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا، فرماتے ہیں کیا تم کو خبر نہ دوں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد افضل کون ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پھر فرمایا کیا تمہیں نہ بتاؤں کہ ان کے بعد کون افضل ہے؟ فرمایا ابو بکرؓ کے بعد عمر فاروقؓ افضل ہیں۔

(۱۱) عبداللہ حدثنی ابو صالح هدیة بن عبدالوهاب بمکة حدثنا محمد بن عبیدالطانسی حدثنا یحی بن ایوب البجلی عن الشعبی عن وهب السوائی قال خطبنا علی رضی اللہ عنهٗ فقال من خیر هذه الامة بعد نبیها فقلت أنت امیر المومنین قال لا، خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر ثم عمر رضی اللہ عنهما وما نبعد ان السکینة تنطق علی لسان عمر رضی اللہ عنهٗ

(مسند احمد، ج ۱، ص ۱۰۹)

وھب السوائی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت کا افضل و بہترین کون ہے؟ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ ہیں فرمایا: "نہیں"۔ اس امت میں بعد از نبی کریم ﷺ افضل و بہترین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ ہم اس بات کو بعید نہیں سمجھتے کہ "سکینہ" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر ہے۔

اور امام احمد نے مسند میں "بطریق حبیب بن ابی ثابت عن عبد بر ہمدانی" اس حدیث کی تخریج فرمائی۔ (مسند احمد، ج ۱، ص ۱۱۶)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱۲) عبدالله حدثنی ابی حدثنا اسماعیل بن ابراهیم انبانا منصور بن عبدالرحمن یعنی الغدالی الأشل عن الشعبی حدثنی ابو جحیفة الذی کان علی یسمیه وهب الخیر قال قال علی رضی اللّٰہ عنہٗ یا ابا جحیفة الاأخبرك بأفضل هذه الامة بعد نبیها قال قلت بلی قال ولم اکن أریٰ احداً افضل منه قال أفضل هذه الامة بعد نبیها ابوبکر و بعد ابی بکر رضی اللّٰہ عنهما عمرؓ و بعد هما آخر ثالث ولم یسمهٗ. (مسند احمد، ج ۱، ص ۱۰۹)

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ وھب الخیر کے نام سے پکارتے تھے۔ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے جحیفہ! کیا میں تجھ کو نبی اکرم ﷺ کے بعد افضل شخص کے متعلق نہ بتاؤں؟ عرض کیا: ہاں اے امیر المومنین! حضرت جحیفہ فرماتے ہیں: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی کو نہیں سمجھتا تھا۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت کا افضل حضرت ابوبکر اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنھما ہیں اور ان دونوں کے بعد تیسرے شخص کا نام حضرت علیؓ نے ذکر نہیں فرمایا۔

(۱۳) عبداللّٰہ حدثنا ابوبکر بن شیبة حدثنا شریك عن ابی اسحاق عن ابی جحیفة قال، قال علی رضی اللّٰہ عنہٗ خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر وبعدابی بکر عمر رضی اللّٰہ عنهما ولوشئت اخبرتکم بالثالث لفعلت.

(مسند احمد، ج ۱، ص ۱۰۹)

حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت سے افضل و بہتر ابوبکر اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنھما ہیں اور اگر میں چاہتا تو تمہیں تیسرے کے متعلق بھی بیان کرتا۔

(۱۴) عبداللّٰہ حدثنا منصور بن ابی مزاحم حدثنا خالد الزیات حدثنی عون بن ابی جحیفه قال کان ابی من شرط علی رضی اللّٰہ عنه و کان تحت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المنبر فحدثني أبي انهٗ صعد المنبر يعني عليا رضي الله عنهٗ فحمد الله تعالىٰ وأثنى عليه وصل على النبی ﷺ وقال خير هذه الامة بعد نبيها ابوبكر والثانی عمرْ رضی الله عنهما وقال يجعل الله الخير حيث أحب.

(مسند احمد، ج ۱ ص ۱۰۹)

عون بن ابی جحیفہ فرماتے ہیں: میرے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپاہیوں میں سے تھے اور آپؓ کے سامنے منبر کے قریب بیٹھتے تھے۔ والد گرامی نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجا اور فرمایا رسول اکرم ﷺ کے بعد اس امت میں افضل ابو بکر اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ جہاں بھلائی کو بہتر سمجھتا ہے رکھ دیتا ہے۔

یہ پانچ احادیث ہیں جنہیں امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنے مسند میں تخریج فرمایا ہے، ان میں سے ایک حدیث مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ان تمام احادیث کے راوی ایک ہیں لیکن باعتبار طرق مختلف ہیں۔ اگر یہ حدیث ایک ہی ہوتی تو امام احمد رضی اللہ عنہ اس کا تکرار نہ فرماتے۔ آپ کا بالتکرار اس حدیث پاک کو بیان کرنا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی روایت کے طریقے مختلف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام احادیث میں الفاظ بھی مختلف استعمال ہوئے اگرچہ معنی کے اعتبار سے ان میں کچھ فرق نہیں۔ علم روایت کے ماہرین اس سے بخوبی واقف ہیں۔ میں تو ان علمائے اعلام کا ایک ادنیٰ متعلم ہوں۔ جب ایک حدیث بطریق متعددہ مروی ہو تو قوی ہو جاتی ہے۔ بہر حال مقصد یہ ہے کہ شیعہ حضرات حضرت رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہؓ سے افضل سمجھتے ہیں لیکن خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی فضیلت کا انکار فرما رہے ہیں۔ اور بر سر منبر علی الاعلان فرمارہے ہیں کہ مجھے سب سے افضل نہ سمجھنا بلکہ آنحضرت ﷺ کے بعد امت کے بہترین اور افضل شخص حضرت ابو بکر اور ان کے بعد

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمر فاروق رضی اللہ عنھما ہیں۔ آخری حدیث شریف کے آخری الفاظ پر غور فرمائیں تو واضح ہو گا کہ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جسے چاہتا ہے اور جسے محبوب رکھتا ہے اسے سب سے زیادہ خیر عطا فرمادیتا ہے۔ یعنی افضلیت اللہ تعالیٰ کی نوازش اور رحمت ہے جسے وہ محبوب رکھے اسے افضل بنادے۔

پس جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت اور غلامی کا دعویٰ کرتا ہے اسے آپؓ کے ان اقوال پر تہہ دل سے عمل کرتے ہوئے فضیلت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تسلیم کرنا چاہیے، یہی سیدنا رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے جسے وہ فضل خدا کے نام سے پکار رہے ہیں۔

(۱۵) حدثنا محمد بن کثیر أخبرنا سفیان حدثنا جامع بن ابی راشد حدثنا ابو لیلی عن محمد بن الحنفیة رضی الله عنه قال قلت لأبی ای الناس خیر بعد رسول اللهﷺ قال ابوبکر قلت ثم من قال ثم عمر وخشیت أن یقول عثمان قلت ثم انت قال ماأنا الارجل من المسلمین.

(بخاری شریف، مناقب ابوبکر صدیقؓ، عمدة القاری، ج ١٦، ص ١٨٦)

حضرت محمد بن حنفیہؒ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد گرامی (یعنی حضرت علیؓ) سے عرض کیا کہ رسول اکرمﷺ کے بعد افضل کون ہے؟ فرمایا: "ابوبکر" میں نے عرض کیا پھر کون ہے؟ فرمایا "عمر" اور میں ڈر گیا کہ یہ کہیں "عثمان" (لہذا) میں نے عرض کیا پھر ان کے بعد تو آپ افضل ہیں؟ فرمایا "نہیں میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں (آپ نے کسر نفسی اور تواضع اختیار فرمائی)

صاحب عمدۃ القاری فرماتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ کے خوفزدہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ شاید یہ ہے آپ کے گمان میں حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ سے افضل ہوں اسی بنا پر آپ کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں جواب میں "عثمان" نہ کہہ دیں۔

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل سنت میں سے کچھ لوگ حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دیتے ہیں مگر اکثر اس کے خلاف ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنقریب اس کی تفصیل آئے گی۔

نوٹ: محمد بن حنفیہ، محمد بن علی ابن ابی طالب ہیں اور آپ کی کنیت ابو القاسم ہے لیکن والدہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اور آپ کی والدہ یمامہ کے قیدیوں میں سے تھیں، ان کا پورا نام خولہ بنت جعفر بن قیس بن سلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن دؤل بن حنفیہ ہے۔ آپ ۶۵ برس کی عمر میں ۸۱ھ میں مدینہ شریف کی ایک پہاڑی رضوی میں فوت ہوئے اور بقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ نے افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ۱۵ احادیث ملاحظہ فرمائیں جو نص کی حیثیت رکھتی ہیں، جن پر اعتقاد ضروری ہے۔ اسی لئے ایک جماعت کبیر کا اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ سب سے افضل ہیں۔

صرف محبت کی بنا پر چار خلفاء کو ایک دوسرے پر ترجیح دینا کیسا؟

امام زرقانی فرماتے ہیں:

(فان قلت من اعتقدفی الخلفاء الاربعة الافضلية على الترتيب المعلوم ولكن محبتهٗ لبعضهم تكون أكثر هل يكون آثمابه أم لا) يأثم بذالك لان المحبة ليست فى قدرته (أجاب شيخ الاسلام الولى بن العراقى بأن المحبة قدتكون لأمر دينى وقدتكون لأمر دنيوى فالمحبة الدينية لازمة للأفضلية فمن كان أفضل كانت محبتنا الدينية لهٗ أكثر فمتى اعتقدنافى واحد منهم انهٗ أفضل ثم أحببنا غيرهٗ من جهة الدين أكثر كان تناقضا) والنقيضان لايجتمعان فلايتصور عقلا أن نحب أحدهما من جهة الدين ولاجله ونحب الآخر من تلك الجهة أكثر منه (فمن اعترف بأن أفضل هذه الامة بعد نبيهاﷺ ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضى الله عنهم لكنه

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

أحب عليا أكثر من ابى بكر مثلا فان كانت المحبة المذكورة محبة دينية فلامعنى لذالك اذالمحبة الدينية لازمة للأفضلية كما قررنا وهذا لم يعترف بأفضلية أبي بكر رضي الله عنه الابلسا نه واما بقلبه فهو مفضل لعلى لكونهٖ أحبه، محبة دينية زائدة على محبة أبي بكر وهذالايجوز) من لغة النصوص وقدقال عبدالرزاق أفضل الشيخين بتفضيل على رضي الله عنهٗ إيا هما على نفسه ولولم يفضلهما بأفضليتهما كفى بى أن أحب عليا رضى الله عنه ثم أخالف قولهٗ. (رزقانى على المواهب، ج ۷ ص ٤٣)

''اگر تو کہے کہ جو شخص خلفائے اربعہ کی فضلیت میں معلوم ترتیب پر اعتقاد رکھتا ہو اور پھر ان میں سے بعض کے ساتھ محبت کی وجہ سے اسے ترجیح دیتا ہو، اس کا حکم کیا ہے ؟ کیا ایسا کرنے والا گنہ گار نہیں ؟ ایسا کرنے سے گنہ گار ہو گا کیونکہ محبت اس کے اختیار میں نہیں۔ اس کا جواب شیخ الاسلام ولی بن عراقی نے اس طرح دیا ہے کہ محبت کبھی امر دینی کیلئے ہوتی ہے اور کبھی اَمر دنیاوی کیلئے۔ پس محبت دینی افضلیت کو لازم ہے یعنی جو شخص افضل ہو گا اس کے ساتھ محبت دینی بھی زیادہ ہو گی۔ پس جب ہم نے ان میں سے ایک کے متعلق اعتقاد کر لیا کہ وہ افضل ہے اور دین کی جہت سے دوسرے کے ساتھ محبت زیادہ ہو یہ تناقض ہے اور اجتماع نقیضین ہو نہیں سکتا۔ عقلا کے نزدیک یہ بات متصور نہیں ہو گی کہ ان میں سے ایک کے ساتھ جہت دین کے اعتبار سے محبت کریں اور دوسرے کو اس جہت کے اعتبار سے پہلے سے زیادہ محبت کریں۔ جس نے یہ اعتراف کر لیا کہ بعد از نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ پھر عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنھم۔ اور اس کے بعد حضرت علیؓ سے محبت زیادہ کرتا ہے بنسبت حضرت ابوبکرؓ کے۔ پس اگر یہ محبت دینی ہے تو ایسی محبت کرنے کا کیا معنی ؟ اس لئے کہ محبت دینی افضلیت کو لازم ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور حضرت علیؓ سے ایسی محبت کر کے حضرت صدیق اکبرؓ کی افضلیت کا اقرار صرف زبانی ہے جبکہ دل سے وہ حضرت علیؓ کو افضل گردانتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نصوص

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی رو سے ایسا فعل جائز نہیں۔ شیخین کی فضیلت اس لیے ہے کہ خود حضرت علیؓ نے اپنے آپ پر ان کو فضیلت دی۔ اگر حضرت علیؓ انہیں افضل قرار نہ دیتے تو میں بھی اس کا قائل نہ ہوتا۔ میرے لئے یہی عیب کافی ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھوں اور آپ کے قول کی مخالفت کروں (یعنی اگر شیخین کو فضیلت نہ دوں تو حضرت علیؓ کے قول کی مخالفت ہے اور یہ محبت کے منافی ہے کیونکہ جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی ہر بات پر سر تسلیم خم کیا جاتا ہے)''

کاش! ہمارے محبان علی رضی اللہ عنہ بھی امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ کے قول پر عمل کرتے اور معیوب و معتوب نہ گردانے جاتے۔ امام زرقانی علیہ الرحمۃ اور امام قسطلانی نے بڑے خوبصورت انداز میں افضلیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان فرمائی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے وہ ہی افضل ہوتا ہے۔ پس خلفائے راشدین میں جو ترتیب افضلیت کے اعتبار سے ہے وہی محبت کے لحاظ سے۔ جو سب سے افضل ہے وہ سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر کوئی حضرت ابو بکر صدیقؓ کو افضل تسلیم کرے اور محبت حضرت علیؓ سے زیادہ کرے، عقلاً بھی غلط ہے اور شرعاً بھی۔

امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے روایت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کو شیخین کی افضلیت کے مخالفین پر الزاماً نقل فرمایا ہے۔

(ثم ان افضلهم على الاطلاق عند أهل السنة اجماعًا) منهم (ابوبكر) الصديق رضى الله عنه (ثم عمر رضى الله عنهُ) والزامًا لمن خالفهم مماثبت عن على رضى الله عنهُ فى صحيح البخارى عن محمد بن حنفيه قال قلت لابى اى الناس خير بعد الرسول ﷺ...... الى آخر الحديث

(زرقانی علی المواهب، ج ۷، ص ۳۶)

''صحابہ میں سے علی الاطلاق افضل، اہل سنت کے نزدیک بالا تفاق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اور پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے مخالف ہیں ان کیلئے جواب، خود حضرت علیؓ کا فرمان ہے جس کے مطابق صدیق اکبرؓ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سب سے افضل ہیں۔ اسے محمد بن حنفیہ نے روایت کیا جو اوپر گذر چکی ہے۔(حدیث نمبر ۱۵)
اس کے بعد امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وفي تقديم عثمان بعد ابي بكر و عمر واهل السنة لفظ الفتح كما هو مشهور عند جمهور أهل السنة (على ان عليا رضى الله عنه بعد عثمان و ذهب بعض السلف الى تقديم على رضى الله عنه على عثمانؓ وممن قال به سفيان الثورى) وحكاهُ عن اهل السنة من الكوفيين وحكى عن اهل السنة من البصريين تقديم عثمان وقال الخطابى لكن ثبت عن الثورى في آخر قوليه تقديم عثمان وقدقال الدارقطنى من قدم عليا على عثمان فقد أزرىٰ بالمهاجرين والانصار وسبقه اليه الثورى نفسهُ فروى الخطيب بسند صحيح عنهُ من قدم عليا على عثمان فقدأزرىٰ باثنى عشر الفًا مات نبى الله ﷺ وهو عنهم راض. (زرقانى على المواهب ، ج ۷، ص ۳۸)

امام قسطلانی فرماتے ہیں شیخین کی افضلیت کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ جمہور اہل السنۃ کے نزدیک یہی مشہور ہے اور بعض سلف اس طرف گئے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم ہیں۔ اور یہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ آپ نے یہ قول اہل سنت کو قبول کا بیان فرمایا۔ اور بصریوں میں سے اہل سنت سے یہ منقول ہے کہ حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں۔ حافظ دارقطنی فرماتے ہیں: جس نے حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر مقدم سمجھا اس نے صحابہ مہاجرین وانصار پر عیب لگایا لیکن اس قول میں سفیان ثوری خود سبقت لے گئے۔ خطیب بغدادی نے بسند صحیح سفیان ثوری سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ کو جس نے حضرت عثمانؓ پر فضیلت دی اس نے بارہ ہزار صحابہؓ پر عیب لگایا جبکہ نبی کریم ﷺ ان سے راضی تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ اس جہاں سے تشریف لے گئے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول دلالت کرتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات سے قبل تمام صحابہ کرام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مقدم سمجھتے تھے اور حضرت سفیان ثوریؒ نے نبی اکرم ﷺ کی وفات مبارکہ کے بارہ سال بعد یہ بات کہی۔ معلوم ہوا حضرت سفیان ثوریؒ نے اپنے پہلے قول سے رجوع فرمالیا تھا اور جمہور کے قول کو پسند فرمایا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر توقف اختیار فرمایا جیسا کہ آپ سے ثابت ہے۔ امام زرقانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی (مدونہ) میں کتاب الدیات کے آخر میں امام صاحب سے سوال کیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد لوگوں میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ابوبکر پھر عمر رضی اللہ عنھما۔ کیا اس میں کسی کو شک ہے؟'' یعنی شیخین کی فضیلت یقینی ہے اس کے بعد آپ سے کہا گیا حضرت علی اور عثمان غنی رضی اللہ عنھما میں کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی کہ ان دونوں میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت دوں لہٰذا سکوت ہی بہتر ہے''۔

مالکیہ میں سے ایک جماعت نے امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے اس قول کی اتباع کی۔ ان میں سے آپ کے شاگرد یحیٰی بن سعید قطان اور متاخرین میں سے ابن حزم ہیں لیکن قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع بیان فرمایا ہے اور حضرت عثمانؓ کی حضرت علیؓ پر فضیلت کو تسلیم کیا ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں: امام مالک اور سفیان ثوری سے یہی مشہور ہے اور آئمہ حدیث وفقہ سب اسی پر متفق ہیں اور متکلمین میں سے اکثر کا یہی قول ہے اور امام قرطبی فرماتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہی صحیح ہے۔

امام بخاری نے مناقب ابوبکر کے ماتحت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

کنا نخیر بین الناس فی زمن النبی ﷺ فنخیر ابابکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

ای کنا نقول فلان خیر من فلان وفلان خیر من فلان فی زمن النبی ﷺ وبعدہٗ کنا نقول ابوبکر رضی اللہ عنہٗ خیر الناس ثم عمر ثم عثمان وفی روایۃ عبید اللہ بن عمر عن نافع الآتیہ فی مناقب عثمان کنا لانعدل بأبی بکر ای لانجعل لہٗ مثلا وفی روایۃ الترمذی (کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حی ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم) وقال حدیث صحیح غریب ورواہ الطبرانی بلفظ (کنانقول ورسول اللہ ﷺ حی أفضل ھذہ الامۃ ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم یسمع ذالك رسول اللہ ﷺ فلاینکرہ) وعلی ھذا أھل السنۃ والجماعۃ . (عمدۃ القاری، ج ۱۶، ص ۱۷۷)

زمانۂ نبوی میں ہم ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے ہوئے کہتے تھے کہ فلاں، فلاں سے افضل ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے بعد ہم کہتے تھے حضرت ابوبکرؓ سب سے افضل ہیں اور آپ کے بعد عمر فاروق اور پھر عثمان غنی رضی اللہ عنھم۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت جو بحوالہ عبید اللہ بن عمر بن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ "مناقب عثمان" میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: ہم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے یعنی آپ کی مثل کوئی دوسرا نہ تھا اور ترمذی کی روایت میں ہے۔ "ہم کہتے تھے (یعنی افضلیت کی بات) اور نبی کریم ﷺ حیات تھے کہ سب سے افضل ابوبکر پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنھم ہیں۔

فرمایا یہ حدیث صحیح غریب ہے اور اس کو طبرانی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا۔ ہم کہتے تھے حالانکہ نبی اکرم ﷺ حیات تھے کہ اس امت کے افضل حضرت ابوبکر صدیق اور پھر عمر فاروق اور پھر عثمان غنی رضی اللہ عنھم۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات سنی اس کے باوجود آپ ﷺ نے اس کا انکار نہیں فرمایا۔

گویا نبی کریم ﷺ کا انکار نہ فرمانا، افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔امام بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اسی پر اہل سنت وجماعت متفق ہیں۔
حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں (امام بخاریؒ کی حدیث بروایت عبید اللہ بن عمرؓ کے تحت)

ثم نترك أصحاب النبي ﷺ اى ارادوا انهم بعدتفضيل الشيخين وعثمان رضى الله عنهم لايتعرض لأصحاب النبي ﷺ بعد هم بالتفضيل وعدمه وذالك لانهم يجتهدون في التفضيل فيظهر لهم فضائل هولاء الثلاثة ظهوراً بينا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ عنھم کے بعد اصحاب نبی ﷺ کو ہم ان کے حال پر چھوڑتے ہیں اور ان کے درمیان کسی کو فضیلت نہیں دیتے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں ان اصحاب کے بعد باقی صحابہ کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دینا اس لئے ہے کہ جب انہوں نے تفضیل میں اجتہاد کیا تو ان تینوں حضرات کے فضائل کھلم کھلا ظاہر ہوئے اور انہوں نے (صحابہؓ نے) اس پر یقین کر لیا۔

لیکن یہاں اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت علیؓ کو ترتیب افضلیت سے کیوں خارج کیا؟ علامہ عینی جواباً کہتے ہیں کہ پہلے تینوں صاحب الرائے ہونے کی وجہ سے ترتیب افضلیت میں آگئے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے لہٰذا ان تینوں سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پہلے تینوں کا ذکر کیا اور حضرت علیؓ کا ذکر نہ کیا۔ اور یہ بات نہیں کہ حضرت علیؓ کو اس کا اہل نہیں سمجھا گیا بلکہ صرف آپ کے بچنے کی وجہ سے ایسا ہوا۔ ورنہ حضرت علیؓ کا فضل و شرف ہر طرح سے ظاہر و عیاں ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث مبارکہ کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(قوله كنا نخير بين الناس في زمان رسول الله ﷺ) اى نقول

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فلان خير من فلان وفي رواية عبدالله بن عمر عن نافع الآتية في مناقب عثمان رضي الله عنهُ لانعدل بأبي بكر، اى لانجعل لهُ مثلاً وقوله ثم نترك أصحاب رسول الله ﷺ نأتي الكلام فيه ولأبي داؤد من طريق سالم عن ابن عمر كنا نقول ورسول الله ﷺ حي أفضل امة النبي ﷺ بعدهُ ابوبكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله عنهم زاد البطراني في رواية فيسمع ذالك رسول الله ﷺ فلم ينكره و روى خيثمة بن سليمان في فضائل الصحابة من طريق سهيل بن أبي صالح عن ابيه عن ابن عمر كنا نقول اذاذهب ابوبكر و عمر وعثمان استوى الناس فيسمع النبي ﷺ ذالك فلم ينكرهُ وفي الحديث تقديم بعد ابي بكر وعمر رضي الله عنهما كما هوالمشهور عند جمهور أهل السنة وذهب بعض السلف اى تقديم علي رضي الله عنه علي عثمان رضي الله عنهُ ومن قال به سفيان الثوري ويقال انه رجع عنه وقال به ابن خزيمة وطائفة قبلهُ وبعدهُ (فتح الباری، ج ۷ ، ص ۱٦)

"قولہ (کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ ﷺ) یعنی ہم کہتے تھے فلاں، فلاں سے افضل ہے اور عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں ہم ابو بکرؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، ان کے بعد عمر فاروق پھر عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد باقی اصحاب رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیتے اور کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے اور اس میں کلام بعد میں آئے گا۔ ابو داؤد نے "عن طریق سالم عن ابن عمرؓ" روایت کیا ہے کہ ہم فضیلت کی بات کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ ہم میں زندہ تشریف فرما تھے۔ ہم کہتے تھے کہ امت کے افضل شخص بعد از رسول اکرم ﷺ ابو بکر صدیقؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہما۔ طبرانی نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں۔

"رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی اور انکار نہیں فرمایا"

خیثمہ بن سلمان نے فضائل صحابہؓ میں بحوالہ عبداللہ بن عمر روایت بیان

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائی کہ ہم لوگ کہتے تھے جب حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنھم چلے جائیں گے تو لوگ باعتبار فضیلت برابر ہوں گے یعنی کوئی کسی سے افضل نہیں ہوگا۔ یہ بات نبی اکرم ﷺ نے سنی اور انکار نہیں فرمایا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں حدیث سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقدم ہونا ثابت ہے جیسا کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک ہے۔

بعض اسلاف حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر مقدم سمجھتے ہیں، یہ قول سفیان ثوری کا ہے اور ان کا رجوع بھی منقول ہے۔ ابن خزیمہ کا بھی یہی قول ہے اور ایک گروہ کا جو اس سے پہلے اور بعد میں ہوا ہے ان کا بھی یہی قول ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے علامہ ابن البر کا اس حدیث مبارک پر اعتراض نقل فرمایا ہے۔

وادعی ابن البرایضا ان هذا الحدیث خلاف قول اهل السنة ان علیا أفضل الناس بعد الثلاثة فانهم أجمعوا علی ان علیا أفضل الخلق بعد الثلاثة ودل هذا لاجماع علی ان حدیث ابن عمر رضی الله عنه غلط وان کان السند الیه صحیحا. قال ابن حجر العسقلانی . والذی أظن ان ابن عبدالبر انما أنکر الزیادة التی وقعت فی روایة عبید الله بن عمر وهی قول ابن عمر، ثم نترك أصحاب رسول الله ﷺ . الخ لکن لم ینفرد بها نافع فقد تابعه ابن الماجشون أخرجهٗ خیثمة من طریق یوسف بن الماجشون عن ابیه عن ابن عمر، کنافی عهد رسول الله ﷺ ابوبکر و عمر و عثمان ثم ندع أصحاب رسول الله ﷺ فلا نفاضل بینهم ومع ذالك فلایلزم من ترکهم التفاضل اذذاك أن لایکونوا اعتقدوابعد ذالك تفضیل علی رضی الله عنه علی من سواهٗ والله أعلم وقداعترف ابن عمر بتقدیم علی رضی الله عنه علیٰ غیرهٖ

(فتح الباری، ج ۷، ص ۱۶ ، ۱۷)

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن البر نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ قول (حدیث شریف) اہل سنت کے قول کے خلاف ہے اور اہل سنت کا قول یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اصحاب ثلاثہ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں اور اس فضیلت پر اجماع ہے۔ لہٰذا یہ اجماع اس بات کی دلیل ہے کہ حدیث ابن عمر غلط ہے اگرچہ ان کی طرف اس کی سند صحیح ہو۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں میرے گمان میں ابن عبدالبر نے عبید اللہ ابن عمر کی روایت میں جو زیاتی (یعنی حضرت عثمانؓ کے بعد ہم صحابہ میں کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دیتے تھے) ہے اس کا انکار کیا ہے۔ اور اس زیادتی میں نافع منفرد نہیں بلکہ ابن الماجشون بھی اسی طرف گئے ہیں۔ حیثمہ بن سلمان نے بطریق یوسف بن ماجشون عن ابن عمر اسی طرح تخریج کیا ہے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔

ہم عہد رسالت مآب میں حضرت ابوبکر، عمر، اور عثمان رضی اللہ عنھم کو بالترتیب فضیلت دیتے اور باقی صحابہ کو چھوڑ دیتے (یعنی ایک دوسرے پر فضیلت نہ دیتے)

مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت علیؓ اصحاب ثلاثہ کے بعد ساری مخلوق سے افضل نہیں بلکہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ کا باقی ماندہ لوگوں سے مقدم ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ امام احمد نے مسند میں بسند حسن حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے نقل فرمایا کہ آپ فرماتے ہیں۔

ہم زمانہء نبوی میں حضرت ابوبکر پھر عمر اور پھر عثمان رضی اللہ عنھم کو فضیلت دیتے تھے اور حضرت علیؓ تین ایسی خصلتوں سے نوازے گئے ہیں کہ اگر ان میں سے صرف ایک مجھے عطا کر دی جاتی تو میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔

نوٹ: عربوں میں سرخ اونٹ سب سے زیادہ قیمتی تصور ہوتے تھے۔

وہ تین خصلتیں یہ ہیں۔

(۱) رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی آپؐ کے نکاح میں دی اور حضرت علیؓ کے ہاں ان سے اولاد پیدا ہوئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) نبی کریم ﷺ نے مسجد کے تمام دروازے بند کر دیئے مگر حضرت علیؓ کا دروازہ بند نہیں فرمایا۔

(۳) خیبر کے دن حضور ﷺ نے آپؓ کو جھنڈا عطا فرمایا۔

نسائی نے علاء بن عرار کے طریق سے تخریج فرمائی کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے متعلق خبر دیجئے: بس انہوں نے مندرجہ بالا حدیث بیان کی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اے علاء! علی (رضی اللہ عنہ) کے متعلق مجھ سے سوال نہ کر صرف یہ دیکھ کہ رسول اکرم ﷺ کے نزدیک ان کی کیا منزلت ہے۔ کہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے مگر آپؓ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔

اس حدیث کے متعلق ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں "رجالہ رجال الصحیح" اور یحی بن معین اور دیگر علماء اعلام نے اس حدیث کی توثیق فرمائی۔

معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ، اصحاب ثلاثہ کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں اور امام بخاریؒ کی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت ابن عمرؓ، حضرت علیؓ کی افضلیت کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے، اس لئے یہ حدیث شریف مسلمانوں کے اجماع کے خلاف نہیں ہے۔ جیسا کہ ابن عبدالبر کا خیال ہے جبکہ ابن عمرؓ کی دوسری حدیث میں فضیلت علیؓ روز روشن کی طرح عیاں ہے، اس لئے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ پر طعن بعید از عقل ہے۔

اور اسی طرح امام زرقانی نے شرح مواہب میں فرمایا:

(زرقانی علی المواہب، ج ۷، ص ۴۸)

افضلیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ضمن میں، میں نے جو کچھ تحریر کیا وہ علماء کرام کی تصریحات مقدسہ ہیں۔ ان کی معتبر کتب سے جو کچھ نقل کیا ہے اس میں دیانت کے دامن کو نہیں چھوڑا اور من و عن عبارات نقل کر دی ہیں۔

خدائے ذوالجلال بصیرت عطا فرمائے اور عدل و انصاف کی توفیق!

آمین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلافت سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے باب میں پہلے علماء محدثین و مفسرین اور آئمہ متکلمین کے اقوال پیش کروں گا۔ اور علماء کے درمیان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں اختلاف کہ آیا یہ خلافت منصوص ہے یا نہیں، اس کے متعلق بھی تصریحات پیش کی جائیں گی۔ وہ احادیث بھی نقل کروں گا جن سے خلافت ابوبکرؓ کا اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بوسیلہ شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین سید الانبیاء والمرسلین، رسول معظم، ہادی اعظم، نور مجسم نبی اکرم ﷺ حق بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علامہ عمر نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ان الخلافة بعد رسول اللہ ﷺ لأبی بکرثم لعمر ثم لعثمان ثم لعلی رضی اللہ عنھم وذالك لان الصحابة قد اجتمعوا یوم توفی رسول اللہ ﷺ فی سقیفة بنی ساعدة واستقرادیھم بعد المشورة والمنازعة علی خلافة ابی بکر رضی اللہ عنه فاجمعوا علیٰ ذالك وبایعه علی رضی اللہ عنه علی رؤس الاشھاد بعد توقف کان منه ولولم تکن الخلافة حقالهٗ لما اتفق علیه الصحابة ولنازعهٗ علی رضی اللہ عنهٗ کما نازع معاویة ولاحتج علیھم لوکان فی حقه نص کما زعمت الشیعة وکیف یتصور فی حق أصحاب رسول اللہ ﷺ الاتفاق علی الباطل وترك العمل بالنص الوارد. وما وقع من الاختلاف بین الشیعة وأھل السنة والجماعة فی ھذه المسئلة وادعی کل من الفریقین النص فی باب الامة وایرادالاسولة والاجوبة من الجانبین فمذکور فی المطولات. (شرح عقائد نسفی، ص ۲۲۶)

یعنی رسول اکرم ﷺ کے بعد خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے تھی پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنھم اس مسند پر جلوہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

افروز ہوئے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین رسول اکرم ﷺ کی وفات مبارک کے بعد قبیلہ انصار میں سے بنی ساعدہ کے برآمدہ میں اکٹھے ہوئے، مہاجرین و انصار کے باہمی مشورہ اور استحقاق خلافت میں انصار کا جھگڑا کرنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر اکٹھے ہو گئے اور حضرت علیؓ نے کچھ توقف کے بعد حاضرین کے سامنے علی الاعلان حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ اگر یہ صدیق اکبرؓ کا حق نہ ہوتا تو صحابہ کبھی بھی اس امر پر مجتمع نہ ہوتے۔ اور حضرت علیؓ بھی خلافت میں حضرت ابوبکرؓ سے جھگڑا کرتے جیسے امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے جھگڑا کیا۔ اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں کوئی نص ہوتی تو ضرور آپ صحابہ پر حجت قائم کرتے جیسا کہ روافض و شیعہ کا گمان ہے۔ اور اصحاب رسول ﷺ کے حق میں کیسے متصور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے باطل پر اتفاق کر لیا اور جو حضرت علیؓ کے حق میں وارد ہوئی اس پر عمل ترک کر دیا۔ تو گویا ایسی صورت میں صحابہ کرام گناہ کے مرتکب ہوئے جنہوں نے باطل (یعنی خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) پر اتفاق کر لیا۔ (العیاذ باللہ) اور شیعہ و اھل سنت کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا ہے اور فریق نے امامت کے باب میں نص کا دعویٰ کیا ہے اور جانبین سے اس بارے میں سوال و جواب کا سلسلہ وارد ہے جو مطولات میں مذکور ہے۔ جیسے شرح مقاصد، شرح مواقف اور اربعین مرازی وغیرھا۔

لیکن اہل سنت و جماعت کے نزدیک خلافت ابوبکر صدیقؓ منصوص نہیں بلکہ جمہور اہل سنت کا قول ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ بلا فصل حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں اور جمہور کا قول اجماع ہے جیسا کہ علامہ محمد حسن سنبھلی نے نظم الفرائد میں تحریر فرمایا۔ بس اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہی خلیفہ ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

انهم اختلفوا في ذالك ومن تأمل الاحاديث التي قدمناها علم من أكثرها انهٗ نص عليها نصا ظاهراً وعلى ذالك جماعة من المحدثين

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وھوالحق، وقال جمھور اھل السنة والمعتزلة والخوارج لم ینص علی أحد وقال ابن حزم فی نقط العروس فی ابی بکر والذی أدین اللہ بہ انہٗ ولی الخلافة بعھدمن رسول اللہ ﷺ ونص علیہ لاجماع اھل الاسلام علی تسمیتہ خلیفة رسول اللہ ولم یسم بھذا الاسم أحد غیرہ ولامن استخلفہٗ رسول اللہ ﷺ علی المدینة ولامن استخلف علی الصلوات فی غزواتہ وحجتہ ثم القصة المرأة السابقة وفیھا قول الرسول ﷺ فابوبکر فھونص

(صواعق محرقہ ، ص ۲٦)

علماء کا ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے منصوص ہونے میں اختلاف ہے۔ میں نے جو احادیث اس سے قبل نقل کی ہیں ان میں تامل کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ بظاہر وہ خلافت صدیق اکبرؓ پر نص ہیں۔ اور محدثین کی ایک جماعت نے اسے ہی اختیار کیا ہے اور حق بھی یہی ہے۔ جمہور اہل السنۃ اور معتزلہ و خوارج کا قول یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت منصوص نہیں۔ ابن حزم نے "نقط العروس" میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں فرمایا، جس کو میں اللہ تعالیٰ کا دین سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ رسول اکرم ﷺ کے عہد کے مطابق خلیفہ ہیں اور اسی پر نص ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کا ان کے خلیفۂ رسول نام رکھنے میں اجماع ہے اور سوائے صدیق اکبرؓ کے کسی اور کا نام خلیفۃ الرسول نہیں رکھا گیا اگرچہ کوئی شخص مدینہ میں خلیفہ بنایا گیا ہو یا نمازوں میں غزوات کے اندر خلیفہ بنایا گیا اور چاہے حج کے اندر ایسا ہوا ہو۔

پھر ابن حزم نے اس قصے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب ایک عورت نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو کس سے ملوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ابوبکرؓ سے" ابن حزم کے مطابق یہ واقعہ بھی خلافت صدیق اکبرؓ پر نص ہے۔

ابن حجر مکی کی مزید تحریر ملاحظہ ہو۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وعلی کل فھو ﷺ کان یعلم لمن ھی بعدہٗ باعلام اللہ لہٗ ومع ذالک فلم یؤمر بتبلیغ الامۃ النص علی واحد بعینہٖ عند الموت وانما ورت عنہ ظواھر ماتدل علی انہٗ علم باعلام اللہ لہٗ انھا لابی بکر ماخبر بذالک کمامر.

بہر حال نبی کریم ﷺ خدائے عزوجل کے بتائے سے علم رکھتے تھے کہ میرے بعد خلافت کس کا حق ہے۔ اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کو بوقت وفات یہ حکم نہیں دیا گیا کہ کسی ایک معین شخص کی خلافت کا علی الاعلان ذکر کیا جائے۔ سوائے اس کے کہ نبی اکرم ﷺ سے ایسی ظاہر روایات ملتی ہیں جو اس امر پر دلیل ہیں کہ خلافت بعد از وفات ابو بکر صدیقؓ کیلئے ہے۔ اور اسی طرح آپ نے خبر دی۔

چونکہ خلافت صدیق اکبرؓ کا نبی اکرم ﷺ کو یقین تھا اس لئے نص وارد نہیں فرمائی۔ چونکہ اعلام نبوت کے مطابق لامحالہ طور پر حضرت ابو بکرؓ ہی خلافت کے اہل ٹھہرتے تھے لہٰذا صریحاً نام لے کر آپؓ کو اس امر سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ کو اس بات کا علم ہونا، خلافت ابو بکرؓ پر نص ہے۔ جبکہ دوسرے اعتبار سے آپ ﷺ کا وقت وفات معین نہ فرمانا اس بات کی علامت ہے کہ خلافت صدیق اکبرؓ منصوص نہیں۔

علامہ ابن عبد البر نے اس پر بڑی نفیس گفتگو فرمائی ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

واستخلفہ رسول اللہ ﷺ علی امتہٖ من بعدہٖ بما اظھر من الدلائل البینۃ علی محبتہٖ فی ذالک و بالتعریض الذی یقوم مقام التصریح بم یصرح بذالک لانہٗ لم یؤھر فیہ بشئی وکان لایضع شیئًا فی دین اللہ الابوحی والخلیفۃ رکن من ارکان الاسلام. (الاستیعاب علی الاصابۃ، ج ۹، ص ۲۴۹)

"نبی کریم ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ کو بعد از وفات خلیفہ مقرر فرمایا ہے اس پر دو باتیں بطور دلیل ہیں۔

ایک تو نبی کریم ﷺ کی واضح اور شدید محبت جو حضرت ابو بکرؓ سے تھی۔ ظاہر کرتی ہے کہ وفات پیغمبر ﷺ کے بعد آپؓ ہی خلیفہ ہوں گے۔

دوم: تعریض (اشارے کنائے میں کوئی بات کہنا) کہ جو تصریح کے قائم

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقام ہے اور تصریح اس لئے نہ فرمائی کہ آپ ﷺ کو حکم نہ دیا گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ دین کا کوئی کام بلا وحی نہ کرتے تھے۔ اور خلافت دین کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ (یعنی جب تک رب ذوالجلال تصریح کا حکم نہ فرماتا آپ ﷺ خود کیسے کر سکتے تھے جبکہ معاملہ دین کے متعلق تھا)

یہ تعریض تصریح کے قائم مقام ہے اگر آپ کی خلافت منصوص نہ بھی تسلیم کی جائے تو اجماع صحابہؓ ہی اس کیلئے نص ہے۔

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں۔

واما ابوبکر رضی اللہ عنہ فقد علمت النصوص السابقة المصرحة بخلافته وعلی فرض ان لانص علیه ایضا وفی اجماع الصحابة علیها غنی عن النص اذهوأقویٰ منه لان مدلوله قطعی و مدلول خبر الواحدظنی. (صواعق محرقه، ص ۲۹)

سابقہ اوراق میں گذرنے والی احادیث خلافت ابوبکر صدیقؓ میں صراحتاً دلالت کرتی ہیں اگر فرض کر لیا جائے کہ آپ کی خلافت پر کوئی نص نہیں تو اجماع صحابہؓ جو آپ کی خلافت پر ہے نص سے مستغنی ہے۔ اس لئے کہ اجماع صحابہؓ نص سے اَقویٰ ہے کیونکہ اجماع صحابہ کا مدلول قطعی ہے جبکہ خبر واحد کا مدلول ظنی ہے۔

کیونکہ علماء نے فرمایا "**اجماع الصحابة حجة قاطعة**" یعنی صحابہ کرام کا اجماع یقینی حجت ہے۔ پس ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ کی تصریح سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کا اجماع، خلافت ابوبکر صدیق کو نص سے مستغنی کر دیتا ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ عقد خلافت کے وقت صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اتفاق نہیں کیا جیسا کہ حضرت علی، حضرت عباس اور حضرت زبیر و مقداد رضی اللہ عنھم، تو اجماع صحابہ نہ رہا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ولیس من شرط ثبوت الخلافة اجماع الامة علی ذالك بل متی عقد بعض صالحی الامة لمن هو صالح لذالك انعقدت ولیس لغیره بعد

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذالك أن يخالفه ولا وجه الى اشتراط الاجماع لمافيه من تاخير الامة عن وقت الحاجة اليها على ان الصحابة لم يشترطوا فيها الاجماع عند الاختيار والمبايعة.

(شرح فقه اکبر، ص ۷۹)

"ثبوت خلافت کیلئے اجماع امت شرط نہیں یعنی اجماع امت پر ہی خلافت مشروط نہیں بلکہ امت سے بعض صالحین جس کو امامت کیلئے اہل سمجھیں، بیعت کر لیں تو اجماع امت منعقد ہو جاتا ہے اور اس کے بعد دوسرے کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے، اجماع کی شرط لگانے میں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کیونکہ یہ شرط امامت میں تاخیر کا باعث بنتی ہے جبکہ امامت کی ضرورت بھی ہے۔ اور علماء کے نزدیک امامت فرض یا سنت موکدہ میں سے ہے۔ اس بات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے صحابہ کرام نے کسی کی بیعت کرتے ہوئے اجماع کی شرط نہیں لگائی۔

ثابت ہوا کہ عقد بیعت کے وقت جمیع امت کا اجماع ضروری نہیں بلکہ صالحین امت لوگ کسی کو اہل سمجھتے ہوئے اس کی بیعت کر لیں تو اجماع منعقد ہو جائے گا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے عقد خلافت کے وقت چند لوگوں نے توقف کیا باقی سب آپ کی خلافت پر متفق تھے۔ جن میں حضرت عمر فاروقؓ پیش پیش تھے۔ لہذا یہ اجماع، نص سے قوی ہے۔

مزید ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

واجماع الصحابة حجة قاطعة لقوله عليه السلام لاتجمع امتي على الضلالة وقد بايعه علي رضي الله عنهُ على رؤس الاشهاد بعد توقف كان منه لعدم تفرغه قبل ذالك للنظر والاجتهاد لما غشيهُ من الحزن والكآبة ولما تعلق به أمر التجهز والتكفين وامضاء الوصية فلما فرغ وتامل في القصة دخل فيما دخل فيه الناس.

(شرح فقہ اکبر، ص ۷۷)

"اجماع صحابہ حجت قاطعہ ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی اور تحقیق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حاضرین کے سامنے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علی الاعلان صدیق اکبرؓ کی بیعت کی اور یہ بیعت کچھ توقف کے بعد کی کیونکہ آپ نظر و اجتھاد میں مصروف رہے اور حزن و مصیبت نے آپ کو آغوش میں لے رکھا تھا جبکہ تجہیز و تکفین اور دیگر امور میں آپ کا وصیت کو نا بھی آپ کے متعلق ہی تھا۔ جب ان تمام امور سے فارغ ہوئے تو معاملے میں غور کیا تو اس جماعت کے ساتھ ہو گئے جس نے بیعت کی تھی۔

جب حضرت علیؓ نے بیعت کر لی تو اجماع صحابہؓ ثابت ہو گیا اور یہ حجت قاطعہ ہے۔

علامہ عبدالشکور سیالیؒ فرماتے ہیں۔

قال اهل السنة والجماعة الامامة ماکانت منصوصة لأحد والدليل عليها لأن الصحابه رضی الله عنهم اجتمعوا فی اليوم الذی توفی فيه النبیﷺ فی سقيفة بنی ساعدة المهاجرون والانصار فقالت الانصار منا امير وقالت المهاجرون منا امير فقالت الانصار منا امير ومنكم امير فلو كانت الامامة منصوصة فلانظن بأصحاب رسول اللهﷺ انهم يخالفون امرهٗ ووصية بقريب منه اوقبل الدفن.

(التمهيد فی علم الكلام والتوحيد، ص ۱۶۹)

اہل سنت و جماعت کا قول ہے کہ آپ کی امامت کسی کیلئے منصوص نہیں ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ جس دن نبی اکرمﷺ کی وفات مبارکہ ہوئی اس دن سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین و انصار جمع ہوئے اور انصار نے کہا کہ امیر ہم میں سے ہوگا اور مہاجرین نے کہا، امیر ہم میں سے ہوگا۔ اس کے جواب میں انصار نے کہا، انصار اپنا امیر بنا لیتے ہیں اور مہاجرین اپنے سے امیر بنا لیں۔ اگر آپؓ کی امامت منصوصہ ہوتی تو ہم اصحاب رسولﷺ کے متعلق یہ گمان نہ کر سکتے تھے کہ وہ نبی اکرمﷺ کی وصیت اور آپﷺ کے حکم کی، آپﷺ کی وفات کے فوراً بعد یا قبل از وفات مخالفت کرتے۔ جب باہمی مشورہ کے بعد مہاجرین و انصار کی فکر متحکم ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میرے گمان میں حضرت علیؓ اس قوم کی امامت کی اہلیت زیادہ رکھتے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ حضرت علیؓ کھڑے ہوئے، تلوار نیام سی نکالی اور کہا (حضرت ابو بکرؓ سے) اے خلیفہ رسول ﷺ! کھڑے ہو جائیے، آپ کو نبی کریم ﷺ نے مقدم فرمایا (نماز میں امامت کیلئے) کون ہے جو آپ کو موخر کرے (یعنی آپ کی خلافت سے انکار کرے) حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، اے علیؓ! آپ امیر ہو اور حضرت علی کہنے لگے :اے خلیفہ رسول ﷺ! آپ امیر ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے امامت کیلئے آپ کو پسند فرمایا، مجھے حکم نہیں دیا۔ اے ابو بکرؓ! آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی ہے۔ لہذا ہم دنیا کے معاملے میں بھی آپ کو پسند کرتے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ نے کتنے دن امامت کروائی؟ اس میں اختلاف ہے بعض روایات میں سات دن اور بعض میں تین دن کا عرصہ آیا ہے۔ لوگوں نے آپ کے دست اقدس پر بیعت کر لی بغیر کسی مخالفت کے۔ اور بیعت منعقد ہونے کے بعد تدفین میں مشغول ہو گئے۔

علامہ سیالکوٹی نے دلیل پیش کی کہ اگر خلافت منصوص ہوتی تو صحابہؓ میں اختلاف نہ ہوتا۔ پس خلافت صدیق اکبرؓ اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے اور یہی اجماع حجت قاطعہ ہے۔

علامہ بدر الدین عینی شارح بخاری، بخاری شریف کی ایک حدیث جو کتاب الصلوۃ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ولو كنت متخذا خليلا من امتي لأتخذت ابابكر ولكن اخوة الاسلام و مودتهٗ لايبقين في المسجد باب الاسد الاباب ابي بكر رضي الله لهٗ

اس کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(ذكر مايستفاد منه من الفوائد) الاولىٰ ماقاله، الخطابي و هوان أمرهٗ ﷺ لسد الأبواب غير الباب الشارع الى المسجد الاباب ابى بكر يدل على اختصاص شديد لابي بكر واكراما لهٗ، لانهما كانا لايفترقان، الثانية فيه دلالة على انه أفردهٗ في ذالك الأمر لايشارك فيه فاولىٰ مايصرف اليه

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

التأويل فيه امر الخلافة واكثر الدلالة عليها مامره اياهُ بالاقامة في الصلوة التي بني لها المسجد قال الخطابي ولاأعلم ان اثبات القياس أقوىٰ من اجماع الصحابة علىٰ استخلاف ابي بكرؓ مستدلين في ذالك باستخلافه اياهُ في أعظم أمور الدين وهو الصلوة فقاسوا عليها سائر الامور .

(عمدة القاری، ج ٤، ص ٢٣٥)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

اول : امام خطابی کا قول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ تمام دروازے بند کروائے جائیں مگر وہ دروازہ جو مسجد کی طرف جاتا ہے اسے نہیں اور وہ دروازہ ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی محترم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنا خاص بنایا اور اس میں حضرت ابو بکرؓ کی تکریم و عزت بھی ہے۔ اس لئے یہ دونوں آپس سے جدا نہ ہو سکتے تھے۔

دوم : آپ ﷺ نے یہ حکم دے کر حضرت صدیق اکبرؓ کی انفرادیت قائم کر دی جس میں کسی کو شریک نہیں بنایا اور اس حکم میں بہتر تاویل یہی ہے کہ آپؓ کی خلافت کا حکم دیا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر جو چیز آپ کی خلافت پر دلالت کرتی ہے وہ نبی کریم ﷺ کا آپؓ کو امام بنانا اور اس منصب پر فائز کرنا...... امام خطابی کے نزدیک اثبات قیاس حضرت ابو بکرؓ کے خلیفہ بنانے میں اجماع صحابہ سے قوی نہیں ہے۔ امام خطابی فرماتے ہیں کہ آپؓ کی خلافت پر، امامت سے دلیل قائم کرنے والوں کو معلوم خالی ہونا چاہیے کہ اجماع صحابہؓ اس سے بڑھ کر قوی ہے کیوں کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت باًجماع صحابہ ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں آخری ایام کے اندر حضرت ابو بکرؓ کو اپنا خلیفہ مقرر فرما کر آپ کی خلافت کی طرف اشارہ کر دیا۔ لیکن یہ ایک قیاس ہے اور صحابہ کرام نے بالاتفاق حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ منتخب کر کے ثابت کیا کہ یہ کام بالاجماع واقع ہوا ہے۔ اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحابہ کرامؓ کا یہ اجماع قیاس سے قوی تر ہے۔

بدر الدین عینیؒ کا یہ قول علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مؤید ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ آپ کی خلافت پر کوئی نص نہیں تو اجماع صحابہؓ ہی سب سے بڑی نص ہے اور یہ سب سے مضبوط ہے جو باقی نصوص سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔

علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ، امام بخاریؒ کی ایک حدیث جسے انہوں نے "کتاب الاحکام" اور باب الاستخلاف کے ضمن میں درج کیا ہے، حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔

لقد هممت أو أردت ان ارسل الى ابى بكر و ابنه فاعهد أن يقول القائلون أيتمنى المتمنون ثم قلت يأبى الله ويدفع المومنون أيدفع الله ويأبى المؤمنون .

کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں۔

مطابقةُ للترجمة من قوله لقد هممت أو أردت الى آخر الحديث.

قال المهلب فيه دليل قاطع على خلافة الصديق رضى الله عنهُ وهذا بما وعدبه لأبى بكر رضى الله عنه فكان كما وعد وذالك من أعلام نبوته وقوله (فاعهد) اى أوصى بالخلافة قوله (أن يقول)اى كراهتهُ أن يقول القائلون الخلافة لى أو لفلان قوله (أويتمنى المتمنون) اى أولحالة أن يتمنى أحد ذالك اى أعينهُ قطعا للنزاع و لإطماع قوله (يأبى الله) اى يأبى اليه الخلافة لغيرابى بكر رضى الله عنهُ ويدفع المومنون ايضاغيرهُ

مہلب کہتے ہیں اس حدیث کے الفاظ خلافت صدیق اکبرؓ پر دلیل قاطع ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صدیق اکبرؓ سے وعدہ فرمایا اور جیسا وعدہ فرمایا ویسے ہی ہوا۔ اس اعتبار سے یہ اعلان نبوت میں سے ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ کوئی خلافت کا دعویٰ کرے اور کہے کہ یہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے لئے ہے یا فلاں آدمی کیلئے ہے۔ اور اس کی تمنا کرنے والے آپس میں جھگڑ پڑیں۔ ان تمام چیزوں کو ختم کرتے ہوئے کیوں نہ حضرت صدیق اکبرؓ کو خلافت کیلئے معین کردوں۔ کیونکہ اللہ عزوجل بھی صدیق اکبرؓ کو اس اہلیت کیلئے پسند فرماتا ہے اور مومن بھی ان کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں۔

امام بخاری نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا۔

قیل لعمر رضی اللہ عنہٗ ألاتستخلف قال ان استخلف فقد ستخلف من ھو خیر منی ابوبکر رضی اللہ عنہ الی آخر الحدیث.

کے ماتحت علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

قال النووی وغیرہ اجمعوا علی انعقاد الخلافۃ بالاستخلاف وعلی انعقادھا بعقد اھل الحل والعقد لانسان حیث لایکون ھناک ستخلف وغیرہٗ وعلی جواز جعل الخلیفۃ الامر شوری بین عدد محصوراً وغیرہٗ واجمعواعلی انہٗ یجب نصب خلیفۃ وعلی ان وجوبہ بالشرع لابالعقل وقا الاصم وبعض الخوارج لایجب نصب الخلیفۃ وقال بعض المعتزلۃ یجب بالعقل لابالشرع. (عمدۃ القاری، ج ۲۴، ص ۲۷۸،۲۷۹)

امام نووی اور دیگر علماء کا کہنا ہے کہ تمام لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خلیفہ بنانے سے خلافت کا انعقاد ہو جاتا ہے۔ (جس طرح نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا) اور اہل عقل ودانش کسی انسان کو بطور خلیفہ منتخب کرلیں جبکہ کوئی دوسرا اس کا استحقاق نہ رکھتا ہو تو پھر بھی خلافت منعقد ہو جاتی ہے۔ اس کا جواز یہ ہے کہ مجلس شوریٰ جس میں تعداد کم ہو یا زیادہ، اگر کسی کو خلیفہ مان لے تو خلافت کا انعقاد ہو جاتا ہے۔ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ خلیفہ مقرر کرنا واجب ہے اور یہ وجوب بالشرع ہے نہ کہ بالعقل۔ امام اصم اور بعض خارجیوں کے نزدیک خلیفہ مقرر کرنا واجب نہیں اور بعض خارجیوں کے مطابق تقرر خلیفہ بالعقل ہے نہ کہ بالشرع۔

علامہ بدرالدین عینی کی تصریح سے معلوم ہوا کہ تقرر خلیفہ واجب ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیونکہ خلافت ارکان دین میں سے ایک رکن ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک اہم رکن کی طرف نبی کریم ﷺ توجہ نہ فرماتے۔ اس لئے اشارتاً نبی اکرم ﷺ نے اس امر کی طرف توجہ دلادی کہ میری وفات کے بعد ابو بکرؓ خلیفہ ہوں گے۔ یہ فرمان اگرچہ بالتصریح نہیں مگر بالتعریض ضرور ہے۔ اور تعریض تصریح کو مستلزم ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کو اس امر کی خبر دی گئی کہ اے نبی! ﷺ اطمینان رکھئے آپ ﷺ کے بعد ابو بکر ہی خلیفہ ہوں گے"۔ اس یقین کی بنا پر آپ ﷺ نے خلیفے کا تعین نہیں فرمایا۔

اس کے متعلق امام بیہقی "دلائل النبوۃ" میں فرماتے ہیں۔

انما اراد ماحکی سفیان بن عیینه عن اهل العلم قبلهٗ أن یکتب استخلاف ابی بکر ثم ترك کتابتهٗ اعتماداً علی ماعلم من تقدیر الله تعالیٰ. ذالك کما هم به فی ابتداء مرضهٖ حین قال (واواساة) ثم بدالهٗ أن لایکتب وقال یابی الله والمومنین الاابابکر رضی الله عنه ثم نبه أمتهٗ علی خلافتهٖ باستخلافه ایاه فی الصلوٰة حین عجز عن حضورها وأن کان المرادبه رفع الخلاف فی الدین فان عمربن الخطاب رضی اللهعنهٗ علم ان الله تعالیٰ قدأکمل دینه بقولهٖ (الیوم اکملت لکم دینکم) وعلم انهٗ لاتحدث واقعة الی یوم القیامة الاوفی کتاب الله وسنة رسوله ﷺ بیانها نصاً أودلالة.

(دلائل النبوة للبیهقی، ج ۷، ص ۱۸٤)

امام بیہقی حدیث قرطاس (**هلموا أکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدها أبدا**) کی توضیح میں فرماتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے اپنے سے پہلے اہل علم سے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنا خلیفہ بنانا لکھنا تھا پھر آپ ﷺ کو اللہ کی تقدیر سے معلوم ہوا اور اسی پر اعتماد کرتے ہوئے آپ ﷺ نے لکھنے کا ارادہ ترک فرما دیا۔ جب حالت مرض کی ابتدا میں آپ ﷺ نے "واواساہ" فرمایا تو لکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا پھر آپ ﷺ پر ظاہر ہو گیا کہ نہ لکھا جائے۔ اور فرمایا کہ اللہ عزوجل اور تمام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مومن اس سے انکار کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ کوئی خلیفہ ہو۔ پھر اپنی امت کو خلافت صدیقی پر اس طرح متنبہ فرمایا کہ جب امامت سے عاجز ہو گئے اس وقت صدیق اکبرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اگر کملت سے مراد دین میں اختلاف کو رفع کرنا ہوتا تو عمر فاروقؓ کو معلوم تھا کہ دین مکمل کر دیا گیا ہے (**الیوم اکملت لکم دینکم**" کے مطابق) اور قیامت تک کوئی نیا واقعہ پیش نہ آئے گا مگر اسی کا بیان قرآن و سنت میں نص کے طور پر یا دلالۃً موجود ہے۔

معلوم ہوا اگر نبی اکرم ﷺ کو یقین قطعی حاصل نہ ہوتا تو ضرور آپ کی خلافت پر نص فرماتے۔ آپ ﷺ کا مکمل یقین ہی ہمارے لئے خلافت ابوبکرؓ پر نص ہے اور اجماع صحابہ نے اس کو مزید قوت بخش دی ہے۔ اسی لئے صحابہؓ نے فرمایا جس کو نبی اکرم ﷺ نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمالیا ہم آپؓ کو دنیا کیلئے پسند کیوں نہ کریں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے امام بخاری کی حدیث، جس میں حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ کا ذکر ہے، کے ضمن میں ارشاد فرمایا۔

(قال القرطبي في المفهم) لوكان عند احد من المهاجرين والانصار نص من النبي ﷺ على تعيين احد بعينه لما اختلفوا في ذلك ولاتعارضوا فيه، قال، وهذا قال جمهور اهل السنة واستند من قال انه نص على خلافته ابي بكر رضى الله عنهٗ باصول كلية وقرائن حالية تقتضى انهٗ أحق بالامامة وأولىٰ بالخلافة . (فتح الباری، ج ۷، ص ۳۲)

امام قرطبی "مفہم" میں فرماتے ہیں۔ اگر مہاجرین وانصار کے پاس کس شخص کی تعیین کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہوتا تو وہ قطعاً اختلاف نہ کرتے اور نہ ہی اس معاملہ میں ایک دوسرے سے کلام میں مشغول ہوتے۔ جمہور اہل السنۃ کا یہ قول ہے کہ خلافت صدیقی پر نص نہیں ہے اور جنہوں نے اسے نص قرار دیا انہوں نے مختلف قرائن پر اعتماد کیا ہے جو اس بات کے متقاضی ہیں کہ امامت کا حق سب سے زیادہ حضرت ابوبکرؓ کو حاصل ہے اور خلافت کے لئے بھی آپ کے علاوہ کوئی موزوں نہیں۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو سب سے اعلم اور افضل ہو وہی امامت کا حقدار ہوتا ہے اور دلائل کے ساتھ گذر چکا کہ علماء کے نزدیک آپ کی افضلیت قطعی ہے۔ حدیث ابو سعید خدری میں جب نبی اکرم ﷺ نے اپنی وفات کا ذکر اشارۃً فرمایا تو صرف حضرت ابو بکرؓ اس بات کو سمجھ پائے۔ اس حدیث کے تحت علماء نے لکھا ہے کہ صدیق اکبرؓ اعلم (سب سے زیادہ علم رکھنے والے) تھے۔ انہی حالات وواقعات اور قرائن کی روشنی میں بعض علماء نے خلافت صدیق اکبرؓ کو منصوص قرار دیا ہے۔

علامہ عبدالشکور سیالمی فرماتے ہیں۔

ثم ابوبکر رضی اللہ عنہ کان معینا للخلافة فی ذالك الیوم اذاحتیج الیه لان الصبی والعبدو المراۃ لایصلح لخلافة فصح ماقلنا انهٗ أولیٰ بالامامة

(التمهید، ص ۱۷۲)

جب حضرت ابوبکرؓ ایمان لائے تو اس روز بھی خلافت کیلئے معین تھے کیونکہ سوائے آپؓ کے یہ منصب کسے مل سکتا تھا کیونکہ بچہ، غلام اور عورت تو خلافت کے لائق نہیں۔ پس ہم نے جو یہ بات کہی کہ صدیق اکبرؓ امامت میں سب سے زیادہ حقدار تھے یہ صحیح ہے۔

یعنی اگر شروع اسلام میں خلافت سونپنے کی نوبت آتی تو اس وقت بھی صدیق اکبرؓ کی ذات ہی معین تھی کیونکہ کوئی اور آزاد، عاقل بالغ مرد موجود نہ تھا لہٰذا بوقت وفات نبی ﷺ بھی آپ ہی خلافت کے مستحق تھے۔

اس تمام گفتگو اور بحث وتمحیص کا ماحصل یہ ہے کہ خلافت صدیق اکبرؓ اگرچہ منصوص نہیں مگر اس پر صحابہؓ کا اجماع ہے جو نص سے قوی تر ہے۔ اس لئے صاحب تفسیر قرطبی نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہ آیا خلافت صدیقی کا انکار کفر ہے؟، ارشاد فرمایا۔

قلت وقد جاء فی السنة احادیث صحیحة یدل ظاهرها علی انه الخلیفة بعدهٗ وقدانعقد الاجماع علی ذالك ولم یبق منهم مخالف،

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والقادح فی خلافتہ مقطوع بخطیۃ و تسفیقہ وھل یکفر أم لا، یختلف فیہ، والا ظھر تکفیرہ . (تفسیر قرطبی، جز ۸، ص ۹٤)

سنت میں احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں جس کا ظاہر دلالت کرتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ ہی خلیفہ ہیں۔ اور اس پر اجماع منعقد ہوا اور کوئی مخالف نہ رہا۔ پس آپ کی خلافت میں عیب لگانے والا بسبب اپنی خطا اور فسق کے مقطوع ہے اور کیا اس کے انکاری کو کافر کہا جائے گا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور اظہر قول یہی ہے کہ اس کو کافر کہا جائے۔

اس رائے کے بعد شکوک وشبہات کی گنجائش ختم ہو گئی ہے کہ کوئی آپ کی خلافت پر زبان طعن دراز کرے بلکہ حاشیۂ خیال میں بھی اس کو جگہ دے۔ بہر حال حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق جب ذکر آئے، امام قرطبی علیہ الرحمۃ کے اس قول کو مد نظر رکھیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کی حدیث (**ولو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر**) جو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں۔

قال الخطابی وابن بطال وغیرھما فی ھذا الحدیث اختصاص ظاھر لابی بکر رضی اللہ عنہٗ وفیہ اشارۃ قویۃ الی استحقاقہ الخلافۃ ولاسیما وقد ثبت ان ذالك کان فی آخر حیاۃ النبی ﷺ فی الوقت الذی أمرھم فیہ ان لایؤمھم الاابوبکر رضی اللہ عنہٗ وقدادعی لبعضھم ان الباب کنایۃ عن الخلافۃ ولأمر بالسدکنایۃ عن طلبھا کانہ قال لایطلبن احد الخلافۃ الاابابکر فانہ لاحرج الیہ فی طلبھا والیہ جنح ابن حبان .

(فتح الباری، ج ۷، ص ۱۳)

امام خطابی، ابن بطال اور دیگر علماء فرماتے ہیں۔ اس میں حضرت ابوبکرؓ کے لئے اختصاص ظاہر ہے اور آپ کا خلافت کیلئے مستحق ہونے کی طرف اشارہ ہے اور

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیوں نہ ہو کہ صحابہ کرامؓ کو حضرت صدیق اکبرؓ کا دروازہ نہ بند کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ ﷺ اپنی آخر عمر میں تھے تو صحابہ کرامؓ کو امامت کیلئے صدیق اکبرؓ کا حکم دیا اور یہ خلافت کی طرف قوی اشارہ ہے۔ بعض لوگوں نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کا دروازہ کھلا رہنے دینا آپؓ کی خلافت سے کنایہ ہے اور یہ بات بھی کہ سوائے آپ کے کوئی خلافت کا طلبگار نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر صدیق اکبرؓ طلب کریں تو کوئی حرج نہیں اسی طرف ابن حبان کا میلان ہے۔

ابن حبان فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم ، قوله ﷺ سدوا عنی کل خوخة فی المسجد غیر خوخة ابی بکر رضی اللہ عنه فیه دلیل علی ان الخلیفة بعد رسول اللہ ﷺ کان ابوبکرؓ اذا المصطفی ﷺ حسم عن الناس کلهم اطماعهم فی أن یکونوا خلفاء بعدهٗ غیرابی بکر رضی اللہ عنهٗ بقوله سدوا عنی کل خوخة فی المسجد غیر خوخة ابی بکر رضی اللہ عنه. (ابن حبان، جز ۹، ص ۵)

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ میری طرف سے مسجد کے تمام دروازے بند کر دو مگر دروازہ ابو بکرؓ کھلا رہے، اس بات کی دلیل ہے کہ آپؓ ہی نبی کریم ﷺ کے بعد خلیفہ ہیں۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کے اس لالچ کو جڑ سے اکھیڑ دیا کہ وہ خلافت کے طلبگار بنیں۔

ابن حبان کے اس قول نے واضح کر دیا کہ خلیفہ ہونا تو درکنار کوئی اس بات کا خیال بھی نہ لائے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے علاوہ کوئی اس منصب پر فائز ہو سکتا ہے۔

اس حدیث شریف کے تحت بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔

قولهٗ الاباب ابی بکرؓ: استثناء مفرغ ومعناه لاتبقوا بابا غیر مسدود الاباب ابی بکر فاترکوهٗ بغیر سد وفی روایة الطبرانی من حدیث معاویة فی آخر الحدیث فانی رأیت علیه نورا (فان قلت) روی النسائی من

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حديث سعد بن ابي وقاص قال (أمر رسول اللهﷺ بسد الابواب الشارعة في المسجد وترك باب علي رضي الله عنه) واسناده قوى وفي رواية الطبراني في الاوسط زيادة وهي فقالوا يا رسول الله سددت ابوابنا فقال ماأنا سددتها ولكن الله سددها ونحوه عن زيدبن ارقم اخرجه احمد عن ابن عباس فهذايخالف حديث الباب . قلت جمع بينهما بان المراد بالباب في حديث علیؓ الباب الحقيقي والذى في حديث ابي بكرؓ يراد به الخوخة كما صرح به في بعض طرقهٖ وقال الطحاوی في مشكل الآثار بيت ابي بكر كان له باب من خارج المسجد و خوخة الى داخله وبيت علیؓ لم يكن له باب الامن داخل المسجد قلت فلذالك لم يأذن النبیﷺ لاحد ان يمر من المسجد وهو جنب الالعلي بن ابي طالب رضی الله عنه . لان بيته كان في المسجد . رواہُ اسماعيل القاضی في احكام القران.

(عمدة القاری، ج ١٦، ص ١٧٦)

اس کا مطلب ہے کہ مسجد میں کوئی دروازہ کھلا نہ رکھا جائے سوائے حضرت ابوبکرؓ کے دروازے کے۔ اس کو اپنی حالت (کھلا) پر چھوڑ دو۔ طبرانی کی ایک روایت میں بسند معاویہؓ یہ بھی الفاظ آخر حدیث میں موجود ہیں کہ میں اس دروازہ پر نور دیکھ رہا ہوں۔ اگر اعتراض ہو کہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مسجد کی طرف کے تمام دروازے بند کر دیے جائیں مگر علیؓ کا دروازہ کھلا رہے۔ اور اس کی سند قوی ہے، طبرانی فی الاوسط کی روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا آپ ﷺ نے ہمارے تمام دروازے بند کر دیے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے انھیں بند نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم عطا فرمایا ہے۔ اور ایسی ہی حدیث زید بن ارقم سے امام احمد نے ابن عباس سے تخریج کی ہے۔ پس یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ کے متعلق حدیث کے مخالف ہے۔ میں (بدرالدین عینی) کہتا ہوں کہ دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ حدیث علیؓ میں دروازہ سے مراد حقیقی دروازہ ہے اور حدیث ابوبکرؓ میں

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خوخہ مراد ہے جیسا کہ بعض طریقوں سے اس بات کی صراحت آئی ہے۔ امام طحاوی مشکل الآثار میں فرماتے ہیں: ابو بکر کے گھر کا دروازہ مسجد کے باہر تھا اور روشندان مسجد کے اندر جبکہ حضرت علیؓ کا دروازہ صرف مسجد کے اندر کھلتا تھا۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے کسی کو جنبی حالت میں مسجد سے گزرنے سے منع فرمایا ہے سوائے حضرت علیؓ کے۔ اس لئے کہ آپ کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا۔ اس کو اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں روایت کیا۔

اس کے علاوہ بدرالدین عینی نے حافظ ابن حجر عسقلانی کی طرح ارشاد فرمایا کہ امام خطابی، ابن بطال اور دیگر علماء نے فرمایا کہ اس حدیث خوخہ میں ابو بکرؓ کے لئے اختصاص ہے اور آپ کی خلافت کی طرف قوی اشارہ ہے اور کیوں نہ ہو حالت مرض میں امامت کے لئے آپ کو ہی منتخب کیا گیا اور بعض علماء نے سوائے حضرت ابو بکرؓ کے دروازے کے تمام دروازوں کو بند کر دینے کے حکم سے آپؓ کی خلافت مراد لی ہے کہ وہ ہی خلافت طلب کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں۔

علامہ بدرالدین عینیؒ "خلیل" کی توضیح میں لکھتے ہیں:

واختلاف فی معنی الخلة واشتقاقها فقال الخليل المنقطع الى الله تعالىٰ الذى ليس فى انقطاعه اليه ومحبته لهٗ اختلال وقيل الخليل المختص واختار هذا القول غير واحد واختلف العلماء ارباب العقول ايهما أرفع درجة الخلة أو درجة المحبة فجعلها بعضهم سواء فلا يكون الحبيب الاخليلاولايكون الخليل الاحبيبالكنهٗ خص ابراهيم بالخلة ومحمد عليهما السلام بالمحبة وبعضهم قال درجة الخلة أرفع واحتج بقول ﷺ (لوكنت متخذاً خليلا غير ربى) فلم يتخذه وأطلق المحبة لفاطمة وابنيها وأسامة وغيرهم واكثرهم جعل المحبة أرفع من الخلة لان درجة الحبيب فينا ارفع من درجة الخليل عليهما السلام وأهل المحبة

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الميل الى مايوافق المحب ولكن هذا فی حق من يصح الميل منه ولانتفاع بالوفق وهی درجة المخلوق واما الخالق عزوجل فمنزه عن الاعراض فمحبتہٗ لعبده من سعادتهٖ وعصمتهٖ وتوفيقهٖ وتهيته اسباب القرب وافاضته رحمته عليه وقصواها كشف الحجاب عن قلبه حتي يراه بقلبهٖ وينظراليه ببصيرتهٖ فيكون كماقال فی الحديث (فاذا احببتہٗ كنت سمعہٗ الذی يسمع به وبصره الذی يبصربه) (عمدة القاری، ج ١٦ ص ١٧٥، ١٧٦)

علماء نے خلت کے معنیٰ میں اختلاف کیا ہے اس کے اشتقاق میں بھی۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ خلیل کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف ایسا رجوع کرنے والا کہ ہر چیز سے قطع تعلق کرے اور اس کی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کوئی اختلال نہ ہو اور بعض کے نزدیک خلیل وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے لئے خاص فرمالے اور اکثر علماء نے یہی معنیٰ اختیار کیا ہے۔

علماء ارباب عقول نے اختلاف کیا ہے۔ ان دونوں میں سے کس کا درجہ ارفع ہے، خلیل کا یا حبیب کا؟ بعض علماء نے دونوں کو مساوی درجہ دیا ہے یعنی جو خلیل ہے وہ حبیب بھی ہے اور جو حبیب ہے وہ خلیل بھی۔ لیکن خلت ابراہیم علیہ السلام کے لئے خاص ہے اور محبت محمد عربی ﷺ کیلئے اور بعض علماء نے فرمایا کہ درجۂ خلت ارفع ہے اور ان کی دلیل ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان (اگر میں کسی کو اپنے رب کے سوا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا) لیکن نبی کریم ﷺ نے کسی کو خلیل نہیں بنایا اور نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرا، حسن و حسین اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنھم کے علاوہ دیگر لوگوں کے لئے محبت کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ محبت، خلت سے ارفع ہے اس لئے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا درجہ حبیب، درجہ خلیل علیہ السلام سے اَرفع ہے اور محبت کی اصل، محبّ کے موافق کی طرف میلان ہے۔ لیکن یہ اس کے حق میں ہے جس سے میلان درجحان صحیح ہو اور پورا پورا نفع اٹھائے اور یہ درجہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخلوق کا ہے۔ لیکن خالق عزوجل اعراض سے منزہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے کے ساتھ محبت یہ ہے کہ خدائے بزرگ وبرتر اپنی سعادت سے بندہ کو قدرت وطاقت عطا کرے، اس کی عصمت کی حفاظت اور اپنی توفیق سے بہرہ مند فرمائے۔ اسباب قرب مہیا فرمائے۔ اپنی رحمت اس پر بہائے اور یہ محبت کا نہائت درجہ ہے، بندے کے قلب سے حجاب کا دور کر دینا یہاںتک کہ بندہ اس کو اپنے قلب کے ساتھ دیکھ سکے اور دل کی بصیرت کے ساتھ اس کی طرف نظر کر سکے پھر بندہ اس طرح ہو گا جیسا کہ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا (میں بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو پھر اس کے کان بن جاتا ہوں وہ ان سے سنتا ہے۔ آخر حدیث تک)

علامہ بدر الدین عینی نے ابو بکر بن فورک کا بعض متکلمین سے محبت وخلت کے درمیان فرق پر جو کلام نقل فرمایا ہے اسے تحریر فرمادیا۔ فرماتے ہیں خلیل وہ ہے جو اللہ سے بالواسطہ ملاقات کرے جیسا کہ فرمان خدا ہے۔

(وكذالك نرى ابراهيم ملكوت السموات والارض)

اور حبیب وہ ہے جو بلاواسطہ شرف ملاقات پائے۔ جیسے

فكان قاب قوسين أوادنىٰ

پھر خلیل وہ ہے جس کی مغفرت حد طمع ہو جیسے

والذى أطمع ان يغفرلي وخطيتي يوم الدين

اور حبیب وہ ہے جس کی مغفرت حد یقین میں ہو جیسے

ليغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وماتأخر

خلیل کا کہنا ہے

ولاتحزني يوم يبعثون

اور حبیب کو کہا گیا

يوم لايخزى الله النبي

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معلوم ہوتا ہے کہ حبیب کیلئے سوال سے پہلے ہی بشارت ہے رضا کی، محبت کی اور ہر غم سے آزادی اور برائت کی۔

خلیل محبت میں کہتا ہے۔

حسبی الله

جبکہ حبیب کے بارے میں خود رب فرماتا ہے

یاایها النبی حسبك الله

اور خلیل یوں عرض کرتا ہے

واجعل لی لسان صدق

اور حبیب کو یوں بشارت دی گئی

ورفعنالك ذكرك یعنی بغیر سوال کے عطا کیا گیا

خلیل بارگاہ عزوجل میں عرض کرتا ہے

واجنبنی وبنی أن نعبد الاصنام

جبکہ حبیب کو فرمایا گیا

انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس أهل البیت

ذرا یہ کلام پڑھ کر بتائیں کہ خلت اور محبت میں، خلیل اور حبیب میں کس قدر فرق ہے۔ خلیل و حبیب میں امتیاز واضح ہو جائے گا۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ رب تعالیٰ کے حبیب ہیں اور خلیل بھی۔ بہر حال ہم ایک بار پھر اپنے موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔

امام نووی علیہ الرحمۃ مسلم شریف کی ایک حدیث، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے، کے ماتحت فرماتے ہیں۔

قولهٗ سئلت عائشة رضی الله عنها من كان رسول اللهﷺ مستخلفا لواستخلفهٗ قالت ابوبکر رضی الله عنهٗ فقیل لها ثم من بعد ابی بکر قالت عمر رضی الله عنهما...... الی آخر الحدیث.

هذا دلیل لأهل السنة فی تقدیم ابی بکر ثم عمر رضی الله عنهما

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

للخلافة مع اجماع الصحابة وفيه دلالة لأهل السنة ان خلافة ابی بکر رضی الله عنهُ ليست بنص من النبی ﷺ علی خلافته صریحا بل اجمعت الصحابة رضی الله عنهم عقدالخلافة له وتقديمهٖ لفضيلتهٖ ولو کان هناك نص عليه أوعلیٰ غيره لم تقع المنازعة من الانصار وغيرهم أولا ولذکرحافظ النص مامعهٗ ولرجعوا اليه لکن تنازعوا أولا ولم يکن هناك نص ثم اتفقوا واستقرالأمر وأما ماتدعيه الشيعة من النص علی رضی الله عنهٗ والوصية اليه فباطل لاأصل لهٗ باتفاق المسلمين والاتفاق علی بطلان داعواهم من زمن علی رضی الله عنهٗ و أول من كذبهم علی رضی الله عنه بقولهٖ ماعندنا الامافی هذه الصحيفة الحديث ولو کان عندهٗ نص لذکره ولم ينقل أنهٗ ذکره فی يوم من الايام ولاانّ احداً ذکرهٗ. والله أعلم

(نووی شرح مسلم، ج ۲، ص ۲۷۲. مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج ۱۱، ص ۲۸٤)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ حدیث خلافت ابوبکر اور عمرؓ فاروق کے لئے دلیل ہے اوراس کے ساتھ ساتھ ان دونوں حضرات کے بالترتیب خلیفہ ہونے پر اجماع صحابہؓ بھی ہے اور اہل سنت کے لئے اس میں سے یہ دلیل بھی ہے کہ خلافت ابوبکرؓ پر صریح نص نہیں بلکہ اجماع صحابہ سے ثابت ہے اور آپ کی فضیلت کو مد نظر رکھتے ہوئے، خلافت کے لئے مقدم کیا گیا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ یا کسی اور کی خلافت پر نص ہوتی تو پہلے پہل انصار و مہاجرین کے درمیان خلافت پر تنازع کھڑا نہ ہوتا لیکن اولاً انہوں نے باہمی تنازعہ کیا کیونکہ خلافت منصوص نہ تھی اور پھر انہوں نے صدیق اکبرؓ پر اتفاق کر لیا اور اس پر ثابت رہے لیکن شیعہ کا دعوی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا وصی بنایا اور آپؓ کی خلافت پر نص ہے یہ باطل ہے اور اس کی کوئی دلیل نہیں۔ اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور زمانہ علیؓ ہی سے اس کا بطلان اتفاق شدہ ہے اور سب سے پہلے جس نے اس دعوے کو جھٹلایا وہ خود حضرت علیؓ ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمارے پاس صحیفہ کے سوا کوئی اور چیز نہیں۔ اگر نص ہوتی تو آپؓ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضرور ذکر فرماتے جبکہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا اور نہ ہی کسی نے نقل کیا۔

معلوم ہو کہ امام نووی کے نزدیک بھی حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت با جماع صحابہؓ ہے بلکہ تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے اور یہ اجماع نص سے قوی ہے جمہور اہل سنت کا بھی یہی قول ہے اور احادیث کے قرائن کو علما نے اشارۂ خلافت سے تعبیر کیا ہے کہ اس سے آپ کی خلافت کا اشارہ ملتا ہے جبکہ اصل چیز صحابہؓ کا اجماع ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔

کتاب کی تسوید کر رہا تھا تو محترم المقام محبی فی اللہ علامہ ظفر اقبال کلیار صاحب فاضل بھیرہ شریف تشریف لائے اور دوران گفتگو میں انہوں نے فرمایا کہ علیؓ المرتضٰی کا بیعت صدیق اکبرؓ کرنا ثابت ہے یا نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ بعد از تحقیق کچھ عرض کر سکتا ہوں۔ پس بعد از مطالعۂ بسیار کتب شیعہ مجھے جو کچھ معلوم ہو سکا، قارئین کی خدمت میں چند سطور کے بعد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ صحیح بات کہنے کی توفیق بخشے۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث (لو كنت متخذا خليلاً غير ربي لاتخذت ابابكر خليلا) کے ماتحت لکھتے ہیں۔

قال التوربشتي وهذا الكلام كان في مرضه الذي توفي فيه في آخر خطبة خطبها ولاخفاء بأن ذلك تعريض بأن ابابكر رضي الله عنه هو المستخلف بعدهٗ وهذا الكلمة ان اريد بها الحقيقة فذالك لأن اصحاب المنازل اللاصقة بالمسجدوقد جعلوا من بيوتهم مخترقا يمرون فيه الى المسجد أوكوة ينظرون اليهامنه فامرلسدها جملةً سوىٰ خوخة ابي بكر رضي الله عنهٗ تكريمالهٗ بذالك اوّلاً ثم تنبها الناس في صحن ذالك على أمرالخلافة ثم قال بعد ذالك وأرى المجاز فيه أقوىٰ اذلم يصح عندنا ان ابابكر كان لهٗ منزل بجنب المسجد وانما كان منزلهٗ بالسخ من عوالي

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المدینة ثم انہٗ مھد المعنٰی المشارالیہ وقررہ بقولہ (ولو کنت متخذاً خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً) لیعلم انہٗ أحق الناس بالنیابۃ عنہٗ

تورپشتی فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے یہ بات مرض وفات کی حالت میں آخری خطبہ کے اندر ارشاد فرمائی اور کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خلافت ابوبکرؓ کے متعلق تعریض (اشارۃً) فرمائی اور اگر اس کلمہ (دروازہ) سے حقیقت مراد لی جائے تو مطلب یوں ہوگا کہ وہ اصحاب جن کے گھر مسجد سے ملے ہوئے تھے انہوں نے گھروں میں شگاف بنایا ہوا تھا جس سے گذر کر مسجد کو جاتے تھے، یا روشندان تھے جن سے مسجد کی طرف دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں بند کرنے کا حکم ارشاد فرمایا سوائے ابوبکر صدیقؓ کے روشندان کے۔ ایک تو اس میں آپؓ کی تکریم و عزت ظاہر ہے اور دوسرا امر خلافت پر لوگوں کو انتباہ کرنا ہے۔

جن لوگوں نے اس سے کنایہ مراد لیا ہے کہ یہ دوسرے لوگوں کو امر خلافت میں طمع نہ کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ وہ دروازے بند کردیں۔ یہ مجازی معنی ہے اور میرے نزدیک (ملا علی قاری) یہ معنی مجازی حقیقی معنی سے قوی ہے کیونکہ ہمارے نزدیک مسجد کے ساتھ حضرت صدیق اکبرؓ کا کوئی گھر نہیں تھا بلکہ آپ مدینہ شریف کے گردونواح مقام سنح میں رہتے تھے۔ پس نبی کریم ﷺ نے "ولو متخذا خلیلا غیر ربی" فرماکر اس معنی مجازی کو مزید قوت دی کہ دروازہ کھلا رہنے دینے کا حکم دراصل خلافت سے کنایہ ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہوا کہ دروازے والی حدیث شریف حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اور یہ اشارۂ تصریح کو مستلزم ہے جب آپؓ حیات نبی ﷺ میں امامت میں مقدم ٹھہرے تو بعد از وفات خلافت میں بھی آپ ہی اول ہیں۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کی تھی؟

باب اوّل میں علامہ عمر نسفی اور علامہ عبدالشکور سیالمی رحمۃ اللہ علیھما کی عبارات نقل کی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ باہمی منازعت و مشاورت کے بعد جب صحابہؓ کی فکر استقرار پائی تو سب نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کی اور حضرت علیؓ نے بھی علی الاعلان بیعت فرمائی۔ علامہ عبدالشکور سیالمی رحمۃ اللہ علیہ نے التمھید میں حضرت علیؓ کے بیعت کے متعلق ایک حدیث لفظ (روی) کے ساتھ نقل فرمائی مگر اس کے راوی نامعلوم ہیں اور نہ ہی یہ علم ہو سکا کہ اسے کس نے تخریج کیا، اس کے باوجود یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ حدیث، حدیث نہیں کیونکہ اتنی مستند شخصیت کس طرح غیر حدیث کو حدیث کہہ سکتی ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس حدیث کے متعلق علم ہو تو ضرور مطلع فرمائیں۔ کیونکہ "**فوق کل ذی علم علیم**" کے مصداق انتہائی کوشش کے بعد بھی اگر مطلوب ہاتھ نہ آئے تو دوسرے علماء سے رجوع کرنا اسلاف کا طریقہ رہا ہے۔ رب ذوالجلال علمائے حق کا سایہ قائم رکھے آمین۔

علامہ عبدالشکور سیالمی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا حدیث نقل فرما کر ارشاد فرماتے ہیں۔

وقال بعض الناس ان علیا رضی اللہ عنہ بایع ابابکر رضی اللہ عنہ بعد ثلاثۃ ایام وقال بعضھم بایعہٗ بعد ستۃ أشھر بعدوفاۃ سیدۃ النساء عند الشیعۃ ھداھم اللہ تعالیٰ وھذا لایصح ثم کل سوال من جھۃ الخصم یکون مردوداً الموافقۃ علی رضی اللہ عنہٗ لابی بکر لانہ ان لم یبایعہ فسکت ولم یخالفہ وقد بینا انہٗ بایعہ بدلیل ماذکرنا ولولم یصح خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہٗ ولایکون اماما حقا فکان لایجوز السکوت بہ اولإغماص منہٗ لان من رضی باماط باطل فانہ یکفر والدلیل علی ان علیا رضی اللہ عنہٗ رضی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالامامة لابی بکر رضی اللہ عنہٗ وبایعہ لانہٗ اطاعہٗ بالغزو وأخذ من الغنیمة سهما وروی ان ابابکر رضی اللہ عنہٗ دفع الی علی رضی اللہ عنہٗ جاریة من السبایا تقبلها ووطیها ولو کانت خلافة لاتکون صحیحة ثابتة حقًا لکان لایجوزله أن یطیعه ولایحل لهٗ أخذا الغنیمة ولکان لایحل لعلی رضی اللہ عنہٗ وطئی الجاریة فصح بهذا المعانی ان خلافة ابی بکرؓ کان حقا۔

(التمهید فی علم الکلام والتوحید، ص ۱۷۰)

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت علیؓ نے تین دن بعد حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی جبکہ کچھ کے نزدیک چھے ماہ بعد از وفات فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور یہ شیعہ کے نزدیک ہے جو کہ صحیح نہیں اور دشمن کا ہر سوال اس لئے بیکار ٹھہرا کہ خود حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی موافقت کی ہے کیونکہ اگر آپؓ نے بقول روافض حضرت ابو بکرؓ کی بیعت نہیں کی بلکہ آپؓ خاموش رہے کسی قسم کی مخالفت کے بغیر۔ جسے ہم نے دلیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی ہے۔ پس اگر آپؓ کی خلافت درست نہ تھی اور آپ امام حق نہیں تھے تو حضرت علیؓ کا سکوت اور چشم پوشی جائز نہیں کیونکہ امام باطل کو پسند کرنے سے آدمی کفر کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس بات پر دلیل کہ حضرت علیؓ خلافت ابو بکرؓ پر راضی تھے اور آپؓ نے بیعت ابو بکرؓ بھی کی تھی، یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ میں آپؓ کی اطاعت کی اور مال غنیمت سے حصہ لیا اور ایک روایت کے مطابق حضرت ابو بکرؓ نے قیدیوں میں سے ایک لونڈی آپؓ کی طرف بھیجی جسے آپؓ نے قبول فرماتے ہوئے اس کے ساتھ وطی بھی کی۔ اگر خلافت ابو بکرؓ صحیح ثابت نہ ہو تو یہ اطاعت، مال غنیمت سے حصہ اور لونڈی کا قبول کرنا سب کچھ کیسے حلال ٹھہرا۔ ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت صحیح تھی۔

علامہ عبدالشکور رسیالمی نے نہایت مدلل اور واضح الفاظ میں بیان فرمایا کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کی اور آپ کی خلافت کو تسلیم کیا ہے جبکہ شیعہ حضرات کے نزدیک حضرت علیؓ نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی وفات کے بعد

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابو بکر کی بیعت کی ہے۔ علامہ سیالمی نے اسے مردود قرار دیتے ہوئے تحقیق سے ثابت کیا کہ حضرت علیؓ نے اس دن بیعت کی جس دن نبی اکرم ﷺ فوت ہوئے۔

اس طرح علامہ نسفیؒ نے "عقائد نسفی" کی شرح میں لکھا ہے کہ بیعت علیؓ علی الاعلان سب کے روبرو اسی دن ثابت ہے جس دن آنحضرت ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ اس تحقیق کو مزید پختہ کرنے کے لئے چند دلائل پیش خدمت کر رہا ہوں تاکہ ثابت ہو سکے کہ حضرت علیؓ نے اس روز بیعت کی اور بقول شیعہ حضرات کہ حضرت علیؓ خود وصی تھے اس لئے بیعت نہیں کی اس بات کی تردید ہو سکے۔ اور نظریہ اہل سنت و جماعت کی حقانیت ظاہر ہو۔

حدثنا عبيدالله بن سعيد الزهري قال أخبرنا عمي يعقوب بن ابراهيم قال أخبرني سيف ابن عمر عن الوليد بن عبدالله بن ابي ظبيته البجلي قال حدثنا الوليد بن جميع الزهري قال قال عمرو بن حريث لسعيد بن زيد اشهدت وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم قال فمتى بويع ابوبكر قال يوم مات رسول الله صلى الله عليه وسلم كرهوا أن يبقوا بعض يوم وليسوا في جماعة قال فخالف عليه أحد قال لا الامرتد أومن قدكاد أن يرتد لولا ان الله عزوجل ينقذهم من الانصار قال فهل قعد أحدمن المها جرين قال لاتتابع المها جرون على بيعته من غيرأن يدعوهم .

(تاریخ طبری، ج ۲ ص ٤٤٧)

عمر بن حریث نے سعید بن زید کو کہا کہ کیا آپ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے وقت موجود تھے؟ کہا ہاں میں وہاں حاضر تھا۔ حضرت ابو بکر کی بیعت کب کی گئی؟ سعید نے جواب دیا جس دن نبی کریم ﷺ نے وفات پائی۔ اس لئے کہ انہوں نے ناپسند کیا کہ کچھ دن بغیر جماعت کے گذاریں۔ عمرو نے پوچھا کیا کسی نے اس بیعت کی مخالفت کی؟ جواب دیا نہیں کسی نے مخالفت نہیں کی سوائے ان لوگوں کے جو مرتد ہو گئے یا مرتد ہونے کے قریب تھے۔ عمرو بن حریث نے کہا کیا مہاجرین میں سے کوئی ایسا بھی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا جو گھر بیٹھا رہا اور حضرت ابو بکرؓ کی بیعت نہ کی ؟ کہا نہیں، بلکہ مہاجرین بغیر بلائے بیعت صدیق اکبرؓ کی خاطر چلے آئے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیعت اسی دن ہوئی جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی اور دوسرا یہ کہ کسی نے بھی حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی مخالفت نہیں کی۔ مزید تصریح اور وضاحت اس بات سے ہوئی کہ جب سوال ہوا کیا مہاجرین میں سے کوئی گھر بیٹھا رہا کہ بیعت سے انکار کرنے والا ہو ؟ تو جواب ملا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس نے مہاجرین سے انکار کیا ہو یا گھر بیٹھ کر مخالفت کی ہو بلکہ مہاجرین تو خود چل کر بیعت کے لئے آئے اور حضرت علیؓ مہاجرین سے ہی تو ہیں۔ ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ نے بیعت سے نہ انکار کیا اور نہ مخالفت یاد یر بلکہ اس روز بیعت ہو گئے۔

حدثنا عبید اللہ بن سعید قال أخبرني عمي قال أخبرني سیف عن عبدالعزیزبن سباہ عن حبیب ابن ابی ثابت قال کان علیؓ في بیته اذا اتی فضیل له قد جلس ابوبکرؓ للبیعته فخرج في قمیص ماعلیه ازارولارداء عجلا کراهیته أن یبطئ عنها حتی بایعه ثم جلس الیه وبعث الی ثوبه فاتاه فتخلله ولزم مجلسه۔ **(تاریخ طبری، ج۲، ص۴۴۷)**

حبیب ابن ابی ثابت سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ اپنے گھر میں تھے جب آپ کے پاس کوئی آدمی گیا اور آپ سے کہا گیا کہ حضرت ابو بکرؓ بیعت کے لئے تشریف فرما ہیں۔ حضرت علیؓ جلدی کرتے ہوئے بغیر تہبند اور چادر کے (لمبی) قمیص پہنے ہوئے چل نکلے کہ بیعت میں دیر نہ ہو جائے یہاں تک کہ آپ نے بیعت کر لی اور حضرت ابو بکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے جبکہ ایک شخص کو کپڑے لینے کے لئے بھیج دیا جب وہ لے آیا تو چادر مبارک زیب تن فرمائی اور مجلس صدیق اکبر میں بیٹھ گئے۔

علامہ حافظ محب طبری رحمتہ اللہ علیہ جو کہ عظیم مفسر بھی ہیں اپنی معرکہ الآراء کتاب میں اس حدیث کی تخریج فرماتے ہیں۔ پس اس کے بعد کیا ابہام رہ جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے کب بیعت کی اور کیسے کی وغیرہ ؟ شکوک وشبہات سے پاک الفاظ میں

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس بات کی وضاحت مل رہی ہے کہ حضرت علیؓ نے بیعت کرنے کیلئے اس قدر جلدی فرمائی کہ پورا لباس بھی نہ اوڑھا اور مجلس صدیق اکبرؓ کی طرف بغرض بیعت چل دیے اور بیعت کر لی۔

ابن اثیر فرماتے ہیں۔

وقیل لماسمع علی رضی اللہ عنہ بیعۃ ابی بکرؓ خرج فی قمیص ماعلیہ آزارو لارداء عجلا حتی بایعہٗ ثم استدعی ازارہٗ وردائہٗ فتجللہ

(الکامل فی التاریخ ، ج ۲ ص ۳۲۵)

علامہ ابن اثیر نے اس بات کو "قیل" کے ساتھ بیان فرمایا جبکہ اس سے قبل صاحب تاریخ طبری نے اس کی پوری سند بیان فرمائی ہے۔

یعنی حضرت علیؓ نے جب سنا کہ صدیق اکبرؓ بیعت کر رہے ہیں تو جلدی میں فقط قمیص پہنے ہی مجلس کی طرف چل نکلے اور بیعت کر لی پھر آپ نے باقی لباس منگوایا اور پہنا۔

یہ تصریحات مخالفین حضرت ابو بکرؓ کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ غور فرمائیں کہ کس قدر مضبوط شہادتیں اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ حضرت علیؓ نے بلا تاخیر بیعت کی تعصب ایک الگ چیز ہے ورنہ حقیقت تو روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں۔

أخبرنا ابوعلی الروذ باری، أخبرنا ابومحمد بن شوزب الواسطی بھا ، قال حدثنا شعیب بن ایوب قال حدثنا ابوداؤد الحضری عن سفیان عن الاسود بن قیس عن عمرو بن سفیان قال لما ظھر علی رضی اللہ عنہٗ علی الناس یوم الجمل قال یا ایھا الناس ان رسول اللہ ﷺ لم یعھد الینافی ھذہ الامارۃ شیئا حتی رأینا من الرأی أن نستخلف ابابکر فأقام واستقام حتی مضی لسبیلہ. الی آخرہٖ

(دلائل النبوۃ للبیھقی، ج ۷، ص ۲۲۳ ،مسند احمد، ج ۱ ، ص ۱۱۷)

عمرو بن سفیان فرماتے ہیں جب جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہٗ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگوں پر غالب آگئے۔ آپ نے فرمایا:

"اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے اس امارت (یعنی خلافت) میں ہماری طرف کوئی عہد نہیں فرمایا یعنی خلافت کیلئے کسی کو معین نہیں فرمایا یہاں تک کہ ہم نے اپنی فکر و تدبر سے دیکھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا پس معاملہ درست ہو گیا اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بن گئے۔

اس حدیث سے کئی امور مستفاد ہیں۔

اول: یہ کہ نبی کریم ﷺ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا جیسا کہ اہل شیعہ کا حضرت علیؓ کے بارے میں گمان ہے یہاں خود حضرت علیؓ فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے کسی کو معین نہ فرمایا۔ اس لئے جو حضرات حضرت علیؓ کو خلیفہ اور وصی منجانب رسول اللہ ﷺ قرار دیتے ہیں۔ ان کا دعویٰ صداقت پر مبنی نہیں۔

دوم: حضرت ابوبکرؓ کی خلافت نص سے ثابت نہیں بلکہ اجماع صحابہؓ سے ہے۔

سوم: یہ کہ حضرت علیؓ اور دیگر صحابہؓ نے اپنی رائے سے کام لیا اور حضرت ابوبکرؓ کو اس کا اہل قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ خود خلیفہ بنانے میں اور غور و فکر کے بعد حضرت ابوبکر کو یہ منصب دینے میں شامل تھے۔

تعصب کی عینک اتار کر، حقیقت سے وابستہ ہو کر ذرا سوچئے کہ اس بات کے بعد کیا گنجائش بچتی ہے کہ بحث و کلام کے ذریعے اس واضح معاملہ کو گرد و غبار میں شکوک و شبہات سے الجھادیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

أخبرنا ابوعبدالله الحافظ قال أخبرني ابوبكر محمد بن احمد المزكي قال حدثنا عبدالله بن روح المدائني قال حدثنا شبابة بن سوار قال حدثنا شعيب بن ميمون عن حصين بن عبدالرحمٰن عن الشعبي عن ابي وائل قال قيل لعلي ابن ابي طالب رضي الله عنهٗ الا تستخلف علينا قال مااستخلف رسول الله ﷺ فاستخلف ولكن يرد الله بالناس خيراً فسيجمعهم بعدي على خير هم كما جمعهم بعد نبيهم على خيرهم.

(دلائل النبوة للبيهقي، ج ٧، ص ٢٢٣)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام شعبی، ابو وائل سے روایت فرماتے ہیں۔ حضرت علیؓ سے کہا گیا کیا آپ ہم پر خلیفہ مقرر نہیں کر دیتے؟ فرمایا: جب نبی کریم ﷺ نے خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تو میں کیسے بنادوں۔ اگر اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے تو قریب ہے کہ میرے بعد ان کو خیر پر جمع فرمادے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ان لوگوں کو ان میں سے افضل پر جمع فرمادیا۔

اس حدیث سے بھی صراحت کے ساتھ پتہ چل گیا کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت نصی نہیں اور یہ بھی کہ حضرت علیؓ کو نبی کریم ﷺ نے اپنا وصی یا خلیفہ نہیں بنایا۔

ضمناً یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ جب رب ذوالجلال نے انسانوں کی بھلائی کیلئے ان میں سے بہترین شخص کو ان کا خلیفہ بنایا۔ پس یہ رب کی رضا تھی۔ اگر حضرت علیؓ نے بیعت صدیق اکبرؓ سے انحراف کیا ہوتا تو گویا یہ رضائے الٰہی سے انکار ہوتا مگر ایسا نہیں ہوا کیونکہ صحابہؓ کی شان کے خلاف ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بخاری شریف کی ایک حدیث جو انہوں نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت کی جس کے الفاظ یہ ہیں۔

عن الزهري، أخبرني أنس بن مالك رضي الله عنهُ انهُ سمع خطبة عمر الآخرة حين جلس على المنبر وذالك الغدمن يوم .... الى أخر الحديث) كتاب الاحكام، باب الاستخلاف

کے ماتحت لکھتے ہیں:

انه بايعهُ المهاجرون ثم الانصار فكانهم لما انهوا ألامر هناك وحصلت المبايعة لأبي بكر رضي الله عنهُ جاؤا الى المسجد النبوي فتشاغلوا بأ مرالنبي ﷺ ثم ذكر عمر لمن لم يحضر عقد البيعة في سقيفة بن ساعدة ماوقع هناك ثم دعاهم الى مبايعة ابي بكرؓ عنهُ فبايعه حنيئذ من لم يكن حاضراً وكل ذالك في يوم واحد. (فتح الباری، ج ۱۳، ص ۲۰۳)

حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پہلے مہاجرین اور پھر انصار نے کی جب یہ مرحلہ طے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو گیا اور بیعت ہو چکی تو یہ سب مسجد نبوی میں آئے اور نبی کریم ﷺ کے امر کی بجا آوری میں مشغول ہو گئے پھر حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو یاد کیا جو سقیفہ بنی ساعدہ میں عقد بیعت کے وقت حاضر نہ تھے۔ انہیں حضرت صدیقؓ کی بیعت کیلئے بلایا اور ان لوگوں نے بیعت کی اور یہ تمام کام ایک دن میں مکمل ہوا۔ ثابت ہوا کہ ایک روز میں بیعت مکمل ہو گئی۔ اگر حضرت علیؓ حاضر نہ ہوتے یا بیعت نہ کرتے تو ان کی غیر حاضری کا ذکر ضرور کیا جاتا۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں حاضر نہ ہونے والے لوگوں کو بلوا کر ان سے صدیق اکبرؓ کی بیعت لی۔ معلوم ہوا کہ تمام لوگ شامل ہوئے کوئی باقی نہ رہا۔

اس سے قبل سطور میں حدیث گذر چکی جس میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم نے اپنی رائے سے خلیفہ مقرر کیا۔ یعنی حضرت علیؓ خود خلیفہ بنانے میں شامل تھے۔

حافظ عبدالبر لکھتے ہیں:

وروی الحسن البصری عن قیس بن عبادۃ قال قال لی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہٗ أن رسول اللہ ﷺ مرض لیالی وایا ماینادی بالصلوٰۃ فیقول مروا ابابکر یصلی بالناس فلما قبض رسول اللہ ﷺ نظرت فاذا الصلوۃ علم الاسلام وقوام الدین فرضینا لدنیانا من رضی رسول اللہ ﷺ لدیننا فبایعنا ابابکر رضی اللہ عنہٗ (الاستیعاب، ج ۲، ص ۲۵۱)

حسن بصری، قیس بن عبادہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ چند دن رات بیمار ہوئے۔ نماز کی نداء ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پس جب آپ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے سوچا کہ جس شخص کو نماز کی امامت اور دین کے ستون کیلئے پسند فرمایا گیا ہم نے اسے اپنی دنیا کیلئے پسند کر لیا اور ان کی بیعت کر لی۔

یہ قوی دلیل ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی کیونکہ "بایعنا" کا لفظ جمع کو شامل ہے جس میں خود حضرت علیؓ بھی شامل ہیں۔ اور پسند کرنے سے یہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بات بھی ثابت ہوئی کہ آپؓ نے بخوشی بیعت کی نہ کہ تقیہ (حقیقت کو چھپانا بچنے کیلئے) کیا۔ جیسا کہ روافض کا خیال ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :

فی مسند احمد بسند جید عن علی رضی اللہ عنہٗ قال قیل یا رسول اللہ من تومر بعدك قال أن تومروا ابوبکر رضی اللہ عنہٗ تجدوهٗ امینا، زاهدا فی الدنیا راغبا فی الآخرة وأن تؤمروا عمر رضی اللہ عنہٗ تجدوهٗ قویا امینا لایخاف فی اللہ لومة لائم وأن تؤمروا علی وما أراکم فاعلین تجدوهٗ ها دیا مهدیا یأخذکم الطریق المستقیم.

(الاصابة فی تمییز الصحابة، ج ۲، ص ۵۰۹، ۵۱۰)

مسند احمد میں جید سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے فرماتے ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے بعد کس کو ہمارا امیر بنایا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو امیر بنایا، تم اس کو دنیا میں امین وزاہد پاؤ گے اور آخرت میں رغبت رکھنے والا۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کو امیر بناؤ تم اس کو قوی اور امین پاؤ گے۔ اللہ کیلئے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔ اور پھر حضرت علیؓ کو امیر بنانا لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایسا نہیں کرو گے۔ تم اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ وہ تمہیں سیدھا راستہ دکھائے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے جس جید سند کا ذکر کیا ہے اس کو اب آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی حدثنا اسود بن عامر حدثنی عبدالحمید بن ابی جعفر یعنی الفراء عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن زید بن یشیع عن علی رضی اللہ عنہٗ قال قیل یا رسول اللہ ﷺ...... الی آخر الحدیث.

(مسند احمد، ج ۱، ص ۱۱۱، ۱۱۲)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسد الغابه في معرفة الصحابه میں ابن اثیر نے اس سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں :

أنبانا عبدالوهاب بن هبة الله باسناده الى عبدالله بن احمد مثلهٗ

(اسد الغابة في معرفة الصحابة، ج ٤، ص ٣٠)

اتنی قوی اسناد کے ساتھ نقل کردہ حدیث کہ جسے ابن حجر نے "جید" قرار دیا اور صاحب اسد الغابہ نے بھی اسے تخریج کیا۔ یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی کریم ﷺ سے جب امیر کا سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کے بارے میں نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو امیر بناؤ۔ معلوم ہوا کہ خلافت صدیق اکبرؓ اخبار غیبیہ سے آپ ﷺ کے علم میں تھی۔ پھر حضرت عمرؓ کو امیر قرار دیا اور ان کے بعد حضرت علیؓ کو۔ یہ خبر بھی دی کہ مجھے معلوم ہے حضرت عمرؓ کے بعد تم حضرت علیؓ کو امیر نہ بناؤ گے اور ایسا ہی ہوا۔

ابن حجر عسقلانی جیسے عظیم محدث نے اس کی سند کو جید قرار دیا اور یہ صحیح ہے جس میں کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ اور اس حدیث نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر مہر ثبت کردی کہ آپؓ بلا فصل خلیفہ ہیں اور امیر المومنین۔

گویا حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان عالی شان بیان کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی خلافت بلا فصل پر مہر ثبت کردی کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر ہی ہوں گے جن کا تم خود انتخاب کرو گے۔ اب یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ نے اپنے نبی ﷺ کے حکم کی تعمیل نہیں کی اور یہ بات آپؓ کی تنقیص شان کے مترادف ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ کی بات تسلیم نہ کریں۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اس بات کے مخاطب حضرت علیؓ نہیں۔ مگر یہ بھی مفروضہ درست نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے یہ ارشاد فرمایا۔ اس لئے حضرت علیؓ کی استثناء ناممکن ہے اور تیسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کریں

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور یہ ہی درست ہے کہ حضرت علیؓ نے بیعت کی اور فرمان عالیشان پر عمل کر کے دکھایا۔ جیسا کہ دیگر روایات اس کی مؤید ہیں اس کی تائید میں ابن اثیر نے ایک حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے روایت فرمائی۔

أنبانا يحيٰ بن محمد أنبانا الحسن بن أحمد قرأة عليه وأنا حاضر أنبأنا ابو نعيم أنبانا ابو علي بن احمد بن الحسن حدثنا عبدالله ابن محمد حدثنا ابراهيم ابن يوسف الصيرفي حدثنا ابي الصير في عن يحيٰ بن عروة المرادى قال سمعت عليا رضى الله عنهٗ يقول قبض النبيﷺ وأنا أرىٰ أني أحق بهذا الأمر فاجتمع المسلمون على ابى بكررضى الله عنهٗ فسمعت وأطعت ثم ان ابابكر أصيب فظننت انهٗ لايعد لها عنى فجعلها في عمررضى الله عنهٗ فسمعت وأطعت ثم ان عمر رضى الله عنهٗ أصيب فظننت انه لايعد لها عني فجعلها في ستة أنا أحدهم فولوها عثمان وسمعت وأطعت ثم ان عثمان قتل فجاء وافبايعوني طائعين غير مكرهين ثم خلعوا بيعتي فوالله ماوجدت الاالسيف أوالكفر بماأنزل الله عزوجل على محمدﷺ (اسد الغابة في معرفة الصحابة ، ج ٤ ، ص ٣١)

ابن اثیر اپنی سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ یحیٰ بن عروہ مرادی کہتے ہیں۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے سنا۔ وہ فرماتے تھے نبی اکرم ﷺ نے وفات پائی تو میں اپنی نظر میں اس اَمر (خلافت) کا زیادہ حقدار تھا مگر مسلمانوں کا اجماع حضرت ابوبکرؓ پر ہو گیا (صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا لیا) میں نے سنا اور حضرت ابوبکرؓ کی اطاعت کی۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو میرا خیال تھا کہ وہ خلافت مجھے سونپیں گے مگر انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ بنا دیا، میں نے مان لیا اور اطاعت کی۔ پھر جب حضرت عمر فاروقؓ کی موت کا وقت آیا تو میرا خیال تھا کہ وہ خلافت مجھے ہی دیں گے۔ جب حضرت عمرؓ نے خلافت کے استحقاق کے لئے چھ آدمی منتخب کئے تو ان میں سے ایک میں بھی تھا۔ لیکن انہوں نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنا لیا،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے تسلیم و اطاعت سے کام لیا۔ جب انہیں شہید کر دیا گیا تو لوگوں نے اپنی رضا مندی سے مجھے منتخب کیا، میری بیعت کی اور پھر میری بیعت توڑ ڈالی۔ خدا کی قسم! میرے لئے دو ہی راستے تھے یا تو جنگ کرتا یا اس چیز کا انکار کرتا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر نازل فرمائی۔

اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی ہے، اگر بیعت نہ کی ہوتی تو "اطعت" نہ فرماتے اور اطاعت، بیعت کا ہی تو دوسرا نام ہے جو کسی کی بیعت نہیں کرتا اسے مطیع کیسے کہا جا سکتا ہے **اطیعوا اللہ واطیعو الرسول** میں اطاعت کا یہی مطلب ہے کہ انہیں تسلیم کیا جائے جیسا ان کا حق ہے۔ لہذا اس حدیث شریف میں بھی اطاعت کا مطلب یہی ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی۔ معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ نے بطیب خاطر اس خلافت کو تسلیم کیا اور بیعت کی۔

دوسری بات جو روافض کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے خوشی بیعت نہیں کی بلکہ جبراً بیعت کی، حضرت علیؓ کے فرمان سے واضح ہو رہا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بلا اکراہ و جبر سب لوگوں نے خوشی سے میری بیعت کی۔ کیا حضرت علیؓ کی بات کو تسلیم نہ کیا جائے گا؟ کیا آپؓ جھوٹ بول سکتے ہیں اور بالخصوص ایسے معاملے کے متعلق جو نہائت اہم ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور جو کچھ جنگ جمل میں ہوا تمام علماء اعلام متفق ہیں کہ اس کے پیچھے سبائیوں کا ہاتھ تھا۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی خلافت کو بھی تسلیم کیا ہے۔

اگر اس کے بعد بھی حضرت علیؓ کو اپنا امام کہنے والے انکار کریں تو گویا وہ اپنے امام کی تکذیب کر رہے ہیں۔ ورنہ بیعت صدیق اکبر رضی اللہ اور ان کی خلافت کو تسلیم کرنا روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

حدثنا عبداللہ حدثنا ابوبکر ابن ابی شیبہ حدثنا ابن نمیر عن عبدالمالک بن سلع عن عبدخیر الھمدانی قال سمعت علیا رضی اللہ عنہٗ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يقول قبض الله نبيه ﷺ علي خير ماقبض عليه نبي من الانبياء عليهم السلام ثم استخلف ابوبكر رضي الله عنهُ فعمل بعمل رسول الله ﷺ و سنة نبيه و عمر رضي الله عنهُ كذالك. (مسند احمد، ج ۱،ص ۱۳۱)

عبد خیر ہمدانی فرماتے ہیں: میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو خیر پر موت عطا فرمائی سو کسی نبی کی ایسی موت نہیں ہوئی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے اور آپ نے نبی کریم ﷺ جیسا عمل کیا اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل کیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ منتخب ہوئے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ جب حضرت علیؓ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد برحق خلیفہ تھے اور آپ نے آنحضرت ﷺ کی سنت پر مکمل عمل بھی کیا تو ایسی صورت میں حضرت علیؓ کا بیعت سے انکار کرنا خلاف عقل و نقل معلوم ہوتا ہے۔ انحراف تو تب ہوتا اگر صدیق اکبرؓ نبی کریم ﷺ کے عمل کے خلاف کوئی کام کرتے۔ متبع شریعت کی بیعت سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔

وعن الحسن قال قال علي عليه السلام لماقبض رسول ﷺ نظرنا في أمرنا فوجدنا النبي صلى الله عليه وسلم قد قدم أبا بكر رضي الله عنه في الصلوة فرضينا لدنيا نامن رضي رسول الله صلى الله عليه وسلم لديننا فقد منا ابابكر رضي الله عنه (صفة الصفوة ،ج ۱ ص ۲۵۷)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت علیؓ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو ہم نے اپنے امر (یعنی خلافت) میں غور و فکر کی (کہ کون خلافت کا زیادہ حقدار ہے) پس ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ کو مقدم فرمایا ہے لہذا ہم نے اپنی دنیاوی زندگی میں بھی بطور امیر ان کو پسند کر لیا اور انہیں اس منصب میں سب سے مقدم رکھا۔

اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ نے ابوبکر صدیق کی بیعت کر لی تھی کیونکہ "فقد منا" سے خود حضرت علیؓ بھی بیعت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ اگر

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت علیؓ اس بات سے راضی نہ ہوتے تو "ھم" کا صیغہ استعمال نہ کرتے بلکہ فرماتے کہ لوگوں نے آپؓ کو منتخب کر لیا۔ مگر یہاں حدیث کے اندر جمع متکلم کے الفاظ سے پتہ چل رہا ہے کہ سب نے حضرت علیؓ سمیت حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا اور بیعت کی۔

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

وسیاق غیر واحد یدل علی اجتماع علی والزبیر رضی اللہ عنهما ومبایعتهما أبابکر رضی اللہ عنهُ خرج یوم الجمعة فقال أجمعوا الی المهاجرین والانصار فاجتمعوا. ثم أرسل الی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنهُ والنفر الذین کانوا تخلفوا معهُ فقال لهُ ماخلفك یاعلی عن أمر الناس، فقال لم خلفنی عظیم المعتبة ورأیتکم استقلیتم برأیکم فاعتذر الیه ابوبکر رضی اللہ عنهُ بخوف الفتنة لو أخر ثم أشرف علی الناس وقال ایها الناس هذا علی ابن ابی طالب لابیعة فی عنقه وهو بالخیار من أمره الا وأنتم بالخیار جمیعا فی بیعتکم فان رأیتم لها غیری فانا أول من یبایعهُ ، فلما سمع ذالك علی کرم اللہ وجههُ زال ما کان قد داخلهُ فقال اجل لانریٰ لها غیرك أمدد یدك فبایعهُ هو و النفر الذین کانوا معه فان هذا دلیل علی ان علیا رضی اللہ عنهُ بایع ابابکر بعد وفاة رسول اللہ ﷺ بثلاثة ایام. (سیرت حلبیه، ج ۳، ص ۴۸۵)

اکثر کا اسلوب کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اکٹھے ہوئے اور دونوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کی بیعت کی ہے۔ ابن حبان اور آپ کے علاوہ دیگر محدثین نے کہا کہ یہ قول صحیح ہے اور اس کی تائید بعض علماء سے ہوئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ جمعہ کے روز باہر تشریف لائے اور فرمایا: مہاجرین وانصار کو جمع کرو۔ جب جمع ہو گئے تو آپ نے حضرت علیؓ اور ان کے ساتھ پیچھے رہ جانے والے لوگوں کو آدمی بھیج کر بلوایا۔ حضرت علی تشریف لائے تو پوچھا، اے علی! تم لوگوں سے پیچھے کیوں رہ گئے تھے ؟ کہا، عظیم غضب وعتاب کی وجہ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ مجھے حقیر سمجھتے ہو۔ اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر حضرت ابو بکرؓ نے آپ سے اس بات کی معذرت کر لی۔ یہ خوف کھاتے ہوئے کہ اگر حضرت علیؓ نے بیعت میں تاخیر کی تو لوگوں میں فتنہ برپا ہوگا۔ پھر آپؓ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے لوگو! علی ابن ابی طالب کی گردن میں میری بیعت نہیں (یعنی ان پر میری بیعت کرنا لازم نہیں) وہ اس امر میں بااختیار ہیں۔ اور سنو! تم بھی اس معاملے میں آزاد ہو۔ اگر میرے سوا کسی کو اس بات کا اہل سمجھتے ہو تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اس کی بیعت کروں گا۔ جب حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کا یہ صاف کلام سماعت کیا تو دل کا غبار دور ہو گیا اور عرض کی اے ابو بکر! ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں بیعت کروں۔ پھر حضرت علیؓ اور آپ کے ہمراہ لوگوں نے بیعت کر لی۔ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت علیؓ نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے تین دن بعد بیعت کر لی تھی۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

ويدل لهذا الجمع أن في رواية اابابكر رضى الله عنهُ لما صعد المنبر ونظرفي وجوه القوم فلم يرالزبير رضى الله عنهُ فدعابهِ فجاء فقال، قلت ابن عمة رسول الله وحواريه أردت أن تشق عصا المسلمين فقال لاتثريب يا خليفة رسول اللهﷺ فقام فبايعهُ ، ثم نظرفي وجوه القوم فلم يرعليا كرم الله وجههُ فدعا بهِ فجاء فقال قلت ابن عم رسول اللهﷺ على ابنتهِ أردت أن تشق عصا المسلمين فقال لاتثريب يا خليفة رسول اللهﷺ فقام فبايعهُ. (سيرت حلبيه، ج ٣ ، ص ٤٨٥)

ويبعد هذا الجمع مافي البخارى عن عائشة رضى الله عنها فلما توفيت فاطمة رضى الله عنها التمس اى على كرم الله وجههُ مصالحة ابى بكر رضى الله عنهُ ولم يكن بايع تلك الاشهر فأرسل الى ابى بكر الحديث.

حضرت فاطمہؓ کی وفات سے قبل اور وفات کے بعد بیعت کرنے کی روایات میں تطبیق کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اولاً حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی۔ اس کے بعد جب حضرت ابو بکرؓ اور حضرت فاطمہؓ میں باغ فدک کی وراثت کا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ کھڑا ہوا تو حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے انقطاع تعلقات کر لیا۔

''اس جمع اور تطبیق پر دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت ابو بکرؓ جب منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے لوگوں کے چہروں کو دیکھا، جب حضرت زبیرؓ نظر نہ آئے تو ان کو بلوایا اور فرمایا: ''اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے! کیا تو مسلمانوں کی جماعت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہے''؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہٗ نے عرض کی، ملامت نہ فرمائیں میں فسادی نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت زبیرؓ کھڑے ہوئے اور آپ کی بیعت کر لی۔ پھر لوگوں کے چہرے دیکھے تو حضرت علیؓ نظر نہ آئے۔ فرمایا: ان کو بلاؤ، حاضر ہوئے تو فرمایا اے رسول کریم ﷺ کے چچا کے بیٹے اور آپ ﷺ کے داماد! کیا تو مسلمانوں کی جماعت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہے؟ حضرت علیؓ نے عرض کی۔ اے رسول اکرم ﷺ کے خلیفہ! مجھے ملامت نہ فرمایئے میں فساد کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی۔

اور بخاری شریف کی یہ حدیث جو بروایت عائشہؓ ہے کہ حضرت علیؓ نے وفات فاطمہؓ کے بعد بیعت کی، درست نہیں۔

بیعت علیؓ کے معاملہ میں علامہ حلبی تین دن بعد از وفات نبی اکرم ﷺ اور بمطابق دوسری روایت چھ ماہ بعد از وفات رسول اکرم ﷺ میں تطبیق کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

وقد علمت الجمع بین من بایع بعد ثلاثة ایام من موته ﷺ ومن قال لم یبایع الابعد موت فاطمة رضي الله عنها بعد ستة اشهر قال وهو انهٗ بایع اولا ثم انقطع عن ابی بکر رضی الله عنهٗ لما وقع بینهٗ وبین فاطمة رضی الله عنها ماوقع ثم بایعهٗ مبایعة اخریٰ فتوهم من ذالك من لایعرف باطن الأمر ان تخلفه انما هو لعدم رضاهٗ ببیعته مبایعة اخریٰ فتوهم من ذالك من لایعرف باطن الأمر أن تخلفه انما هو لعدم رضاهٗ ببیعته فاطلق ذالك من اطلقهٗ ومن ثم أظهر علي کرم الله وجههٗ مبایعتهٗ لأبی بکر رضی الله عنهٗ ثانیا بعد ثبوتها علي

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المنبر لإزالة هذه الشبهة. (سیرت حلبیہ، ج ۳، ص ۴۸۹)

دونوں قولوں کے درمیان مطابقت اس طرح ہے کہ اولاً حضرت علیؓ نے بیعت کی پھر جب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان فدک میں تنازعہ پیدا ہوا تو حضرت علیؓ نے انقطاع کر لیا اور حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد دوسری مرتبہ بیعت کی جو حقیقت کو نہ سمجھ سکے انہوں نے خیال کیا کہ شاید یہ انقطاع اور قطع تعلق اس لئے ہے کہ حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ پر راضی نہیں۔ جس نے ایسا سمجھا سو سمجھ لیا، مگر حضرت علیؓ نے اس خیال کی گردش کے بعد، اس شبہ کے ازالے کیلئے، بر سر منبر دوبارہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔

غور فرمائے! کیسی ایمان افروز تصریح حضرت حلبی رحمۃ اللہ عنہ نے پیش فرمائی۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ حضرت علیؓ نے وفات کے تین دن بعد حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی تھی۔ فدک کی میراث پر تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا تو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی دلجوئی کیلئے فقط قطع تعلق کر لیا تاکہ نبی کریم ﷺ کی محبوب بیٹی جو آپؓ کی چہیتی بیوی بھی ہیں، ان کی دلآزاری نہ ہو۔ کچھ لوگوں نے اس بات کو غلط رنگ میں پھیلا دیا مثلاً حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی، وہ ابوبکرؓ کی خلافت پر راضی نہیں وغیرہ وغیرہ۔ بعد از وفات حضرت فاطمہؓ، لوگوں کی اس خلش اور شبہ کو دور کرنے کیلئے علی الاعلان بر سر منبر حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کر لی تاکہ افواہوں کو مٹایا جا سکے۔

میں (راقم) کہتا ہوں جب بیعت علیؓ میں روایات صحیحہ ملتی ہیں تو ان تنازعات میں الجھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس سے قبل علامہ ابن حجر عسقلانی، ابن اثیر، حافظ عبدالبر، امام احمد اور محدث شہیر ابن جوزی علیھم الرحمۃ کی روایات آپ کی نظر سے گذری ہیں کہ حضرت علیؓ نے صدیق اکبرؓ سے بیعت کا اقرار فرمایا۔ حافظ محب طبری، تاریخ طبری اور ابن اثیر، الکامل میں واضح فرما رہے ہیں کہ حضرت علیؓ نے بیعت میں تاخیر نہیں فرمائی۔ پس ان مستند شہادتوں کی موجودگی میں حضرت علیؓ کی بیعت کو متنازعہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فیہ قرار دینا اور زیر بحث لانا کیا معنی رکھتا ہے۔

آخر میں حافظ ابن کثیرؒ کی روح پرور تصریح آپ کی نذر کرتا ہوں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے وفات پائی تو لوگ سعد بن عبادہؓ کے گھر میں اکٹھے ہوئے، ان میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ انصار کا ایک خطیب کھڑا ہوا اور کہا: تم جانتے ہو رسول اکرم ﷺ مہاجرین میں سے تھے، آپ کا خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہونا چاہیے۔ ہم رسول اکرم ﷺ کے انصار تھے لہذا ہمیں ان کے خلیفہ کی بھی یونہی مدد کرنی چاہیے۔

حضرت عمر فاروقؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے انصار! تمہارے اس قائل نے سچی بات کہی اور اگر تم نے اس کے خلاف کیا تو ہم تمہاری بیعت نہیں کریں گے۔ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا یہ تمہارے صاحب ہیں ان کی بیعت کرو۔ حضرت عمرؓ نے بیعت کی اور اس کے بعد انصار و مہاجرین نے آپؓ کی بیعت کی۔

حضرت ابو بکرؓ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قوم کے چہروں کو غور سے دیکھا اور فرمایا میں حضرت زبیر کو نہیں دیکھ رہا، وہ کہاں ہیں؟ حضرت زبیر کو بلوایا گیا تو فرمایا: اے رسول محترم ﷺ کو پھوپھی کے بیٹے! کیا مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پیدا کرنا چاہتے ہو؟ حضرت زبیرؓ نے عرض کی اے خلیفہ رسول! (ﷺ) ملامت نہ فرمائیے: میں فسادی نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کرلی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے قوم پر نظر دوڑائی تو حضرت علیؓ کو غائب پایا اور فرمایا آپؓ کو بلاؤ، آپ تشریف لائے تو ان سے کہا اے علیؓ! تم کہتے ہو کہ نبی اکرم ﷺ کے چچا کے بیٹے ہو اور ان کے داماد! کیا تم مسلمانوں کا پارہ اتحاد منتشر کرنا چاہتے ہو؟ حضرت علیؓ نے عرض کی: اے خلیفہ رسول (ﷺ) ملامت نہ فرمائیے میں ایسا نہیں ہوں۔ آپؓ نے بھی آگے بڑھ کر بیعت کرلی۔

ابو علی حافظ فرماتے ہیں میں نے محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میرے پاس مسلم بن حجاج کا ایک آدمی آیا اور اس نے مجھ سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا۔ پس میں نے اس کو یہ حدیث لکھ دی اور اس پر یہ تحریر کیا۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ "حدیث ایک اونٹ کے برابر ہے بلکہ دس ہزار درہم کی تھیلی کے برابر"
یعنی یہ حدیث نہایت قیمتی ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے حاکم اور ابو محمد بن حامد مقری سے ان دونوں نے ابو العباس محمد بن یعقوب الاصم سے، اس نے جعفر بن محمد بن شاکر سے، اس نے عفان بن مسلم سے اور اس نے وہیب سے، وہیب نے داؤد بن ھند سے، اس نے ابو نضرہ سے جبکہ ابو نضرہ نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کیا۔ مندرجہ بالا الفاظ اس روایت کے بھی ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ اس روایت میں خطیب انصار کو مخاطب کرنے والے خود حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔ اور یہ الفاظ بھی زائد ہیں کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہٗ نے حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا (باقی پہلی کی مثل ہے)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اس حدیث کی اسناد صحیح اور محفوظ ہے اور اس میں ایک فائدہ جلیلہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے وفات نبی اکرم ﷺ کے دن یا دوسرے دن بیعت کر لی اور یہی حق بات ہے پھر اس کے بعد حضرت علیؓ، حضرت ابو بکرؓ سے کسی وقت میں بھی جدا نہ ہوئے۔ (البدایہ والنھایۃ، ج ۵، ص ۲۴۹)

رسول اکرم ﷺ کی تدفین سے قبل حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے بیعت کرنے کے متعلق مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

ویزید ذالك صحة قول موسى بن عقبة في مغازيه عن سعد بن ابراهيم حدثني ابي أن اباهٗ عبدالرحمن بن عوف كان مع عمر رضي الله عنهٗ وان محمد بن مسلمة كسر سيف الزبير رضي الله عنهٗ ثم خطب ابوبكر رضي الله عنهٗ واعتذر الى الناس وقال ماكنت حريصا على الامارة يوما ولاليلة ولاسألتها في سرولا علانية، فقبل المهاجرون مقالتهٗ وقال علي والزبير رضي الله عنهما ماغضبنا الا لانا أخرنا عن المشورة واناترىٰ ان ابابكر رضي الله عنهٗ أحق الناس بها، انهٗ لصاحب الغار وانا لنعرف شرفه وخيرهٗ ولقد أمرهٗ رسول الله ﷺ أن يصلي بالناس وهوحيي، اسناد جيد. (البداية والنهاية ج ٥، ص ٢٥٠)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"نبی اکرم ﷺ کے دفن سے پہلے یہ قول زیادہ صراحت پیش کرتا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے "مغازی" میں جو قول نقل فرمایا، صحیح ہے۔

موسیٰ بن عقبہ، سعید بن ابراہیم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار توڑ دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے کہنے لگے، "لوگو! تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کبھی بھی خلافت کی خواہش نہیں کی نہ ظاہری طور پر نہ پوشیدہ"۔ مہاجرین نے آپ کی بات کو پسند کیا اور قبول کر لیا۔ پس حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اس لئے ناراض ہوئے کہ ہمیں مشورے سے موخر کیا گیا اور ہمیں معلوم ہے کہ تمام لوگوں میں سے ابوبکر، خلافت کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ وہ صاحب غار ہیں اور ہم ان کی شان و شوکت کو پہچانتے ہیں۔ تحقیق رسول اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں انہیں امامت کا فریضہ سونپا۔ معلوم ہوا کہ دونوں نے قبل از دفن رسول اکرم ﷺ بیعت کی تھی۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اس کی سند جید ہے"

حافظ ابن کثیر کی عبارت سے شکوک و شبہات کے غبار چھٹ گئے اور نزاع و اختلاف کے بادل صاف ہو گئے۔ کیونکہ آپ نے صاف لکھ دیا کہ حضرت علیؓ نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قبل از دفن بیعت کر لی تھی۔ اور یہ بیعت وفات کے پہلے دن یا دوسرے دن ہوئی، اور یہی حق بات ہے۔ معلوم ہوا اختلاف صرف عدم مشورہ کی وجہ سے تھا ورنہ ان حضرات نے خود تسلیم کیا کہ امامت و خلافت کے اصل حقدار حضرت ابوبکرؓ ہی ہیں۔ اس بات کی تائید بسند جید روایت کردہ قول سے ہوتی ہے جو موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا۔

جملہ تصریحات جو کتب معتبرہ سے لی گئی ہیں، آپ کی خدمت میں پیش کر دی گئیں۔ ان کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی باعقل و شعور مسلمان یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی ہے۔ ایک جم غفیر نے اس بات کی تائید

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی اور صراحتاً اسے بیان کیا۔ کسی ایک کے حافظہ کے کمزور ہونے کی بات تو کی جا سکتی ہے مگر مشاہیر علماء کرام کے پورے طبقہ پر اس بات کو کیسے درست تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کی افضلیت اور شرف و کمال کا اعتراف خود حضرت علیؓ نے کیا اور آپ کی بیعت کرنا بھی خود زبان علیؓ سے واضح ہے تو اس کے بعد شک کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ہمارے شیعہ حضرات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، اپنے عقیدہ کی صحت پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ امام بخاری نے یہ حدیث کتاب المغازی" میں تخریج فرمائی اور اس کے یہ الفاظ

"فالتمس مصالحة ابی بکر ومبايعتهٗ ولم یکن یبایع تلك الاشهر"

کہ حضرت ابو بکرؓ کی چھ مہینے تک حضرت علیؓ نے بیعت نہیں کی اور اس بارے میں ان کی لغو گفتگو مشہور ہے۔ اس کے جواب میں حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قال المازری، العذر لعلی فی تخلفه مع مااعتذر هو به انهٗ یکفی فی بیعة الامام أن یقع من أهل الحل والعقد ولایجب الاستیعاب ولایلزم کل احد أن یحضر عندهٗ ویضع یدهٗ فی یده بل یکفی التزام اطاعته والانقیاد لهٗ بأن لایخالفه ولایشق العصاعلیه وهذا کان حال علی رضی الله عنهٗ لم یقع عنهٗ الاالتأخر عن الحضور عند ابی بکر رضی الله عنهٗ

(فتح الباری، ج ۷، ص ۴۹۴. عمدة القاری، ج ۱۷، ص ۲۵۹)

امام مازری اس حدیث شریف کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے پیچھے رہ جانے کا جو عذر حضرت ابو بکرؓ کے سامنے پیش کیا وہ عذر ہی بیعت میں کفائت کرتا ہے (یعنی یہ عذر کرنا دراصل بیعت کرنا ہی ہے اور ہر ایک کیلئے ضروری نہیں کہ وہ حاضر ہو کر امام کے ہاتھ میں ہاتھ دے تو یہی بیعت ہے۔ بلکہ امام کی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اطاعت اور فرمانبرداری کا التزام ہی کافی ہے۔ اور یہ بات کہ وہ امام کی مخالفت نہ کرے اور اتحاد کو نقصان نہ پہنچائے اور یہی حال حضرت علیؓ کا تھا کہ سوائے تاخیر کے اور کوئی کام ایسا سرزد نہ ہوا جو امام کی مخالفت میں ہو۔

حافظ ابن حجرؒ کا یہ قول بہت قوی اور مضبوط ہے کیونکہ ماسوائے تاخیر کے اور کوئی نص ایسی نہیں جس سے ظاہر ہو کہ حضرت ابوبکرؓ کی مخالفت کی ہے۔ اور آپ کا سکوت ہی بیعت کی دلیل ہے۔ اس لئے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

وکانهم کانوایعذرونهم فی التخلف عن ابی بکرؓ فی مدة حیاة فاطمة رضی الله عنها لشغله بهاوتمریضها وتسلیتها عماهی فیه من الحزن علی ابیها ولانها لما غضبت من رد ابی بکرؓ علیها فیما سألته من المیراث رای أن یوافقها فی الانقطاع عنهٗ

(فتح الباری، ج ۷، ص ٤٩٤)

گویا حضرت علیؓ کا بیعت صدیق اکبرؓ میں پیچھے رہ جانے کو صحابہ کرامؓ معذور تصور کرتے تھے کیونکہ حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ کی خدمت میں مشغول تھے اور تیمارداری نیز وہ غم جو نبی اکرم ﷺ کی وفات کی وجہ سے ایک بیٹی کی حیثیت سے آپؓ کو پہنچا تھا اس میں تسلی کا باعث بنے ہوئے مصروف تھے اور شاید اس لئے بھی کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کے سوال کو رد کیا تو وہ خفا ہو گئیں کہ ابوبکرؓ نے میرے باپ کی میراث سے مجھے حصہ نہیں دیا۔ تو حضرت علیؓ نے خیال کیا کہ اس انقطاع اور پریشانی میں حضرت فاطمہؓ کی موافقت کی جائے تاکہ بنت رسول اکرم ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ حضرت علیؓ کو معذور تصور فرماتے تھے۔ ایک طرف آنحضرت ﷺ کے غار یار تھے تو دوسری طرف جگر کا ٹکڑا اور جنتی عورتوں کی سردار فاطمہؓ کی تسلی پیش نظر تھی۔ لہٰذا حضرت علیؓ بیعت سے مؤخر ہوئے مگر مخالفت کبھی نہ کی اور حضرت علیؓ کا یہ عذر دراصل بیعت ہی ہے۔ جیسا کہ تمام تر واقعات اور حقائق آپ کے سامنے پیش کر دیئے گئے ہیں۔

قال القرطبی من تأمل ما دار بین ابی بکر رضی الله عنهٗ وعلی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ عنہٗ من المعاتبة ومن الاعتذار وما تضمن ذالك من الانصاف عرف بعضهم كان يعترف بفضل الآخر وان قلوبهم كانت متفقة على الاحترام والمحبة وان كان الطبع البشرى قديغلب احيانا لكن الديانة ترد ذالك، واللہ الموفق، وقد تمسك الرافضة بتأخر على رضی اللہ عنہٗ عن بيعة ابی بكر رضی اللہ عنہٗ الى أن ماتت فاطمة رضی اللہ عنها وهذيا نهم فی ذالك مشهور وفی هذا الحديث مايدفع فی حجتهم وقد صحيح ابن حبان وغيره من حديث ابی سعيد الخدری وغيره ان عليا رضی اللہ عنہٗ بايع ابابكرؓ فی اولی الامر. واما ماوقع فی مسلم، عن الزهری ان رجلاً قال لهٗ لم يبايع على ابابكر رضی اللہ عنهما حتی ماتت فاطمة رضی اللہ عنها، قال، لاولا أحد من بنی هاشم، فقد ضعفهٗ البيهقی بان الزهری لم يسندهٗ وان الرواية الموصولة عن ابی سعيدأصح. (فتح الباری، ج ۷ ص ۴۹۵)

امام قرطبی فرماتے ہیں حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان باہمی ناراضگی اور اعتذار کے ضمن میں جو کچھ ہوا، جو شخص انصاف سے غور و فکر کرے گا پہچان جائے گا کہ حضرات صحابہ کرامؓ باہم ایک دوسرے کے شرف و بزرگی کے معترف تھے۔ اگرچہ بعض اوقات طبع بشری غالب آجاتی مگر دیانت و صداقت کے تقاضے چھوٹنے نہ پاتے اور وہ تمام متحد و متفق اور ایک دوسرے کیلئے محبت کے پیکر بنے رہتے۔

(ازراقم) معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ حضرات کے نزدیک دیانت نام کی کوئی چیز نہیں بلکہ انہوں نے خود اپنے ہاتھوں اس خوبی کا گلہ گھونٹ دیا ہے ورنہ بشری تقاضے کبھی کبھی آڑے آبھی جاتے ہیں مگر دیانت ان محبت و اخوت کے پیکر انسانوں کو کوئی غلط قدم اٹھانے سے روک دیتی ہے۔ تمام صحابہؓ باہمی محبت و احترام کا پیکر تھے۔ خود رب کائنات نے ارشاد فرمایا "رحماء بينهم" کہ وہ آپس میں رحیم تھے۔ اس کے باوجود اگر کوئی ان کے محابہ کے درپے ہو تو کیا دیانت کا خون کرتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھ نہیں رنگے؟ یقیناً وہ کسی جھگڑالو اور فسادی شخص کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام قرطبی کے قول کے بعد حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

شیعہ حضرات نے اس سے یہ دلیل پکڑی کہ حضرت علیؓ نے وفات فاطمہؓ تک بیعت نہیں کی۔ اس ضمن میں ان لوگوں کی فضول گوئی مشہور ہے بلکہ یہ حدیث تو ان کی دلیل بننے کی بجائے خود ان کے خلاف حجت ہے۔ حدیث ابو سعید خدریؓ وغیرہ کو ابن حبان اور دیگر علماء نے صحیح قرار دیا ہے۔ جس میں ثابت ہے کہ حضرت علیؓ نے شروع میں ہی حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی تھی اور جو مسلم شریف میں امام زہری کے حوالے سے آیا کہ حضرت علیؓ نے وفات فاطمہؓ تک بیعت میں تاخیر کی اور بیعت نہ کی۔ نہ تو حضرت علیؓ نے ایسا کیا اور نہ ہی کسی بھی بنی ہاشم کے فرد نے، امام بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا کیونکہ امام زہری نے اس کی سند نہیں بیان کی اور جو حدیث ابو سعید خدریؓ سے موصول ہے وہی صحیح ہے"۔

پتہ چلا کہ اول الأمر میں حضرت علیؓ کا بیعت کرنا روایات صحیحہ و معتبرہ سے ثابت ہے۔ اور وہ احادیث جن میں بیان کیا گیا کہ وفات فاطمہؓ تک بیعت نہیں کی، سب ضعیف ہیں جیسا کہ امام بیہقی وابن حبان اور صاحب سیرت حلبیہ وغیرہ ہم نے فرمایا ہے۔

لہٰذا تمام دلائل اور حقائق یہی بات ثابت کرتے ہیں کہ قبل از دفن نبی اکرم ﷺ حضرت علیؓ کا حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لینا ہی معتبر و مستند ہے (واللہ اعلم بالصواب)

- علامہ عبد الوھاب عبد اللطیفؒ، استاذ جامعہ ازہر جنہوں نے "صواعق محرقہؒ" لابن حجر مکی کی احادیث کی تخریج اور اس پر تعلیق فرمائی اپنی تعلیق میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

وقال الباقلانی فی التمهيد على انه لانعرف أحدا روى تأخير على والزبير رضی الله عنهما عن البيعة اياما وروى عنه فی هذه القصة رجوعهما الى بيعته ودخولهما فی صالح مادخل فيه المسلمون وانهما قالا لاتثريب يا خليفة رسول الله ﷺ ماتأخرنا عن البيعة الاانا كرهنا الاتدخل فی المشورة وقال سعد الدين التفتازانی فی شرح المقاصد اماتوقف على

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضي الله عنهُ في بيعة ابي بكرؓ فيحمل على انهُ أصابهُ الحزن والكابة بفقد رسول اللهﷺ لم يتفرغ للنظر والاجتهاد فلما نظر و ظهرلهُ الحق دخل فيما دخل فيه المسلمون، وفي مطالع الأنظار للأ صفهاني، ان عليا كان شجاعاوكان معهُ اكثر صناديد لقريش وساداتهم ولم ينازع في الخلافة وان ابابكر رضي الله عنهُ قد مانازع عليها الزبير مع شجاعته واباسفيان رئيس مكة ورأس بني امية وابوبكر رضي الله عنهُ شيخ ضعيف خاشع عديم المال، قليل الأعوان وماذالك الالانهُ كان مقدما على الصحابه رضي الله عنهم

(صواعق محرقه، ص ١٦)

باقلانی نے "تمہید" میں کہا کہ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے روایت کی ہو کہ زبیر و علی رضی اللہ عنہما نے بیعت میں تاخیر کی ہے بلکہ خود حضرت علیؓ سے اس معاملہ میں روایت ہے کہ ان دونوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی طرف رجوع کر لیا تھا اور اس نیک امر میں داخل ہو گئے جس میں تمام مسلمان آپس میں متفق تھے۔ ان دونوں حضرات نے کہا "لاتشریب یا خلیفة رسولﷺ" ہم نے بیعت میں تاخیر اس لئے کہ کہ ہمیں مشورہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ اور علامہ تفتازانی "شرح المقاصد" میں لکھتے ہیں حضرت علیؓ کے بیعت کرنے میں توقف کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ رسول اکرمﷺ کی وفات کی وجہ سے آپ حزن و ملال میں گھرے پڑے تھے سو آپؓ کو اجتہاد اور غور و خوض کا وقت نہ مل سکا۔ بعد میں جب غور و فکر کر لیا اور حق ظاہر ہو گیا تو آپ بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے جنہوں نے بیعت صدیق اکبرؓ کی تھی۔

"مطالع الانظار" میں امام اصفہانی تحریر فرماتے ہیں۔

بے شک حضرت علیؓ شجاع اور دلیر تھے اس کے باوجود انہوں نے خلافت میں ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ جھگڑا نہیں کیا اور حضرت زبیرؓ نے بھی دلیر اور نڈر ہونے کے باوجود ایسا نہیں کیا۔ ابو سفیان رئیس مکہ اور بنی امیہ کا سردار تھا جبکہ حضرت صدیق اکبرؓ بوڑھے، کمزور، خوف خدا میں لرزیدہ، قلیل مال و متاع کے مالک اور دوستوں کی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بہت کم تعداد والے تھے۔ اس کے باوجود کسی نے بھی اس معاملہ میں جھگڑا نہیں کیا کیونکہ سبھی جانتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضوان اللہ اجمعین پر مقدم ہیں۔

علامہ موصوف کی تمام تصریحات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کی بیعت اول الأمر ہوئی جو چند دن یا وفات حضرت فاطمہؓ تک اس کی تاخیر بیان کرتے ہیں، صحیح نہیں۔ ان دونوں (حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنھما) کو مشورہ میں شامل نہ کرنے کا افسوس تھا، دل کی خلش دور ہوئی تو دونوں نے بلاچون وچرا حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرلی۔

معلوم ہوا اکثرین کے نزدیک یہ بیعت رسول اللہ ﷺ کی تدفین سے پہلے ہوئی۔ وفات کے پہلے یا دوسرے دن۔ لہٰذا علمائے اعلام کی وضاحت کے بعد شیعہ حضرات کا شبہ بے سود وبے محل ہے کہ حضرت علیؓ نے وفات حضرت فاطمہؓ تک بیعت نہیں کی بلکہ ابن حجر عسقلانیؒ کی تصریح سے صاف پتہ چل گیا کہ حضرت علیؓ کا خلافت میں جھگڑا نہ کرنا اور اطاعت وفرمانبرداری سے کام لینا ہی دراصل آپؓ کی بیعت کی دلیل ہے اور صحابہ کرامؓ کا بوجوہ حضرت علیؓ کو معذور سمجھنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے بیعت صدیق اکبر سے انکار نہیں کیا بلکہ ان کا عذر درست تھا۔ لہٰذا کسی کو بھی حضرت علیؓ کی بیعت میں شک نہیں کہ وہ اول الأمر میں واقع ہوئی۔

شیعہ حضرات کے اعتراض کی ثقہ روایات کے مقابل کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی اور پھر حضرت علیؓ، جنہیں شیعہ امام تسلیم کرتے ہیں، خود ان کی زبان مبارک سے بیعت کرنا ثابت ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جسے رسول اکرم ﷺ نے ہمارے دین کیلئے پسند فرمالیا ہم اسے اپنی دنیا کیلئے منتخب کرتے ہیں "فبایعناہ" (پس ہم نے بیعت کرلی) کے الفاظ پر غور کیجئے، کیا ایسے اعتراضات خود حضرت علیؓ کے دامن صداقت پر کیچڑ اچھالنے کے مترادف نہیں۔ خدائے عزوجل ہمیں صداقت کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روافض کے ایک اعتراض کا جواب

شیعہ حضرات اپنے موقف کی تائید میں امام بخاری کی دو روایتیں پیش کرتے ہیں۔
ایک روایت آپ نے تعلیقاً درج فرمائی اور دوسری سعد بن ابراھیم بن سعد کے حوالے سے۔

ان دونوں روایتوں سے وہ ثابت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ تھے۔ شیعہ کا یہ بڑا مضبوط اعتراض تصور کیا جاتا ہے لیکن حقیقت ان کے زعم کے بر عکس ہے۔ حدیث کے ظاہر پر نظر رکھتے ہوئے وہ خلافت علیؓ کا واویلا مچا رہے ہیں مگر سیاق و سباق کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اگر انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس حدیث کا مطالعہ کرتے تو کبھی بھی خلافت علیؓ پر مصر نہ ہوتے۔

بخاری شریف کی ایک روایت جسے امام بخاری نے تعلیقاً ذکر فرمایا براء بن عازب کی حدیث کی ایک طرف ہے جسے امام بخاری نے "باب عمرة القضاء" میں مطولاً تخریج کیا اور وہ طرف یہ ہے۔

قال النبی ﷺ لعلی أنت منی وأنا منك

بخاری شریف کی دوسری حدیث جو سعد بن ابراھیم کے حوالے سے ہے یوں آئی ہے۔

عن سعد قال سمعت ابراهيم بن سعد عن ابيه قال قال النبی ﷺ لعلی أما ترضىٰ ان تكون منی بمنزلة هارون من موسیٰ۔

(بخاری شریف، مناقب علیؓ بن ابی طالب)

علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قولهٗ (انت) مبتدا ومنی خبرهٗ ومتعلق الخبر خاص و كلمه منی هذه تسمی بمن الاتصالية و معناهٗ انت متصل بی وليس المراد به اتصاله

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

من جهة النبوة بل من جهة العلم والقرب والنسب وكان أب النبی ﷺ شقیق ابی علیؓ وکذالك الكلام فی قوله وأنامنك.

"أنت" مبتدا ہے اور منی" اس کی خبر ہے اور خبر کا متعلق خاص ہے اور کلمہ منی میں "من" اتصالیہ ہے اس کا معنی یہ ہوا کہ اے علیؓ! تو میرے ساتھ متصل ہے اور یہ اتصال، جہت نبوت سے نہیں بلکہ علم، قرب اور نسب کے لحاظ سے ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت علیؓ کے باپ آپس میں سگے بھائی تھے اور یہی بات "أنامنک" میں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ "میں تجھ سے اور تو مجھ سے" میں اتصال نسب مراد ہے نہ کہ وہ جو روافض کا خیال ہے۔

دوسری حدیث کی توضیح میں فرماتے ہیں (انت منی بمنزلة هارون من موسی)

معناهٗ أنت متصل بی ونازل منی منزلة هارون من موسیٰ وفیه تشبیه ووجه التشبیه مبهم و بینة بقوله الاانهٗ لانبی بعدی یعنی اتصاله لیس من جهة النبوة فبقی الاتصال من جهة الخلافة لانها تلی النبوة فی المرتبة ثم انها تکون فی حیاته ،وبعد مماته فخرج بعد مماته لان هارون مات قبل موسیٰ علیه السلام فتبین أن یکون فی حیاته عندمسیره الی غزوة تبوك لأن هذا القول من النبی ﷺ کان مخرجهٗ الی غزوة تبوك وقد خلف علیا رضی الله عنه علی اهله وأمرهٗ بالاقامة فیهم.

(عمدة القاری، ج ١٦، ص ٢١٤)

"انت منی بمنزله هارون من موسیٰ" کا مطلب ہے کہ اے علیؓ! تو مجھ سے متصل ہے اور تیرا مقام وہی ہے جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ علیہما السلام کے بعد تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسری جگہ کہیں تشریف لے گئے۔ پس تم غزوۂ تبوک میں میرے جانے کے بعد میرے خلیفہ ہو۔ اس میں حضرت علیؓ کو تشبیہ دی گئی حضرت ہارون علیہ السلام سے اور وجہ تشبیہ مبہم (غیرواضح) ہے۔ اس کی وضاحت نبی اکرم ﷺ نے اپنے اس قول سے کی "الاانهٗ لانبی بعدی" یعنی خبردار

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پتہ چلا کہ حضرت علیؓ کا اتصال نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نبوت کی جہت سے نہیں کیونکہ کوئی نبی تو آپ ﷺ کے بعد آ نہیں سکتا۔ پس یہ اتصال خلافت کے اعتبار سے باقی رہ گیا پھر یہ خلافت آپ کی حیات میں ہو گی یا فوت ہونے کے بعد۔ آپ کی وفات کے بعد خلافت ماننا تو اس لئے خارج ہو گیا کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل وفات پا گئے تھے۔ (لہٰذا) ظاہر ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی حیات میں خلیفہ بنے اور وہ اس وقت جب غزوۂ تبوک کا موقع آیا تو اس وقت نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اہل وعیال اور مال پر اپنا خلیفہ بنا کر پیچھے چھوڑا اور قیام کا حکم ارشاد فرمایا۔

معلوم ہوا یہ حکم غزوۂ تبوک کے ساتھ متصل ہے۔ جب اس غزوے سے نبی محترم ﷺ واپس تشریف لائے تو حضرت علیؓ کی خلافت بھی ختم ہو گئی۔

دوسری جگہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قال الخطابی هذا انما قاله لعلی رضی الله عنهُ حین خرج الی تبوك ولم یستصحبه فقال أتخلفنی مع الزریة فقال أماترضی الی آخرہٖ فضرب لهُ المثل باستخلاف موسیٰ هارون علی بنی اسرائیل حین خرج الی الطور ولم یردبهٖ الخلافة بعد الموت فان المشبه به وهو هارون کانت وفاتهُ قبل وفاة موسیٰ علیه السلام وانما کان خلیفة، فی حیاته فی وقت خاص فیکن کذالك الأمر فیه من ضرب المثل بهٖ (عمدة القاری، ج ۷، ص ۲۱۸)

امام خطابی فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات اس وقت فرمائی جب آپ ﷺ غزوۂ تبوک کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت علیؓ کو ساتھ نہیں لے کر گئے تو حضرت علیؓ نے عرض کیا، کیا آپ مجھے بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا (أما ترضی...... الی آخر الحدیث) پس نبی اکرم ﷺ نے ایک مثل ارشاد فرمائی کہ تجھے خلیفہ بنانا ایسے ہی ہے جیسے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل پر خلیفہ بنانا تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کو گئے۔ اس مثال میں مشبہ بہ ہارون علیہ السلام ہیں اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے دنیا سے تشریف لے گئے اور فقط ایک خاص وقت تک حضرت موسیٰ کی زندگی میں ان کے خلیفہ رہے۔ پس چاہئے کہ اس حدیث میں بھی معاملہ اسی طرح ہو جس طرح مثال میں بیان کردہ شخص کا ہے۔ یعنی حضرت علیؓ، نبی کریم ﷺ کی غیر موجودگی میں خلیفہ رہے جیسے ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں نہ کہ اس سے مراد بعد از وفات نبی اکرم ﷺ خلافت مراد ہے ورنہ تشبیہ ختم ہو جائے گی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے ماتحت رقم فرماتے ہیں۔

واستدل بحديث الباب على استحقاق على رضى الله عنهٗ للخلافة دون غيره من الصحابة. فان هارون كان خليفة موسىٰ وأجيب بأن هارون لم يكن خليفة موسىٰ الافي حياته لابعد موته لانه مات قبل موسىٰ باتفاق. أشارالى ذالك الخطابى وقال الطيبى معنى الحديث انهٗ متصل بى نازل منى منزلة هارون من موسىٰ عليهما السلام وفيه تشبيه مبهم بينة بقوله (الاانه لانبى بعدى) فعرف أن الاتصال المذكور بينهما ليس من جهة النبوة بل من جهة مادونها وهو الخلافة ولما كان هارون المشبه به انما كان خليفة فى حياته دل ذالك على تخصيص خلافة على للنبى ﷺ بحياته (والله أعلم)

حضرت علیؓ کیلئے خلافت ثابت کرنے کیلئے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ سوائے حضرت علیؓ کے کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے آپ کو بمنزلہ ہارون قرار دیا اور ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں خلیفہ تھے نہ کہ آپ کی وفات کے بعد، کیونکہ بالاتفاق حضرت ہارون، حضرت موسیٰ علیہما السلام کی وفات سے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلے فوت ہو گئے۔ اس بات کی طرف خطابی نے اشارہ کیا جیسا کہ عمدۃ القاری کے حوالے سے مذکور ہو چکا۔ امام طیبی نے اس کا معنی یہ بیان فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے ساتھ اس طرح متصل فرمایا جس طرح ہارون، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قائم مقام تھے، اسی طرح حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے قائم مقام ہیں۔ اور تشبیہ چونکہ مبہم ہے، اس ابہام کو نبی اکرم ﷺ نے اپنے قول "الا انہٗ لانبی بعدی" کے ساتھ دور فرمایا: پس معلوم ہوا کہ دونوں کے درمیان اتصال نبوت کی جہت سے نہیں بلکہ قرب کی وجہ سے ہے۔ اور نبوت سے کم درجہ خلافت کا ہے۔ لہٰذا حضرت علیؓ خلیفہ ٹھہرے۔ جب حضرت علیؓ کو جن کے ساتھ تشبیہ دی گئی (یعنی ہارون علیہ السلام) وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں خلیفہ رہے، اسی طرح حضرت علیؓ بھی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی خلیفہ ہیں نہ کہ بعد میں۔

معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی خلافت ایک خاص وقت کیلئے تھی۔ جب نبی اکرم ﷺ غزوہ سے واپس تشریف لے آئے تو خلافت بھی ختم ہو گئی۔ جس طرح حضرت ہارون کی خلافت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور سے واپس آنے کے بعد ختم ہو گئی۔ چونکہ اس مثال میں حضرت علیؓ کو حضرت ہارون سے تشبیہ دی گئی ہے اور ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ سے چالیس سال پہلے وفات پا گئے تھے۔ لہٰذا حضرت ہارونؑ کی خلافت صرف حضرت موسیٰ کی زندگی میں ہی ثابت ہے۔ لہٰذا جب ہارونؑ کی خلافت صرف حیات موسیٰ میں ثابت ہے تو حضرت علیؓ جن کو حضرت ہارون سے تشبیہ دی گئی ان کی خلافت بھی صرف حیات نبی اکرم ﷺ میں ہی ثابت ہے نہ کہ بعد میں۔ پس اس سے بعد از وفات نبی اکرم ﷺ حضرت علیؓ کی خلافت ثابت کرنا خلاف نقل و عقل ہے۔ رب ذوالجلال فہم و ذکاء عطاء فرمائے۔ آمین۔

حافظ ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شارح مسلم شریف اس حدیث کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قال القاضی هذا الحدیث مماتعلقت به الروافض والا مامیة وسائر فرق الشیعة فی أن الخلافة کانت حقا لعلی رضی الله عنهٗ وانهٗ وصی بها، قال، ثم اختلف هولآء فکفرت الروافض سائر الصحابة فی تقدیمهم غیرهٗ وزاد بعضهم فکفر علیا رضی الله عنهٗ لانهٗ لم یقم فی طلب حقهٖ بزعمهم وهولآء أسخف مذهبا وأفسد عقلاً من أن یردقولهم أویناظروا، قال القاضیؒ ولاشك فی کفر من قال هذا لأن من کفر الامة کلها والصدد الاول فقد أبطل نقل الشریعة وهدم الاسلام امامن عداهولآء الغلاة فانهم لایسلکون هذا المسلك فاما الامامیة وبعض العتزلة فیقولون هم مخطئون فی تقدیم غیرهٗ لاکفار وبعض المعتزلة لایقول بالتخطئة لجواز تقدیم المفضول عندهم وهذا الحدیث لاحجة فیه لأحد منهم بل فیه اثبات فضیلة لعلی رضی الله عنهٗ ولاتعرض فیه لکونهٖ أفضل من غیره أومثلهٗ ولیس فیه دلالة لاستخلافه بعدهٗ لان النبیﷺ انما قال هذا لعلی رضی الله عنهٗ حین استخلفهٗ فی المدینة فی غزوة تبوك ویؤید هذاأن هارون المشبه بهٖ لم یکن خلیفة بعد موسیٰ بل توفی فی حیوة موسیٰ وقبل وفات موسیٰ بنحوار بعین سنة علی ماهوالمشهور عندأهل الأخبار والقصص قالوا انما استخلفهٗ حین ذهب لمیقات ربه للمناجات. والله أعلم

(نووی شرح مسلم، ج ۲، ص ۲۷۸)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث ان میں سے ایک ہے جس سے روافض وامامیہ اور شیعہ فرقوں نے اس بات کی دلیل پکڑی ہے کہ خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا اور وہ اس کے وصی تھے۔ پھر ان تمام فرقوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ روافض نے تمام صحابہؓ کو اس لئے کافر (نعوذ باللہ) کہا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کو مقدم کیا اور بعض روافض نے اس پر بھی زیادتی کرتے ہوئے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت علیؓ کو کافر کہہ دیا (العیاذ باللہ) کیونکہ ان کے زعم باطل میں حضرت علیؓ اپنے حق کیلئے اٹھ کھڑے نہیں ہوئے اور یہ شیعہ گروہ نہایت کمزور مذہب کے اعتبار سے اور عقلاً نہایت فاسد ہیں کہ ان کی تردید کی جائے۔ (قاضی عیاض فرماتے ہیں) جو شخص ایسے خیالات کا مالک ہو اس کے کفر میں کوئی شک نہیں کیونکہ انہوں نے صدر اول اور تمام امت کو کافر کہا۔ پس اس نے نقل شریعت کو باطل کر دیا اور اسلام کو منہدم۔ امامیہ اور بعض معتزلہ کہتے ہیں صحابہ کرامؓ، حضرت علیؓ کے علاوہ دوسرے کو مقدم کرنے میں خطاکار ہیں کافر نہیں، اور بعض معتزلہ ان کو خطاکار بھی نہیں کہتے کیونکہ مفضول کی تقدیم بھی ان کے نزدیک جائز ہے۔ اور اس حدیث میں کسی کیلئے بھی دلیل نہیں بلکہ حضرت علیؓ کی فضیلت کا اثبات ہے اور اس میں اس سے تعرض نہیں کہ حضرت علیؓ غیر سے افضل ہیں یا اس کی مثل ہیں۔ اس حدیث میں حضرت علیؓ کے خلیفہ ہونے کی بھی کوئی دلیل نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات حضرت علیؓ کو اس وقت فرمائی جب آپ کو مدینہ شریف میں اپنا خلیفہ بنا کر تبوک کی طرف تشریف لے گئے اور اس بات کی مؤید یہ دلیل ہے کہ ہارون علیہ السلام مشبہ بہ ہیں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں بنے بلکہ حضرت موسیٰ کی حیات میں ہی وفات پا گئے چالیس سال قبل۔ جیسا کہ اہل اخبار و قصص کے نزدیک مشہور ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب موسیٰ علیہ السلام مناجات کیلئے میقات کو چلے گئے۔ اس جملہ عبارت کا مفہوم یہی ہے کہ اس حدیث سے حضرت علیؓ کی خلافت بعد از وفات نبی اکرم ﷺ کسی طرح ثابت نہیں بلکہ صرف فضیلت پر دلیل ہے۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں۔

يعنی فی الآخرة وقرب المرتبة والمظاهرة به فی أمرالدين كذا قاله شارح علمائنا وليس فيه دلالة علی استخلافه بعده وخلاصة، ان الخلافة الجزئية فی حياته لاتدل علی الخلافة الكلية بعد مماته لاسيما وقد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عزل عن تلك الخلافة برجوعه ﷺ الی المدینة.

(مرقاة شرح مشکوة ج ۱۱، ص ۳۳۶)

اس حدیث سے مراد آخرت میں عظیم مرتبہ اور قرب مراد ہے اور امور دین میں اس بات کا مظاہرہ مراد ہے۔ ہمارے شارحین علماء نے اس حدیث کی اسی طرح تشریح فرمائی۔ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے میں کوئی دلالت نہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ خلافت جزئیہ بعد از وفات، حضرت علیؓ کی خلافت کلیہ پر دلیل نہیں ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ خود نبی کریم ﷺ نے مدینہ شریف واپس آکر حضرت علیؓ کو اس منصب سے معزول فرمادیا تھا۔

لہٰذا اس حدیث سے روافض کیلئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے واپس آنے کے بعد ہارون علیہ السلام خلافت سے معزول ہو گئے اسی طرح حضرت علیؓ، نبی اکرم ﷺ کی واپسی کے بعد خلیفہ نہ رہے۔ پس یہ خلافت جزئیہ تھی جو کچھ وقت کیلئے تھی اس سے خلافت کلیہ پر دلیل نہیں بنائی جاسکتی۔

ترمذی شریف میں عمران بن حصین سے ایک حدیث مروی ہے جس کی اصل بخاری میں ہے جسے امام بخاری نے تعلیقاً روایت فرمایا ہے اور یہ حدیث براء بن عازب کا ایک حصہ ہے جس کو امام بخاری نے "عمرة القضا" میں روایت فرمایا۔ ترمذی شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

"عن عمران بن حصین ان رسول اللہ ﷺ قال ان علیا منی وانا منہٗ وھو ولی کل مومن"

اس حدیث کے تحت علامہ ملا علی قاری نے نہایت نفیس تحقیق ارقام فرمائی اصل عبارت کو بخوف طوالت میں نے ترک کر دیا ہے ورنہ کتاب زیر مطالعہ ہے۔ یہاں فقط اس کا خلاصہ عرض کرنا چاہتا ہوں اگرچہ علماء سے یہ مخفی نہیں، عوام تک پہنچانا مقصود ہے تاکہ شیعہ حضرات کے اوہام باطلہ کی تردید ہو سکے۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ ملا علی فرماتے ہیں۔

حضرت رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ "علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں" اس سے مراد باعتبار نسب و مصاھرت اور مسابقت و محبت اور دیگر فضائل ہیں نہ کہ محض قرابت میں، ورنہ ان کے علاوہ بھی آپ ﷺ کی قرابت میں شریک ہیں۔ اور آقا ﷺ کا فرمان (وھو ولی کل مومن) یعنی حضرت علیؓ ہر مومن کے حبیب ہیں۔ اس سے مراد...... جیسا کہ ابن مالک نے فرمایا...... کہ حضرت علیؓ ہر مومن کے ناصر و مددگار اور امور کے متولی ہیں۔ امام طیبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ رب عزوجل کے اس قول "انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون" کی طرف اشارہ ہے۔ صاحب کشاف لفظ "قیل" سے فرماتے ہیں یہ آیہ کریمہ حضرت علیؓ کے حق میں نازل ہوئی۔ فرماتے ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ اس آیۂ کریمہ کا حضرت علیؓ کے حق میں نازل ہونا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ لفظ جمع ہے۔ امام زمخشری فرماتے ہیں میں کہتا ہوں لفظ جمع لوگوں کو ترغیب دینے کیلئے لایا گیا ہے یعنی جن لوگوں نے علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی مثل عمل کیا وہ بھی مثل حضرت علیؓ ثواب کے مستحق ٹھہریں گے۔ اور اس بات پر تنبیہ ہے کہ مومن کی جبلت، عادت اور طبیعت کا لازمی حصہ ہے کہ وہ بر و احسان کی نہایت پر ہو۔ امام بیضاوی فرماتے ہیں اللہ عزوجل کا قول (وھم راکعون) یعنی اپنی نمازوں اور زکوٰۃ میں خشوع اختیار کرنے والے اور بعض نے کہا "راکعون" حال مخصوص ہے "یوتون" سے، یعنی وہ لوگ زکوۃ ایسے حال میں دیتے ہیں کہ رکوع کرنے والے یعنی نماز ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ آئتہ کریمہ حضرت علیؓ کے حق میں نازل ہوئی جس وقت سوال کرنے والے نے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے پوچھا تو وہ حالت نماز میں رکوع میں تھے تو آپ نے سائل کی طرف اپنی انگوٹھی پھینک دی۔ (انتھی)

اس حدیث کو ابن جریر و ابن حاتم اور ابن مردویہ نے بروایات مختلفہ روایت کیا

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور شیعہ حضرات نے اس حدیث سے اپنے زعم باطل وفاسد میں امامت حضرت علیؓ پر دلیل اخذ کرتے ہوئے کہا کہ "ولی" سے مراد وہ شخص ہے جو امور کا متولی ہو اور لوگوں میں تصرف کا استحقاق رکھتا ہو۔ اس لئے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد امامت کا استحقاق حضرت علیؓ کیلئے ہے۔

اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب کافروں سے موالات کی نہی فرمائی اور اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو موالات کے حقدار ہیں اور اسی لئے یہ نہیں کہا (اَولیاء کم) بلکہ (ولیکم) فرمایا تاکہ تنبیہ ہو جائے کہ اصل ولایت اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی ہے اور مومنین کی ان کی اتباع میں یعنی بالتبع، اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ واحد پر جمع کا محمول خلاف ظاہر ہے۔ سید معین الدین صفوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ما قبل آیۂ کریمہ باآواز بلند نداء کر رہی ہے کہ ولایت سے مراد متولی للأمور اور مستحق للتصرف مراد نہیں جیسا کہ شیعہ کا وھم باطل ہے بلکہ لفظ جمع کے ساتھ عزوجل کا ذکر کرنا، صدقات پر لوگوں کو جلدی کرنے پر برانگیختہ کرنا اور ترغیب دینا ہے۔ اور اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو صدقہ دینے میں جلدی کرتا ہے۔ پس اس آیۂ کریمہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کی امامت کی دلیل اخذ کرنا جائز نہیں۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حاصل یہ ہے کہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہے نہ کہ خصوص سبب کے ساتھ اور کیوں ہو کہ اللہ عزوجل کے فرمان میں لفظ بصیغہ جمع ہے۔ اور حضرت علیؓ کا اس میں داخل ہونا اولیت کی بنا پر تو ہو سکتا ہے لیکن حقیقتاً یہ امر ذات علیؓ میں محصور ہو، ممکن نہیں۔

معلوم ہوا کہ اس آیۂ کریمہ سے حضرت علیؓ کی خلافت کا استدلال غلط ہے جیسا کہ مخالفین نے اس آئیہ کو امامت علیؓ پر نص قرار دیا ہے۔ (واللہ اعلم)

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روافض کا ایک اور اعتراض......اور جواب

امام احمد اور ترمذی نے حضرت زید بن ارقم سے ایک حدیث روایت کی وہ مندرجہ ذیل ہے۔

عن زید بن أرقم رضی اللہ عنہُ ان النبی ﷺ قال من کنت مولاہُ فعلی مولاہُ

قاضی عیاض کی کتاب "شرح المصابیح" میں ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، وہ ہی متصرف ہیں۔ کہتے ہیں حدیث کا معنی یہ ہے کہ ہر وہ امر جس میں نبی اکرم ﷺ کا استحقاق تصرف ہے ان امور میں حضرت علیؓ بھی تصرف کے مستحق ہیں اور اسی طرح مومنین کے امور ہیں، لہٰذا حضرت علیؓ مومنین کے امام ہیں۔ شیعہ کے نزدیک حضرت علیؓ کی امامت پر یہ حدیث قوی دلیل ہے۔

میں مختلف کتب کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو جواب ملا علی قاری نے دیا ہے اس سے بہتر جواب اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ آپ فرماتے ہیں :

تمسك الشيعة انهُ من النص المصرح بخلافة علی رضی اللہ عنهُ حيث قالوا معنى المولىٰ الاولىٰ بالامامة والالما احتاج الى جمعهم كذالك وهذه من أقوىٰ شبههم ودفعها علماء اهل السنة بأن المولىٰ بمعنى المحبوب وهو كرم الله وجههُ سيدنا وحبيبنا ولهٗ معان آخر ومنه الناصر وأمثالهٗ فخرج عن كونهٖ نصا فضلاً عن ان يكون صريحاً ولوسلم انهٗ بعمنى الاولىٰ بالامامة فالمرادبهٖ المآل والا أن يكون هوالامام مع وجوده عليه السلام فتعين أن يكون المقصود منه حين يوجد عقد البيعة لهٗ فلاينافيه تقديم الآئمة الثلاثة عليه لانعقاد الإجماع من يعتدبهٖ حتى من علی رضی اللہ عنهُ ثم سكوته عن الاحتجاج به الى ايام خلافته قاض من لهٗ أدنى مسكة بأنهٗ علم منهُ انهٗ لانص فيه على خلافتهٖ عقب وفاتهٖ صلى الله عليه وسلم مع ان عليا رضى

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ عنہٗ صرح نفسہٗ بانہٗ صلی اللہ علیہ وسلم لم ینص علیہ ولاعلی غیرہٖ ثم هذا الحديث مع كونه آحاد اختلف في صحته فكيف ساغ للشيعة أن يخالفوا ما اتفقوا عليه من اشتراط التواتر في احاديث الامامة ماهذا الاتناقض صريح وتعارض قبيح.

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج ۱۱، ص ۳۴۹)

شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ یہ حدیث ان نصوص میں سے ایک نص ہے جو حضرت علیؓ کی خلافت کی تصریح کرنے والی ہیں۔ شیعوں نے کہا کہ "مولیٰ" کا معنی اولیٰ للامامت (یعنی علیؓ امامت کیلئے بہتر ہیں) ہے۔ اگر یہ معنی نہ ہو تا توان کو جمع کرنے کی طرف اس طرح احتیاج نہ ہوتی یعنی (من کنت مولاہٗ فعلی مولاہ)

شیعہ حضرات کا یہ نہایت قوی اعتراض اور شبہ ہے اور علمائے اہل سنت نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مولیٰ بمعنی محبوب ہے اور حضرت علیؓ ہمارے سردار اور حبیب ہیں۔ لفظ مولیٰ کے اس کے علاوہ بھی معانی ہیں۔ ان میں سے ایک معنی ناصر بھی ہے اور اسی طرح دیگر معانی بھی۔ پس جب اس کے دیگر معانی بھی ہیں تو یہ لفظ حضرت علیؓ کی امامت کے لئے نص نہ ہوا چہ جائیکہ تصریح ٹھہرے۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ ہے تو اس سے مراد مآل ہے یعنی جب خلافت ملے گی ورنہ لازم آئے گا نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں حضرت علیؓ امام ہیں۔ پس اس قول سے مقصود یہ ہوگا جب حضرت علیؓ کی بیعت کا عقد ہوگا تو وہ اولیٰ بالامامت ہوں گے۔ یہ بات اس کے منافی نہیں کہ آئمہ ثلاثہ حضرت علیؓ سے مقدم ہیں اس لئے کہ ان کی امامت وخلافت پر اجماع منعقد ہوا یہاں تک حضرت علیؓ سے بھی یہ اجماع ثابت ہے۔ پھر ایام خلافت تک حضرت علیؓ کا سکوت اختیار کرنا اور احتجاج نہ کرنا بھی اس کی دلیل ہے۔ جو اصول حدیث سے تھوڑا سا بھی تعلق رکھتا ہے جانتا ہے کہ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد خلافت حضرت علیؓ پر نص نہیں۔ خود حضرت علیؓ نے صراحت فرمائی کہ جب نبی اکرم ﷺ فوت ہوئے تو کسی کی خلافت کا تعین نہیں فرمایا۔ اس کے علاوہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ حدیث آحاد ہونے کے ساتھ ساتھ، اس کی صحت میں بھی اختلاف ہے۔ پھر شیعہ حضرات کیلئے کیسے جائز ہے کہ جس حدیث سے امامت کیلئے حجت پکڑنا ہو اس کیلئے متواتر ہونا شرط قرار دیتے ہیں اور اس کی تو صحت بھی مختلف فیہ ہے، یہ حدیث کیسے ان کیلئے حجت بن سکتی ہے۔ کیا یہ صریح تضاد اور تعارض نہیں؟

یہ تعارض اور تضاد اس لئے کہ ایک طرف آحاد حدیث ہے اور دوسری طرف صحیح و متواتر۔ شیعہ حضرات حدیث آحاد پر عمل کرتے ہیں اور وہ احادیث جو ان کے نزدیک بھی متواتر کا درجہ رکھتی ہیں ان سے انکاری ہیں اور یہی ان کی غلطی ہے۔ اس ضمن میں میں نے تقریباً 15 احادیث اور متعدد اقوال علمائے عظام پیش کئے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ "کیا حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی تھی" جب خود حضرت علیؓ بار بار فرما رہے ہیں کہ خلافت باجماع صحابہؓ منعقد ہوئی تو شیعہ حضرات کو اپنے امام کا ہی قول تسلیم کر لینا چاہیے نہ کہ صرف ایک حدیث کو مد نظر رکھ کر اپنے امام کی باقی تمام روایات کا مذاق اڑائیں۔ یہ دیانتداری نہیں بلکہ اپنے امام کے ساتھ اور ان کے کلام سے غداری کا ارتکاب ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت بلا فصل، اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی، اس پر روایت کردہ احادیث و اقوال مستند اور تحقیق شدہ ہیں اور علمائے امت کے نزدیک مسلم ہیں۔

وقال الطيبي لايستقيم أن تحمل الولاية على الامامة التي هي التصرف في أمور المؤمنين لأن المتصرف المستقل في حياته ﷺ هو هولا غيره فيجب ان يحمل على المحبة وولاء الاسلام ونحوهما.

امام طیبی فرماتے ہیں یہ بات درست نہیں کہ ولایت کو اس امامت پر محمول کیا جائے جس سے مومنین میں تصرف جائز ہو۔ اس لئے کہ متصرف مستقل نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ ﷺ خود ہی ہیں نہ کہ کوئی اور۔ پھر ضروری ہے کہ ولایت کو محبت اور اسلام کی ولایت پر محمول کیا جائے وغیرہ۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"من کنت مولاہٗ فعلی مولاہٗ" بعض کے نزدیک اس کا معنی ہے جس کو میں دوست رکھتا ہوں علیؓ بھی اس کو دوست رکھتا ہے۔ یہ ولی سے مشتق ہے اور دشمن کی ضد۔ یعنی جو میرا دوست ہے وہی علیؓ کا دوست ہے۔ نہایہ میں ہے لفظ مولیٰ کثیر جماعت پر بولا گیا ہے یعنی اس کے معانی بے شمار ہیں۔ مثلاً مالک، سردار، غلام آزاد کرنے والا، آزاد شدہ، انعام دینے والا، ساتھی، حلیف، پڑوسی، مہمان، شریک، بیٹا، چچا کا بیٹا، بھانجا، چچا، داماد، رشتہ دار، ولی، تابع۔ اور مولیٰ کی جمع موالی ہے۔ یہ معنی ایسے ہیں کہ ان میں سے اکثر احادیث میں استعمال ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر معنی کو اس کے مقتضاء پر محمول کیا جائے گا۔ اور "من کنت مولاہ" میں مولیٰ سے مراد بھی انہی معانی میں سے اکثر ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک اس سے مراد ولائے اسلام ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا "ذالك بان الله مولیٰ الذین آمنوا وأن الکافرین لامولیٰ لھم" اور حضرت عمرؓ کا حضرت علیؓ کو کہنا کہ اے علیؓ! تم ہر مومن کے مولیٰ بن گئے ہو یعنی ولی بن گئے ہو"۔

ان تمام تصریحات کا مفہوم یہی ہے کہ اسی حدیث اور اس سے ماقبل احادیث سے حضرت علیؓ کی امامت ثابت نہیں ہوتی اور نہ وصی آپ کا وحی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اگر شیعہ کے زعم باطل کے مطابق مولیٰ کا معنی متصرف تسلیم کر لیا جائے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں وہ امام تھے اور ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ سرکار دوعالم ﷺ اپنی حیات طیبہ میں مستقل متصرف فی الامور تھے اور ان کے بعد اجماع صحابہ سے صدیق اکبرؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور اس اجماع میں خود حضرت علیؓ شامل تھے نہ مانیں تو تکذیب علیؓ لازم آئے گی۔

کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی خلافت کا انکار کفر ہے؟

جیسا کہ تفسیر قرطبی کے حوالے سے مذکور ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا انکار امام قرطبی کے نزدیک (ولاظهر تكفيره) یعنی اس کے انکاری کو کافر

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہنا زیادہ اظہر ہے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر نہایت مفصل گفتگو فرمائی، جو پیش خدمت ہے۔

المنقول عن العلماء فمذهب ابی حنيفة رضی الله عنهٗ أن من أنكر خلافة الصديق و عمر رضی الله عنهما فهو كافر علی خلاف حكاه بعضهم وقال الصحيح انهٗ كافر والمسئلة مذكورة فی كتبهم.

علما سے جو کچھ منقول ہے اس کے مطابق امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جس نے شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کیا وہ کافر ہے۔ اگرچہ بعض نے امام صاحب کا مذہب اس کے خلاف بھی بیان فرمایا مگر صحیح یہی ہے کہ وہ کافر ہے۔ اسی طرح "الغایۃ" للسروجی اور فتاوی ظہیریہ میں آیا ہے۔

وفی الفتاوی البديعية فانهٗ قسم الرافضة الی كفار وغيرهم وفی المحيط ان محمدا لايجوز الصلوة خلف الرافضة ثم قال لانهم أنكروا خلافة ابی بكر رضی الله عنهٗ فهوكافر وفی تتمة الفتاوی والرافضی المتغالی الذی ينكر خلافة ابی بكر رضی الله عنهٗ يعنی لايجوز الصلوة خلفهٗ وفی المرغينانی وتكره الصلوة خلف صاحب هویٰ أوبدعة ولاتجوز الصلوة خلف الرافضی ثم قال وحاصلهٗ ان كان هوی يكفربه لايجوز والايجوز ويكره . وفی شرح المختار وسب احد من الصحابة وبغضه لايكون كفرا لكن يضلل فان عليا رضی الله عنهٗ لم يكفر شاتمه، وفی الفتاوی البديعية من أنكر امامة ابی بكر رضی الله عنهٗ فهو كافر وقال بعضهم هومبتدع والصحيح انه كافر وكذالك من أنكر خلافة عمر رضی الله عنهٗ فی أصح الاقوال ولم يتعرض أكثرهم للكلام علی ذالك.

فتاوی بدیعیہ میں ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے رافضہ کی تقسیم فرمائی۔ ایک وہ جو کفر کے مرتکب ہیں اور دوسرے غیر کافر۔ اور "محیط" میں ہے کہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام محمد بن حسن شیبانیؒ رافضیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے خلافت ابو بکرؓ کا انکار کیا لہذا کافر ہیں "تتمہ الفتاوی" میں ہے کہ رافضی متغالی (شدت پسند) جو خلافت صدیق اکبرؓ کا انکار کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اور مرغینانی میں ہے کہ اہل ھویٰ (خواہش نفس کی پیروی کرنے والا) اور بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور رافضی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ پھر فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والا، کفر تک جا پہنچتا ہے تو نماز جائز نہیں ورنہ مکروہ ہے۔ "شرح المختار" میں ہے صحابہؓ میں سے کسی ایک کو گالی دینا اور ان سے بغض کا انکار کرنے والا کافر نہیں لیکن گمراہ ضرور ہے کیونکہ حضرت علیؓ نے اپنے شاتم کو کافر نہیں کہا۔ اور فتاویٰ بدیعیہ میں ہے جس نے امامت ابو بکر صدیقؓ کا انکار کیا، وہ کافر ہے اور بعض نے کہا کہ مبتدع ہے اور صحیح یہی ہے کہ وہ کافر ہے اور اسی طرح جس نے خلافت حضرت عمرؓ کا انکار کیا اصح قول میں وہ کافر ہے اور احناف کے اکثر اس پر کلام کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

واصحابنا الشافعيون فقدقال القاضي حُسين في تعليقه من سب النبي ﷺ يكفر بذالك ومن سب صحابيا فسق وأمامن سب الشيخين والختنين ففيه وجهان أحدهما يكفر لأن الامة أجمعت على امامتهم والثاني يفسق ولايكفر ولاخلاف أن من لايحكم بكفره من اهل الأهواء لايقطع بتخليده في النار.

اصحاب شوافع کے نزدیک اس کا کیا حکم ہے؟

قاضی حسین اپنی تعلیق میں فرماتے ہیں۔ جس نے نبی اکرم ﷺ کو گالی دی اس سبب سے وہ کافر ہو گیا اور اگر صحابہ کرامؓ کو گالی دے تو فاسق ہو جائے گا۔ اور جو شخص چار یاروں کو گالی دے اس میں دو قول ہیں۔ ایک وجہ کے مطابق وہ کافر ہو جاتا ہے، اس لئے کہ ان کی امامت پر امت کا اجماع ہے اور دوسرے قول کے مطابق وہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاسق ٹھہرتا ہے، کافر نہیں۔ اہل اھواء (اپنی خواہشات پر عمل کرنے والے) جن پر کفر کا حکم نہیں لگایا گیا وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔

ومشهور مذهب مالك فيه الاجتهاد والادب الموجع، قال مالك رحمة الله من شتم النبي ﷺ قتل وان شتم الصحابة أدب وقال ايضا من شتم من الصحاب، ابابكر أوعمرأو عثمان أومعاوية أو عمرو بن العاص فان كانوا على ضلال أو كفر قتل وان شتم هم بغير هذا من مشاتمة الناس نكل نكالا شديداً وحكى ابن زيد عن سحنون من قال في ابى بكر و عمر و عثمان وعلى رضى الله عنهم انهم كآنوا على ضلال وكفر قتل ومن شتم غير هم من الصحابة بمثل هذا نكل النكال الشديد وقتل من كفر الاربعة ظاهر لانه خلاف اجماع الامة الاالغلاة من الروافض. فلوكفر ثلاثة ولم يكفر عليا رضى الله عنه لم يصرح سحنون فيه بشئى وكلام مالك المتقدم أصرح فيه . وروىٰ عن مالك رحمة الله عليه من سب ابابكر رضى الله عنه جلد ومن سب عائشة رضى الله عنها قتل

اس میں مشہور مذہب امام مالکؒ کا ہے کہ کوشش کی جائے اور دردناک ادب سکھایا جائے۔ امام مالک فرماتے ہیں جس نے نبی اکرم ﷺ کو گالی دی (نعوذباللہ) اس کو قتل کیا جائے اور جس نے صحابہ کو گالی دی اسے ادب سکھایا جائے۔ اور امام مالک نے اس طرح بھی فرمایا ہے جو شخص اصحاب نبی ﷺ کو گالی دے ان میں سے کسی کو بھی، ابو بکر ہوں، عمر ہوں یا عثمان و معاویہ وغیرہ رضی اللہ عنھم اگر اس نے کہا کہ وہ گمراہی پر تھے تو اس شخص کو قتل کیا جائے گا۔ اگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ عام لوگ جس طرح ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں اس طرح گالی دی تو اسے سخت ترین سزا دی جائے گی۔

ابن زید نے سحنون سے بیان کیا کہ جو شخص ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنھم کے متعلق یہ کہے کہ وہ گمراہ تھے یا کفر پر تھے۔ اسے قتل کیا جائے اور جو شخص ان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے علاوہ دیگر صحابہؓ کے متعلق اس طرح کہے اسے شدید ترین سزا دی جائے۔ (امام سحنون کا کلام ختم ہوا) جس نے اصحاب اربعہ کو کافر کہا اس کا قتل تو ظاہر ہے کیونکہ اس نے اجماع امت کے خلاف کیا سوائے غالی رافضیوں کے، اگر اس شخص نے تین اصحاب کو کافر کہا اور حضرت علیؓ کو ایسا نہیں کہا تو امام سحنون نے اس میں کچھ وضاحت نہیں فرمائی۔ اور کلام امام مالک جو اس سے پہلے گزر چکا، واضح ہے یعنی جو ان حضرات کو ضلال و کفر پر سمجھے اسے قتل کیا جائے اور جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو شتم کرے اسے قتل کیا جائے، اور یہی صحیح ہے۔ ہشام ابن عمار فرماتے ہیں میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں جس نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سب و شتم کیا اسے قتل کیا جائے اور ایسے ہی حضرت عائشہ کو سب و شتم کرنے والا بھی قابل قتل ٹھہرے گا۔

اس لئے کہ حضرت عائشہؓ کے حق میں عزوجل نے ارشاد فرمایا (يعظكم الله ان تعودوا لمثله أبدا ان كنتم مومنين) پس جو شخص حضرت عائشہؓ پر تہمت دھرے اس نے قرآن پاک کی مخالفت کی اور جو قرآن پاک کی مخالفت کرے، واجب القتل ہے۔ امام ابن خضر فرماتے ہیں یہ قول صحیح ہے۔

وقال احمد بن حنبل رحمة الله عليه فيمن سب الصحابة أما القتل فأجبن عنه لكن أضربهُ ضرباً نكالاً وقال ابويعلىٰ الحنبلي الذى عليه الفقهاء في سب الصحابة ان كان مستحلا لذلك كفر وان لم يكن مستحلا فسق ولم يكفر قال وقد قطع طائفة من الفقهاء من اهل الكوفة وغيرهم بقتل من سب الصحابة وكفر الرافضة وقال محمد بن يوسف الفريابي وسئل عمن شتم أبابكر رضى الله عنه قال كافر قيل يصلى عليه ، قال، لا، وممن كفر الرافضة احمد بن يونس وابوبكر بن هانى وقالا لاتوكل ذبائحهم لانهم مرتدون وقال عبدالله بن ادريس أحدآئمة الكوفة ليس للرافضى شفعة لانهُ لاشفعة الالمسلم وقال أحمد في رواية ابى طالب شتم عثمان زندقة وأجمع القائلون

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعدم تکفیر من سب الصحابة علی انھم فساق وممن قال بوجوب القتل علی من سب ابابکر و عمر رضی اللہ عنھما عبدالرحمن بن انبری الصحابی رضی اللہ عنہٗ وعن عمربن الخطاب رضی اللہ عنہ انہٗ قطع لسان عبید اللہ بن عمر اذشتم مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہٗ فکلم فی ذالک فقال دعونی اقطع لسانہ حتی لایشتم أحدا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

"جس شخص نے صحابہ کرامؓ پر سب وشتم کیا اس کے متعلق امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ قتل تو نہیں البتہ اسے سخت مار ماروں گا۔ ابو یعلیٰ حنبلی کہتے ہیں صحابہؓ پر سب وشتم کے بارے میں ہمارے فقہاء اس بات پر ہیں، اگر وہ اسے حلال سمجھتا ہے تو کافر ہے اور اگر حلال نہیں سمجھتا تو فاسق ہے اور اس نے کفر نہیں کیا۔ اہل کوفہ اور ان کے علاوہ فقہاء کے ایک گروہ نے بالقطع فرمایا کہ جو شخص صحابہ کرامؓ پر سب وشتم کرے اسے قتل کیا جائے اور رافضی کافر ہیں۔

محمد بن یوسف فریابی فرماتے ہیں ایسے شخص کا جواب دیتے ہوئے، جس نے حضرت ابو بکر پر سب وشتم کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا، وہ کافر ہے۔ پھر آپ سے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا، اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

اور جنہوں نے رافضیوں کو کافر کہا وہ احمد بن یونس اور ابو بکر بن ہانی ہیں۔ دونوں فرماتے ہیں: رافضیوں کا ذبح کیا ہوا نہ کھایا جائے کیونکہ وہ مرتد ہیں۔ آئمہ کوفہ میں سے ایک امام، عبداللہ ادریس فرماتے ہیں رافضی کیلئے شفعہ نہیں کیونکہ شفعہ صرف مسلمان کیلئے ہے۔ ابو طالب کی ایک روایت میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عثمانؓ کو سب وشتم کرنے والا زندیق ہے اور صحابہ کرام کو سب وشتم کرنے والے پر کفر کا فتویٰ نہ لگانا ہی متفقہ فیصلہ ہے اور اس کا فاسق ہونا اس گروہ کے نزدیک مسلمہ ہے۔ جس شخص نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما کو گالی دی، وہ واجب القتل

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت عمر بن خطابؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے عبید اللہ بن عمر کی زبان کاٹ دی تھی جب اس نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا مجھے اس کی زبان کاٹ دینے دو یہاں تک کہ کسی صحابی رسول ﷺ کو گالی نہ دے۔

واحتج المكفرون للشيعة والخوارج بتكفير هم أعلام الصحابة رضى الله عنهم وتكذيب النبى ﷺ فى قطعه لهم بالجنة وهواحتجاج صحيح فيمن ثبت عليه تكفير هولآء ومران آئمة الحنفية كفروا من أنكر خلافة ابى بكر و عمر رضى الله عنهما والمسئلة فى الغاية وغير هما من كتبهم كما مرو فى الاصل محمد بن الحسن رحمة الله عليه والظاهر أنهم أخذوا ذلك عن امامهم أبى حنيفة رحمة الله عليه وهوأعلم بالروافض لانه كوفى والكوفة منبع الرفضة والروافض طوائف منهم من يجب تكفيرهُ ومنهم من لايجب تكفيرهُ فاذاقال ابو حنيفة بعكفير من ينكرأمامة ابى بكرؓ فتكفيرهُ لاعنهُ عندهُ أولىٰ اى الا أن يفرق اذا الظاهر أسبب تكفير منكر امامة مخالفتهُ للإجماع بناء على أن حاجدالحكم المجمع عليه كافر وهوالمشهور عن الاصوليين وامامته، رضى الله عنهم مجمع عليها من حين بايعه عمر رضى الله عنهُ ولايمنع من ذالك تأخير بيعة بعض الصحابة فان الذين تأخرت بيعتهم لم يكونوامخالفين فى صحة امامته ولهذا كانوا يأخذون عطاء هُ ويتحاكمون اليه فالبيعة شئى والاجماع شئى ولايلزم من أحدهما الآخرولامن عدم أحدهما عدم الآخر فافهم ذالك فانه قديغلط فيه (فان قلت) شرط الكفر بانكار المجمع عليه أن يعلم من الدين بالضرورة . (قلت) وخلافة الصديق كذالك لان بيعة الصحابة لهُ ثبتت بالتواتر المنتهى الى حد الضرورة فصارت كا لمجمع عليه بالضرورة وهذالاشك فيه

(صواعق محرقه، ص ۲۵۷)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیعہ اور خوارج کو کافر کہنے والوں کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اعلام صحابہؓ کی تکفیر کی اور نبی اکرم ﷺ کی تکذیب کی کیونکہ آپ ﷺ نے بالیقین ان کو جنت کی بشارت دی اور یہ حجت پکڑنا، اس شخص کے حق میں جس کی تکفیر ثابت ہو جائے صحیح ہے اور اس سے قبل گذر چکا کہ آئمہ حنفیہ کے نزدیک ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما کی خلافت کا انکار کفر ہے۔ اور یہ مسئلہ بالتفصیل ان (حنفیہ) کی کتابوں میں موجود ہے جیسے الغایہ للسروجی اور دیگر۔ اصل میں یہ مسئلہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے اور ظاہر ہے انہوں نے امام ابو حنیفہ سے اَخذ کیا ہے۔ اور امام صاحب روافض کو اچھی طرح جانتے تھے کیونکہ کوفہ روافض کا منبع ہے۔ روافض میں سے کچھ گروہ ایسے ہیں جن کی تکفیر واجب ہے اور کچھ ایسے کہ ان کی تکفیر وجوب تک نہ پہنچی۔ جب امام صاحب خلافت ابوبکرؓ کے انکار کرنے والوں کی تکفیر فرماتے ہیں تو یہ تکفیر ان کے حق میں ہے جنہوں نے امامت ابوبکرؓ کا انکار کیا نہ کہ سارے روافض۔ بہتر یہی ہے کہ تفریق کی جائے۔ یعنی جو خلافت و امامت صدیق اکبرؓ کے منکر ہیں ان پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے نہ کہ سب پر۔ اور ظاہر ہے امامت صدیق اکبرؓ کا انکار، اجماع کی مخالفت ہے کیونکہ مجمع علیہ حکم کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ اسی بناء پر منکر امامت صدیق اکبرؓ پر کفر کا فتویٰ عائد کیا گیا ہے اور علمائے اصولیین کے نزدیک یہی مشہور ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی امامت اس وقت سے ہے جب حضرت عمرؓ نے بیعت کی۔ اور بعض صحابہ کرام کا بیعت میں تاخیر کرنا مجمع علیہ حکم کے منافی نہیں اس لئے کہ جن لوگوں سے بیعت میں تاخیر ہوئی وہ حضرت صدیق اکبرؓ کی امامت کے صحیح ہونے کے مخالف نہیں۔ کیونکہ وہ لوگ حضرت ابوبکرؓ سے مال لیتے تھے اور اپنے فیصلے بھی دربار صدیقی میں لے کر جاتے تھے۔ لہٰذا بیعت اور چیز ہے اور اجماع الگ چیز ہے۔ یہ لازم نہیں کہ بیعت کے ساتھ ہی اجماع ہو اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ اجماع نہ ہو تو بیعت بھی نہ ہو۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو ضرور سمجھنا چاہیے کیونکہ اکثر نے اس میں غلطی کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں اگر کوئی کہے کہ مجمع علیہ کے انکار کے کفر کی شرط یہ ہے کہ وہ چیز ضروریات دین سے معلوم ہو تو میرا جواب ہے کہ خلافت ابو بکرؓ اسی طرح ضروریات دین سے ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ کا حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کرنا اس تواتر سے ثابت ہے جو ضرورت تک پہنچی ہے۔ پس یہ خلافت مجمع علیہ ہو گئی جو بالضرورۃ معلوم ہے اور اس میں کسی کو شک و شبہ نہیں۔

یہ ہے وہ تصریح جسے علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنی کتاب (صواعق محرقہ) میں نقل فرمایا۔ آپ نے تمام آئمہ مذاہب کی اس مسئلہ میں رائے نقل فرمائی اور یہ واضح ہو گیا کہ شیخین کی امامت کا انکار کفر ہے۔ اور خلفائے راشدین کو سب و شتم کرنے والے قتل کے مستحق ہیں یا پھر عبرتناک سزا کے۔ یہ مسئلہ کتب فقہ میں بالتوضیح منقول ہے۔ اور علمائے کرام اس کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ ابن حجرؒ کی عبارت کو نقل کرنے کا اصل مقصد آئمہ مذاہب کی وضاحت پیش کرنا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ ظاہر ہوا کہ روافض و خوارج کے متعلق آئمہ مذاہب کے کس قدر سخت خیالات ہیں۔ عوام اس مسئلہ سے بے خبر اور لاعلمی کا شکار ہو کر کہتی ہے کہ ہم اور ان میں کچھ فرق نہیں وہ بھی کلمہ پڑھتے ہیں ہم بھی۔ نہ امام کی چھانٹ ٹھیک نہ اقتداء کیلئے کوئی تحقیق، جسے چاہا امام بنا لیا جو دیکھا اس کے پیچھے نیت باندھ لی۔ غور کرنا چاہیے کہ عبادت اگر کر رہے ہیں تو کیا ایسے شخص کی اقتداء جائز بھی ہے یا نہیں۔ اسی طرح نماز جنازہ، ایصال ثواب اور فاتحہ وغیرہ کیلئے معلوم ہونا چاہئے کہ موصوف اسلام کے معیار پر پورا اترتا ہے کہ نہیں یہ مسائل ضروریات دین سے ہیں انہیں سمجھنا لازم ہے۔

خدائے عزوجل اسلام میں پوری طرح داخل ہونے کی اور شر پسندوں کے شر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیات قرآنی واحادیث نبویہ

جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلالت کرتی ہیں

قول اللہ عزوجل اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین أنعمت علیھم

اس آیہ مبارکہ کے ماتحت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

الفائدۃ الثانیۃ قولہٗ اھدنا الصراط المستقیم...... الی آخرھا، یدل علی امامۃ ابی بکر رضی اللہ عنہٗ لانا ذکرنا ان تقدیر الآیۃ اھدنا صراط الذین انعمت علیھم واللہ تعالیٰ قدبین فی آیۃ اخریٰ ان الذین أنعم اللہ علیھم من ھم فقال (فاولئک مع الذین أنعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین ، الآیۃ) ولاشک ان رأس الصدیقین ورئیسھم أبوبکر الصدیق رضی اللہ عنہٗ فکان معنیٰ الآیۃ ان اللہ أمرنا أن نطلب الھدایۃ التی علیھا ابوبکر وسائر الصدیقین ولو کان ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ظالماً لما جاز الاقتداء بہ فثبت بما ذکرناہٗ دلالۃ ھذہ الآیۃ علی امامۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ. (تفسیر کبیر، جز ۱، ص ۲۶۰)

"اللہ عزوجل کا قول (**اھدنا الصراط المستقیم**) امامت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر دلالت کرتا ہے تقدیر آیت یوں ہے (**اھدنا صراط الذین أنعمت علیھم**) اور اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ آیۂ مبارکہ میں بیان کیا کہ انعام یافتہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد ہوا (**فاولئک مع الذین أنعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین**) یعنی وہ لوگ اللہ کے انعام یافتہ ہیں جو انبیاء ہیں۔ صدیقین ہیں...... (آخر تک) اور اس بات میں شک نہیں کہ صدیقین کے سردار اور امام ابوبکرؓ ہیں۔ پس آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس راستے کی طلب کا حکم دیا جس پر حضرت ابوبکرؓ اور تمام صدیقین ہیں۔ اگر حضرت صدیق اکبرؓ ظالم ہوتے تو ان کی اقتداء کبھی جائز نہ ہوتی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ آیۂ مقدسہ، امامت حضرت ابوبکرؓ پر دلالت کرتی ہے"۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح سے ثابت ہوا کہ یہ آیۂ کریمہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلافت ابوبکرؓ پر دلالت کرتی ہے اور یہ دلالت قطعی نہیں بلکہ خلافت ابوبکر صدیقؓ اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے جو خلافت پر حجت قاطعہ ہے اور قرآن حکیم کی اس آیۂ مقدسہ نے اس حجت کو اور زیادہ قوی بنادیا۔

سورۂ توبہ کی آیت کریمہ "والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنهُ (آلآية)

اس آیت کے ضمن میں امام فخر الدین رازیؒ کی ایک حسین اور ایمان افروز عبارت ملاحظہ کیجئے۔

ان أسبق الناس الى الهجرة هوابوبكرؓ لانه كان فى خدمة الرسول ﷺ وكان مصاحباً لهُ فى كل مسكن وموضع وكان نصيبهُ من هذا المنصب أعلى من نصيب غيره وعلى بن ابى طالب رضى الله عنهُ وان من المهاجرين الاولين الاانهُ انما هاجر بعد هجرة الرسولﷺ ولاشك انه انما بقى بمكة لمهمات الرسولﷺ الاان السبق الى الهجرة انما حصل لابى بكر رضى الله عنهُ فكان نصيب ابى بكر رضى الله من هذهِ الفضيلة أوفر فاذا ثبت هذا صارابوبكر رضى الله عنهُ محكوماً عليه رضى الله عنهُ ورضى هوعن الله وذالك فى أعلىٰ الدرجات من الفضل واذا ثبت هذا وجب أن يكونَ اماما حقاً بعد رسول اللهﷺ اذلوكانت امامته باطلة لاستحق اللعن والمقت و ذالك ينافى حصول مثل هذا التعظيم فصارت هذه الآية من ادل الدلائل علىٰ فضل ابى بكر و عمر رضى الله عنهما وعلى صحة امامتها .

(تفسیر کبیر، جز ١٦، ص ١٦٩)

ہجرت میں سب لوگوں سے سبقت لے جانے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ہیں کیونکہ آپ خدمت رسول ﷺ میں تھے اور ہر موقع و مسکن میں حضرت ابوبکرؓ، نبی اکرم ﷺ کے مصاحب تھے اور اس منصب سے آپ کا حصہ دوسرے منصب سے زیادہ ہے۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب اگرچہ مہاجرین اولین میں سے تھے مگر

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہوں نے نبی محترم ﷺ کی ہجرت کے بعد ہجرت فرمائی۔ اور اس میں شک نہیں کہ آپؓ ضروری کام کی خاطر بحکم نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں ٹھہر گئے تھے اور ہجرت میں سبقت صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کو حاصل ہوئی اور اس فضیلت سے آپؓ کو بہت زیادہ حصہ ملا ہے۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ وہ ہیں جن پر یہ حکم لگایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں اور یہ فضل وکمال اللہ تعالیٰ کی رضا، اعلیٰ درجات میں سے ہے۔ پس یہ ثابت ہو جانے کے بعد واجب ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد ابوبکر صدیقؓ امامت کے حقدار ٹھہریں۔ اگر ان کی امامت باطل ہوتی تو وہ لعنت وغضب کے مستحق ہوتے اور یہ اس طرح کی تعظیم کے حصول کے منافی ہے یعنی ''رضی اللہ عنھم ورضوا عنہٗ'' کے۔ پس یہ آیۂ مبارکہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما کے فضل وکمال پر قوی دلیل ہے اور اسی طرح ان دونوں حضرات کی امامت کے صحیح ہونے پر بھی۔

اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ''ثاني اثنين اذهمافي الغار'' کے تحت ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ولهذا قال بعض العلماء في قوله تعالىٰ (ثاني اثنين اذهما في الغار) مايدل على ان الخليفة بعد النبي ﷺ ابوبكر الصديق رضي الله عنهُ لان الخليفة لايكون أبداً الاثانيا. وسمعت شيخنا الامام اباالعباس أحمد بن عمريقول انما استحق الصديق أن يقال لهٗ ثاني اثنين لقيامه بعد النبي ﷺ بالأ مر كقيام النبي ﷺ به اولا وذالك ان النبي ﷺ لمامات ارتدت العرب كلها ولم يبق الاسلام الابالمدينة ومكة وجواثا. فقام ابوبكر رضي الله عنهُ يدعو الناس الى الاسلام ويقاتلهم على الدخول في الدين كما فعلي النبي ﷺ فاستحق من هذه الجهة أن يقال في حقه ثاني اثنين. (تفسیر قرطبی، جز ۸، ص ۹۶)

امام قرطبی فرماتے ہیں:

اسی لئے بعض علماء، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (ثاني اثنين اذهما في الغار)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ ابو بکر صدیقؓ کے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد خلیفہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ خلیفہ ہمیشہ ثانی ہوتا ہے۔ میں نے اپنے شیخ امام ابو العباس احمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے فرماتے ہیں "صرف حضرت ابو بکرؓ ہی اس کے مستحق ہیں کہ انہیں ثانی اثنین کہا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کو نبی کریم ﷺ نے اولاً قائم فرمایا اس کام کو حضرت ابو بکرؓ نے بعد از نبی کریم ﷺ قائم رکھا۔ اس طرح کہ جب حضور کریم ﷺ کی وفات ہوئی تمام عرب مرتد ہو گئے اور سوائے مکہ، مدینہ اور مقام جواثا کے کہیں اسلام باقی نہ رہا تو حضرت ابو بکرؓ اٹھ کھڑے ہوئے، لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے اور ان کو دین میں داخل کرنے کیلئے جنگ کرتے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے کیا۔ اس لحاظ سے آپؓ مستحق ہیں کہ آپؓ کو ثانی اثنین کہا جائے۔

یوں یہ آیۂ کریمہ بھی امامت و خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دلالت کر رہی ہے۔

قل للمخلفين من الاعراب ستدعون الى قوم أولي بأس شديد (الآية)

ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی اس کے تحت فرماتے ہیں۔

فى هذا الآية دليل على صحة امامة ابى بكر و عمر رضى الله عنهما لأن ابابكر دعاهم الى قتال بني حنيفة وعمر دعاهم الى قتال فارسي والروم واما قول عكرمة وقتادة ان ذالك في هوازن وغطفان يوم حنين فلا لانهُ يمتنع أن يكون الداعي لهم الرسول ﷺ لانه قال (لن تخرجوا معي أبداً ولن تقاتلوا امعي عدوا) فدل على ان المراد بالداعي غير النبي ﷺ ومعلوم انهُ لم يدع هولآء القوم بعد النبي ﷺ الاابوبكر و عمر رضى الله عنهما.

"یہ آیۂ کریمہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی امامت کے صحیح ہونے پر دلیل ہے۔ اس لئے حضرت ابو بکرؓ نے ان کو قتال بنی حنیفہ کی طرف بلایا اور حضرت عمرؓ نے فارس اور روم کی طرف۔ عکرمہ اور قتادہ رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ آیۂ مذکورہ ھوازن و غطفان کے حق میں یوم حنین میں نازل ہوئی، درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رب تعالیٰ کا یہ قول (لن تخرجوا معی ابداً ولن تقاتلوا معی عدوا) مانع ہے کہ نبی اکرم ﷺ داعی ہوں۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ داعی کوئی اور ہے اور یہ بھی پیش نظر رکھیئے کہ اس قوم کو نبی اکرم ﷺ کے بعد سوائے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور کسی نے نہیں بلایا۔

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! ہم اس آیۂ کریمہ کو پڑھتے تھے (ستدعون الیٰ قوم اولی باس شدید) لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کون ہیں یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں قتال ابوحنیفہ کی طرف بلایا تو ہم نے جان لیا کہ یہ وہی ہیں جو آیت کا مصداق ہیں۔

امام قرطبی کی نفیس بحث کے بعد اس آیت کے تحت امام فخر الدین رازی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

اللہ عزوجل کا فرمان (ستدعون الی قوم اولی بأس شدید) میں چند باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے اظہر اور مشہور تر یہ ہے کہ وہ بنی حنیفہ ہیں انہوں نے مسلیمہ کذاب کا اتباع کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ نے ان سے جنگ کی۔ اب داعی میں اختلاف ہے کہ داعی سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں یا ابوبکر صدیقؓ، اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

واما اتفاق الجمهور فنقول لامخالفة بيننا وبينهم لانا نقول النبي ﷺ دعاهم اولا وابوبكر رضي الله عنهٗ ايضا دعاهم بعد معرفتهٖ جواز ذالك من فعل النبي ﷺ انما نثبت ان النبي ﷺ دعاهم فان قالوا ابوبكرؓ دعاهم لم يكن بين القولين تناف ومن قال بان الداعي ابوبكر و عمر رضي الله عنهما تمسك بالآية علىٰ خلافتها ودلالتها ظاهرة . (تفسیر کبیر، جز ۲۸، ص ۹۲، ۹۳)

جمہور کا اتفاق ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی مخالفت نہیں اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ اولاً ان کے داعی نبی اکرم ﷺ ہیں۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہٗ نے نبی اکرم ﷺ کے فعل سے اس کا جواز پہچان لیا اور اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ان کو

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلایا۔ ہم ثابت کرتے ہیں ان کو نبی اکرم ﷺ نے بلایا اور اگر کہیں کہ ان کو ابو بکرؓ نے بلایا تو ان دونوں باتوں کے درمیان کوئی منافات (تضاد) نہیں۔

جب منافات نہیں تو ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ داعی ہیں جو داعی کہتے ہیں وہ اس آیۂ کریمہ سے شیخین کی خلافت پر تمسک کرتے ہیں اور اس کی دلالت ظاہر ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ کے نزدیک بھی دلالت ظاہرہ یہی ہے کہ خلافت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا یہ آیۂ کریمہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر دلیل ہے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

أخرج ابن ابی حاتم عن جویبران هو لآء القوم هم بنو حنيفة من ثم قال ابن ابی حاتم وابن قتيبة وغيرهما هذا الآية حجة علی خلافة الصديق رضی الله عنهُ لانه الذی دعا الی قتالهم فقال الشيخ ابوالحسن الأشعری رحمة الله عليه امام اهل السنة سمعت الامام اباالعباس بن سريج يقول للصديق فی القران فی هذه الآية قال لان أهل العلم أجمعوا علی انه لم يكن بعد نزولها قتال دعواليه الادعا ابی بکر رضی الله عنهُ لهم وللناس الی قتال أهل الردة ومن منع الزکوٰة قال فدل ذلك علی وجوب خلافة ابی بکر رضی الله عنهُ وافتراض طاعته اذأخبرالله ان المتولی عن ذالك يعذب عذابا أليما.

(صواعق محرقه، ص ۱۸)

ا ''ابن ابی حاتم نے جویبر سے تخریج فرمائی کہ یہ قوم بنو حنیفہ ہے اس لئے ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ اور ان کے علاوہ دیگر علماء کے نزدیک یہ آیۂ کریمہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر حجت ہے۔ اس لئے کہ حضرت صدیق اکبرؓ ہی تھے جنہوں نے ان کو دعوت قتال دی۔ اہل سنت کے امام شیخ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے امام ابو العباس بن سریج سے سنا، فرماتے ہیں یہ صدیق اکبرؓ کے بارے میں ہے کیونکہ جملہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ اس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی جس کی طرف وہ بلائے گئے ہیں سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے کہ آپؓ نے ان کو اور ارتداد کا ارتکاب کرنے والوں اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کو قتال کی دعوت دی۔ پس یہ آیت خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واجب ہونے کی دلیل ہے اور آپ کی اطاعت فرض ہونے کی علامت۔ اس لئے اللہ عزوجل نے خبر دی کہ جو اس سے اعراض کرنے والے ہیں انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔

علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وشاع الاستدلال بالآية على صحة امامة ابى بكر رضى الله عنه ووجه ذالك الامام فقال الداعي في قولهٖ تعالىٰ (ستدعون) لايخلومن أن يكون الرسول ﷺ أوالائمة الاربعة أومن بعد هم لايجوز الاول لقولهٖ سبحانهٗ(قل لن تتبعونا) ولاأن يكون عليا رضى الله عنه لانهٗ انما قاتل البغاة ولخوارج وتلك المقاتلة للاسلام لقولهٖ عزوجل (أويسلمون) ولامن ملك بعدهم لانهم عندنا على الخطاوعند الشيعة على الكفر ولما بطلت الاقسام تعين أن يكون المراد بالداعي ابابكر و عمرو عثمان رضى الله عنهم ثم انهٗ تعالىٰ أوجب طاعتهٗ وأوعدعلى مخالفتهٖ وذالك يقتضى امامته واى الثلاثة كان ثبت المطلوب اماذاكان ابابكر فظاهر واماذاكان عمرأوعثمان رضى الله عنهما فلأن امامتهٗ فرع امامته رضى الله عنهٗ. (روح المعانی جز ۲۶، ص ۱۰۴)

صحت امامت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اس آیت کے ساتھ استدلال مشہور ہے اس کی وجہ امام ہے۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول (ستدعون) میں داعی یا تو رسول اکرم ﷺ ہیں یا آئمہ اربعہ یا ان کے بعد والے۔ نبی اکرم ﷺ مراد لینا جائز نہیں کیونکہ فرمان خدا (قل لن تتبعونا) مانع ہے اور نہ ہی حضرت علیؓ مراد ہیں کہ ان نے باغیوں اور خوارج کے علاوہ کسی سے جنگ نہیں کی۔ جبکہ آیۂ کریمہ میں جنگ سے مراد اسلام کی جنگ ہے بقول عزوجل (أو یسلمون) اور نہ ہی آئمہ اربعہ کے بعد والے مراد ہیں اس لئے کہ وہ ہمارے نزدیک خطا پر تھے اور شیعہ کے نزدیک کفر پر۔ جب تمام اقسام باطل ہو گئیں تو ظاہر ہو گیا کہ داعی سے مراد ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔ پس

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ نے اس داعی کی اطاعت واجب قرار دی، اوراس کی مخالفت پر وعید سنائی ہے۔ اطاعت کا وجوب اور نافرمانی پر وعید، امامت ابو بکرؓ کی متقاضی ہے۔ اور ان تینوں میں سے جو بھی ہو، مطلوب ثابت ہو گیا، مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ہوں تو ظاہر ہے اور اگر عمرو عثمان رضی اللہ عنہما ہوں تو بھی ٹھیک کیونکہ ان دونوں کی خلافت، خلافت صدیقی کا فرع ہے لہٰذا یہ آیت امامت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ پر دلالت کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کا قول "للفقراء المهاجرين أخرجوا من ديارهم وأموالهم...... الى...... هم الصادقون.

علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ اس آیۂ کریمہ کے ماتحت ارشاد فرماتے ہیں۔

وتمسك به لذالك في الاستدلال على صحة امامة ابى بكر الصديق رضى الله عنهٗ لان هولآالمهاجرون كا نوايد عونهٗ بخليفة الرسول ﷺ والله قد شهد بصدقهم فلابدأن تكون امامتهٗ رضى الله عنهٗ صحيحة ثابتة فى نفس الأمر وهوتمسك ضعيف مستغنية عن مثله دعوىٰ صحة خلافة الصديق رضى الله عنهٗ باجماع الصحابة. (روح المعانى، جز ۲۸، ص ۵۱)

حضرت ابو بکرؓ کی امامت کے صحیح ہونے پر اللہ عزوجل کے قول (هم الصادقون) سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ مہاجرین حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ رسول ﷺ کے نام سے پکارتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سچے ہونے کی شہادت دی ہے یعنی (اولئك هم الصادقون) جب وہ سچے ہیں تو انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ رسول ﷺ کے نام سے پکارا ہے لہٰذا صدیق اکبرؓ کو خلیفہ رسول کہنا، نفس امر میں آپ کی امامت کے صحیح ہونے پر دلیل ہے۔ اور یہ تمسک ضعیف ہے کیونکہ اجماع صحابہؓ کا خلافت صدیقی پر انعقاد اس جیسے دعوے سے غنی کر دیتا ہے۔ جب خلافت صدیقی پر اجماع صحابہؓ موجود ہے تو اس آیۂ کریمہ سے استدلال کی ضرورت نہیں رہتی۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

(وسا دسها) قوله (اولئك هم الصادقون) يعني انهم لماهجروا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لذات الدنیا وتحملوا شدائدھا لأجل الدین ظھر صدقھم فی دینھم وتمسک بعض العلماء بھذہ الآیۃ علی امامۃ ابی بکررضی اللہ عنہٗ فقال ھولاء الفقراء من المھاجرین والانصار کانوا یقولون لابی بکر یا خلیفۃ رسول اللہ واللہ یشھد علی کونھم صادقین فوجب أن یکونوا صادقین فی قولھم یا خلیفۃ رسول اللہ ﷺ ومتٰی کان الأمر کذالک وجب الجزم بصحۃ الامامۃ۔ (تفسیر کبیر، جز ۲۹، ص ۲۸۶)

اللہ عزوجل نے مہاجرین کے اوصاف کو بیان فرمایا۔ ان امور میں چھٹا امر یہ ہے کہ (اولئک ھم الصادقون) یعنی جب انہوں نے لذات دنیا کو ترک کر دیا اور دین کے لئے دنیا کی تکلیفیں اٹھائیں تو ان کا صدق ظاہر ہو گیا۔ بعض علماء نے صدیق اکبرؓ کی امامت پر اس آیت سے تمسک کیا ہے۔ پس فرمایا یہ مہاجرین و انصار فقراء ہی حضرت ابو بکرؓ کو یا خلیفۃ رسول اللہ، کے نام سے پکارتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے سچے ہونے کی گواہی دیتا ہے تو واجب ہوا کہ یہ فقرائے انصار و مہاجرین اپنے اس قول (یاخلفیۃ رسول اللہ) میں سچے ہوں۔ پس جب معاملہ یوں ہے تو امامت صدیق اکبرؓ کا صحیح ہونا بالجزم ہو گیا۔

رب اذوالجلال نے فرمایا۔

وعداللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (الآیۃ)

علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں :

واستدل کثیر بھذہ آلایۃ علی صحۃ خلافۃ الخلفاء الاربعۃ رضی اللہ عنھم لان اللہ تعالیٰ وعد فیھا من فی حضرۃ الرسالۃ من المومنین بالاستخلاف وتمکین الدین والامن العظیم من الاعداء، ولابد من وقوع ماوعدبہ امتناع الخلف فی وعدہ تعالیٰ ولم یقع ذالک المجموع الافی عھدھم فکان کل منھم خلیفۃ حقا باستخلاف اللہ عزوجل ایاہ وعد جل وعلیٰ. (روح المانی، جز ۱۸، ص ۲۰۵)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلفائے اربعہ کی خلافت صحیح ہونے پر اکثرین نے اس آیۂ مقدسہ سے استدلال کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے مومنین کو خلیفہ بنانے، دین میں تمکنت عطا کرنے اور اَعداء سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اور رب ذوالجلال کے وعدے کا وقوع ضروری ہے ورنہ خلف وعدہ لازم آئے گا جو اللہ تعالیٰ کے حق میں ممتنع ہے۔ اور ساری بشارت کا وقوع خلفائے اربعہ کے عہد میں ہوا۔ پس اس اعتبار سے ان میں ہر ایک خلیفہ ہے، اُن میں سے ہر ایک خلیفہ ہے بمطابق وعدۂ رب ذوالجلال۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ خلافت کا منصب حضرت ابوبکرؓ کو خود رب تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔

امام قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

هذه تتضمن خلافة ابى بكر و عمر و عثمان و على رضى الله عنهم لانهم اهل الايمان وعملوالصالحات وقدقال رسول اللهﷺ (الخلافة بعدى ثلاثون) والى هذا القول ذهب ابن العربى فى احكامه واختاره وقال، قال علماء ناهذه الأية دليل على خلافة الخلفاء الاربعة رضى الله عنهم وان الله استخلفهم ورضى امانتهم و كانوا اعلى الدين الذى ارتضى لهم، لانهم لم يتقدمهم أحدفى الفضيلة الى يومنا هذا فاستقرالأمرلهم وقالوا بسياسته المسلمين وذبوا عن حوزة الدين فنفذ الوعد فيهم واذالم يكن هذا الوعدلهم نجز، وفيهم نفذ، وعليهم ورد ففيمن يكون اذاً وليس بعدهم مثلهم الى يومنا هذا ولايكون فيما بعدهٗ رضى الله عنهم وحكىٰ هذا القول القشيرى عن ابن عباس رضى الله عنهٗ

یہ آیۂ کریمہ خلافت آئمہ اربعہ کو متضمن ہے اس لئے کہ وہی اعمال صالحہ اور ایمان کے اہل ہیں۔ اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا (میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی) ابن عربی (الاحکام) میں اس طرف گئے ہیں اور انہوں نے اسی قول کو اختیار کیا۔ ابن عربی کہتے ہیں ہمارے علماء فرماتے ہیں یہ آیۂ کریمہ خلافت خلفائے اربعہ پر دلیل ہے۔ اللہ عزوجل نے انہیں خلیفہ فرمایا اور امانت عطا کی (مراد خلافت ہے) یہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلفاء دین حق پر تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے پسند فرمایا۔ اس لئے فضیلت میں آج تک کوئی بھی ان سے مقدم نہیں ہو سکا۔ ان لوگوں نے اسلامی سیاست کیلئے اپنے آپ کو ہر وقت کمر بستہ رکھا اور دین کی سرحدوں کا دفاع کیا۔ پس ان کیلئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ (خلافت) جاری و ساری ہو گیا۔ اگر ان کیلئے اس وعدے کا نفاذ اور اجراء نہیں ہوا تو اور کون تھا جو اس عظمت کا مستحق ہو (یعنی ان خلفائے اربعہ کے علاوہ کوئی اور نہ تھا) نہ ہی کوئی ان کی مثل ہے اور نہ بعد میں ہو گا۔ اس قول کو امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا۔

غور فرمایئے کیسی واضح اور صریح دلیل ہے خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر!

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔

دلت الآية على امامة الآئمة الاربعة وذالك لانهٗ تعالیٰ وعدالذين امنوا وعملوا الصالحات من لحا اضرين في زمان محمد ﷺ وهو المراد بقوله (ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم أمنا) ومعلوم أن المراد بهذا الوعد بعد الرسول ﷺ هولآء لان استخلاف غيره لايكون الامن بعده ومعلوم انهٗ لانبى بعدهٗ لانهٗ خاتم الانبياء فان المراد بهذا الاستخلاف طريقة الامامة ومعلوم ان بعد الرسول الا ستخلاف الذى وصفهٗ انما كان في ايام ابى بكر و عمرو عثمان رضى الله عنهم لان في ايامهم كانت الفتوح العظيمة وحصل التمكن وظهور الدين والامن ولم يحصل ذالك في ايام على رضى الله عنهٗ لانهٗ لم يتفرغ لجهاد الكفار لاشتغاله بمحاربة اهل الصلوة فثبت بهذا دلالة الآية على صحة خلافة هولآء . (تفسير كبير، جز ٢٤، ص ٢٥)

یہ آیۂ کریمہ اربعہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل نے ان لوگوں کو جو زمانہ نبوی میں آپ ﷺ کے حاضرین میں سے ایمان و اعمال صالحہ کے مالک تھے، وعدہ فرمایا (ليستخلفنهم في الارض......) اس آیت سے یہی لوگ مراد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں اور معلوم ہونا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد یہی خلیفہ ہیں اور غیر کو خلیفہ بنانا وفات کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ جب ہمارے نبی محترم ﷺ کے بعد کوئی اور نبی بھی نہیں کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں تو خلیفہ بنانے سے مراد طریقہ امامت ہی ہو سکتا ہے۔ اور آیۂ کریمہ سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ عزوجل نبی اکرم ﷺ کے بعد جس کو خلیفہ بنائے گا ان کی صفت (ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی الآیۃ) والی ہوگی اور یہ سب کچھ ایام ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنھم میں ہی ہوا، انہی کے دور خلافت میں بڑی فتوحات ہوئیں، تمکنت و دبدبہ حاصل ہوا اور دین کا ظہور عام ہوا۔ لیکن حضرت علیؓ کا معاملہ ان تین صاحبوں کے دور سے ذرا مختلف ہے کہ ان کے دور کے اندر انہیں کافروں کے ساتھ جہاد کیلئے فراغت نہ ملی کیونکہ مسلمان آپس میں انتشار کا شکار رہے اور جھگڑوں میں مشغول ہوئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ آیۂ کریمہ ان خلفاء کی خلافت کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وفیہ دلیل علی صحۃ النبوۃ لکونہ اخباراً عن الغیب علی ماصار الامر الیہ وصحۃ خلافۃ الخلفاء الراشدین اذلولم یکن المراد خلافۃ الخلافاء الراشدین لزم الخلف فی وعد اللہ، اذلم یجتمع الموعودو الموعود لھم الافی زمنھم و صحۃ مذھب اھل السنۃ و کونہ دینا ارتضاہٗ اللہ عزوجل.

(تفسیر مظھری، ج ۶، ص ۵۵)

اس آیۂ کریمہ میں نبوت کے صحیح ہونے پر دلیل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو مستقبل میں ہونے والا تھا اس کے وقوع کی خبر اس آیت میں دے دی گئی۔ یہ غیب کی خبر ہے اور جیسے خبر دی ویسا ہی ہوا۔ یہ آیت خلفائے راشدین کی خلافت کے صحیح ہونے پر بھی دلیل ہے کیونکہ اگر اس سے مراد وہ نہ لئے جائیں تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ میں خلف لازم آتا ہے۔ اور یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جو وعدہ کیا گیا اور جس چیز کا وعدہ ہوا، دونوں ان خلفاء کے زمانے میں متحقق ہوئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وعدہ کا خلاف لازم آتا جو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باری تعالیٰ کیلئے ممتنع ہے۔ اس طرح یہ آیت مذہب اہل سنت کے درست ہونے کی دلیل ہے کہ رب ذوالجلال نے اہل سنت کو اس دین پر گامزن فرمایا جسے خود پسند فرمالیا۔

فرمان رب ذوالجلال ہے۔

یا یها الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہٖ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہٗ (آلایة)

اس کے ماتحت امام فخر الدین رازی کی تحریر ملاحظہ ہو۔

صاحب کشاف لکھتے ہیں کہ مرتد بارہ فرقے تھے۔ تین نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ظاہر ہوئے اور سات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں ہوئے۔ اور ایک گروہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے درد میں مرتد ہوا۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

جو گروہ نبی اقدس ﷺ کے دور میں مرتد ہوئے، یہ ہیں۔

(۱) بنو مدلج، ان کا سردار ذوالحمار یعنی اسود عنسی (۲) بنو حنفیہ، مسلیمہ کذاب کی قوم (۳) بنو اسد، طلیحہ بن خویلد کا قبیلہ لیکن بعد میں یہ مسلمان ہو گئے۔

وہ گروہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کے دور میں مرتد ہوئے۔

(۱) عیینہ بن حصن کی قوم فزارہ (۲) قرہ بن سلمہ قشیری کی قوم غطفان (۳) فجاءت بن یالیل کی قوم بنو سلیم (۴) مالک بن نویرہ کی قوم بنی یربوع (۵) اشعث بن قیس کی قوم کندہ (۶) حطم بن زید کی قوم بنو بکر بن وائل بحرین میں (۷) سجاح بنت نندر، یہ وہ عورت ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور مسلیمہ کذاب سے نکاح (یعنی جھوٹے نبی نے جھوٹی نبیہ سے نکاح کر لیا) اس کی قوم بنو تمیم۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے دور میں ایک ہی گروہ مرتد ہوا وہ ہے جبلہ بن ایہم کی قوم غسان۔

جب مرتدین فرقوں کی تفصیل آپ سن چکے تو معلوم ہونا چاہیے ان ہی فرقوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ عنقریب ایک قوم ان پر مسلط ہو گی جس کی چار صفات رب تعالیٰ نے بیان فرمائیں۔ آیت پر غور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائیں آپ جان جائیں گے۔ اب علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ قوم کون سی ہے جسے مسلط کیا گیا۔ امام صاحبؒ اس میں فرماتے ہیں۔

اختلفوا في ان اولئك القوم منهم، فقال علی ابن ابی طالب والحسن وقتادة والضحاك وابن جریج هم ابوبکر مرأصحابهٗ لانهم الذین قاتلوا اهل الردة وقال بعد اسطر.

انا ندعی ان هذاه الآیة یجب ان یقال انها نزلت فی حق ابی بکرؓ والدلیل علیه وجهان

(الاول) مختصة بمحاربة المرتدین وابوبکر هوالذی تولی محاربة المرتدین علی ماشر حنا ولایمکن أن یکون المراد هوالرسولﷺ لانهٗ لم یتفق له محاربة المرتدین ولانهٗ تعالیٰ قال (فسوف یأتی الله) وهذا للاستقبال لاللحال فوجب ان هولاء القوم غیر موجودین فی وقت نزول هذا الخطاب وقال بعد أسطر

وهوانا ندعی دلالة هذه الآیة علی صحة امامة ابی بکرؓ وذالك لانه لماثبت لما ذکرنا ان هذه الآیة مختصة به منقول انهٗ تعالیٰ وصف الذین ارادهم بهذه الآیة بصفات الی آخره

”قوم میں لوگوں کا اختلاف ہے حضرت علی بن ابی طالب اور حسن و قتادہ اور ضحاک وابن جریج رضی اللہ عنہم کہتے ہیں وہ حضرت ابوبکر اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں اس لئے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے مرتدین کے خلاف جنگ کی۔ اور امام فخر الدین رازیؒ چند سطور کے بعد مزید فرماتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ لازمی طور پر یہ آیت صدیق اکبرؓ کے حق میں نازل ہوئی اور اس پر دلیل دو وجہ سے ہے۔

اول یہ کہ یہ آیت مرتدین کے ساتھ مقاتلہ کرنے میں خاص ہے اور حضرت ابوبکرؓ ہی مرتدین کے خلاف مقاتلہ کرنے والوں کے والی تھے۔ جیسا کہ تفصیل سے ہم نے بیان کر دیا ہے۔ اس سے مراد نبی اکرمﷺ لینا جائز نہ ہو گا کیونکہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ نے مرتدین کے خلاف جنگ نہیں لڑی اور اس لئے بھی کہ رب تعالیٰ نے (فسوف یاتی اللہ) فرمایا اور یہ مستقبل کیلئے ہے نہ کہ حال کیلئے۔ پس ضروری ہے کہ وہ قوم بوقت نزول موجود نہ ہو۔ اور جہاں تک حضرت ابو بکرؓ کی موجودگی کا تعلق ہے تو جواب ہو گا کہ فی الحال وہ قوم موجود نہ تھی جس کے ساتھ مل کر حضرت ابو بکرؓ نے مرتدین کے خلاف مقاتلہ کیا۔

اس آیۂ کریمہ میں ہمارا یہی دعویٰ ہے کہ یہ امامت حضرت ابو بکرؓ کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہے یہ اس لئے کہ ہمارے گذشتہ بیان سے یہ ظاہر ہو چکا کہ یہ آیت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ خاص ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ جس قوم کا رب تعالیٰ نے ذکر فرمایا اس کی چار صفات بیان کی ہیں۔

اول: (یحبھم ویحبونہٗ) دوم (اذلة علی المومنین أعزة علی الکافرین) سوم (یجاھدون فی سبیل اللہ ولایخافون لومة لائم) چہارم (ذالك فضل اللہ یؤتیه من یشاء)

یہ چار صفات اس قوم کی ہیں جس کے متعلق اللہ عزوجل نے مرتدین کیلئے فرمایا (فسوف یأتی اللہ بقوم) ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت صدیق اکبرؓ کے حق میں نازل ہوئی اور یہ چار صفات بھی آپ کا حصہ ہیں۔ پس جب یہ سب کچھ ثابت ہو گیا تو آپ کی امامت بھی یقینی طور پر صحیح ہو گئی۔ اگر آپ کی امامت باطل ہوتی تو یہ صفات ابو بکرؓ کے لائق نہ ہوتیں"۔

اب امام رازیؒ کے اس جملہ پر غور فرمائیں۔

واذا ثبت وجب القطع بصحة امامته

کہ جب یہ ثابت ہو گیا تو آپ کی امامت کا صحیح ہونا یقین سے ثابت ہوا۔

یہ جملہ منکرین امامت ابو بکرؓ کیلئے باعث عبرت ہے۔ رب ذوالجلال سمجھ عطا فرمائے آمین۔

واذا سرالنبی الی بعض أزواجه حدیثاً (الایة)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس آیت کے ماتحت علامہ سید محمود آلوسیؒ فرماتے ہیں۔

قدجاء أسرار أمر الخلافة في عدة أخبار. فقدأ خرج ابن عدى وابونعيم في فضائل الصديق رضي الله عنهُ وابن مردويه من طرق عن على رضي الله عنهُ وابن عباس قالا ان امارة ابى بكر رضي الله عنهُ و عمر رضي الله عنهُ لفي كتاب الله (واذا سرالنبى الى بعض ازواجه حديثا) قال لحفصة ابوك وابو عائشة رضي الله عنهما واليا الناس بعدى فاياك أتخبرى أحدا.

وأخرج ابونعيم في فضائل الصحابة عن الضحاك انه قال في الآية أسر ﷺ الى حفصة ان الخليفة بعدهُ ابوبكر رضي الله عنهُ ومن بعد ابى بكر عمر رضي الله عنهما. وأخرج ابن ابى حاتم عن ميمون بن مهران نحوهُ.

(روح المعانی جز ۲۸، ص ۱۵۱)

یہ آیت اَمر خلافت کے متعلق ہے ابن عدی، ابو نعیم نے فضائل صدیق اکبرؓ اور ابن مردویہ نے علی اور ابن عباس رضی اللہ عنھما کے طرق سے تخریج کیا دونوں فرماتے ہیں کہ امارۃ ابوبکرؓ و عمرؓ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے یعنی (واذا سرالنبى الى بعض ازواجه حديثا) نبی اکرم ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کو فرمایا تیرا باپ اور عائشہ صدیقہؓ کا باپ میرے بعد لوگوں کے والی ہوں گے۔ اے حفصہ خبردار! کہ یہ بات کسی پر ظاہر نہ ہو۔

ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں امام ضحاک سے روایت کی۔ فرماتے ہیں اس آیۂ کریمہ میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے رازداری کی بات کہی، وہ راز یہ تھا کہ میرے بعد ابو بکرؓ اور ان کے بعد عمر فاروقؓ خلیفہ ہوں گے۔

ابن ابی حاتم نے میمون بن مہران سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

علامہ شیخ سلمان جمل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

(قولهُ حديثاً) هو تحريم ماريه، أسراليها ايضا ان اباها عمر رضي الله عنهُ وابا عائشة رضي الله عنها يكونان خليفتين على الامة بعدهُ وهذا كله في

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلب رضاها (خطيب) وفي البيضاوی حديثاً هو تحريم مارية رضي الله عنها أوالعسل أوان الخلافة بعدهٗ لابی بكر و عمر رضي الله عنهما.

(تفسیر جمل، ج ٤، ص ٣٦٥)

اللہ تعالیٰ کا فرمان (حدیثا) ماریہ قبطیہ کی تحریم ہے۔ یہ قول صاحب جلالین کا ہے۔ علامہ شیخ سلمان جمل فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی سرگوشی فرمائی کہ تیرا باپ عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کا باپ میرے بعد میری امت کے خلیفے ہوں گے۔ یہ سب کچھ حضرت حفصہؓ کی رضا کیلئے تھا (خطیب) تفسیر بیضاوی میں ہے "حدیثا" سے مراد تحریم ماریہ ہے یا واقعہ شہد یا یہ کہ میرے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہا ہوں گے۔

ابن حیان نحوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وقال ميمون بن مهران هوأ سراره الى حفصة ان ابابكر وعمر رضي الله عنهما يملكان إمرئي من بعدی خلافة. (تفسیر بحر محیط، ج ٨، ص ٢٩٠)

میمون بن مہران فرماتے ہیں "حدیثا" سے مراد نبی اکرم ﷺ کا یہ اسرار تھا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہا میرے بعد میری حکومت کے باعتبار خلافت مالک ہوں گے۔

ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی اس آیۂ کریمہ کے ماتحت فرماتے ہیں۔

قولهٗ تعالیٰ (اذأ سرالنبی......) ای اذكر أوأسر النبی ﷺ الی حفصة (حديثاً) يعني تحريم مارية على نفسهٖ واستكتامهٗ اياها ذالك، وقال الكلبي أسراليها ان أباك واباعائشة يكونان خليفتي على امتي من بعدی، وقاله ابن عباس، قال أسر أمرالخلافةً بعدهٗ الى حفصة فذكرتهٗ حفصة رضي الله عنها . روى الدارقطني في سننه عن الكلبي عن ابی صالح عن ابن عباس في قوله تعالیٰ (واذأسر النبی الى بعض ازواجه حديثا) قال اطلعت حفصة على النبی ﷺ مع أم ابراهيم فقال (لاتخبری عائشة رضي الله عنها) وقال لها (أن اباك واباها سيملكان أوسيليان بعدی فلاتخبری عائشة رضي الله عنها) (تفسير قرطبي، جز ١٨، ص ١٢٣)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ عزوجل کا قول(واذا سر النبی......)یعنی اے مخاطب اس وقت کو یاد کر جب نبی کریم ﷺ نے حضرت حفصہ کو سر گوشی میں ایک بات کہی یعنی تحریم ماریہ اپنے نفس پر۔ اور حضرت حفصہ کو اس کے چھپانے کا حکم دیا۔ امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ کو جو سر گوشی میں بات کہی وہ یہ تھی تیرا باپ اور عائشہ کا باپ میرے بعد میری امت کے خلیفہ ہوں گے۔ یہ قول ابن عباس کا ہے، امام کلبی فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنے بعد امر خلافت کی جو سر گوشی کی، حضرت حفصہؓ نے اس کا ذکر کر دیا۔

دار قطنی نے اپنی سنن میں کلبی سے روایت کی، انہوں نے ابو صالح سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول(واذاسر النبی الی بعض ازواجه) میں فرمایا۔ حضرت حفصہؓ، ام ابراہیم سمیت نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے حفصہ، حضرت عائشہؓ کو یہ بات نہ بتانا۔ تیرا اور عائشہؓ کا باپ عنقریب میرے بعد والی ہوں گے (والی کہایا مالک کا لفظ استعمال کیا، راوی کو اس میں شک ہے) اے حفصہؓ، عائشہ کو اس بات کی اطلاع نہ ہونے پائے۔

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔

قولهٗ تعالیٰ (اذأسرالنبی......) یعنی مأسر الی حفصة رضی الله عنها من تحریم الجاریة علی نفسه واستکتمها ذالك وقیل لمارایٰ النبی ﷺ الغیرة فی وجه حفصة رضی الله عنها أراد أن یترضاها فأسرالیها بشیئین تحریم الامة علی نفسه والبشارة بأن الخلافة بعدهٗ فی ابی بکر وابیها عمر رضی الله عنه قالهٗ ابن عباس.

(تفسیر کبیر، جز ۳۰، ص ۴۳)

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا قول (اذأسر النبی......) کا مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے اپنے اوپر لونڈی کو حرام کرنے اور اس بات کو چھپانے کی سر گوشی فرمائی۔ اور بعض نے فرمایا، جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ کے چہرے میں غیرت کے آثار دیکھے تو انہیں راضی کرنے کے لئے دو چیزوں کے متعلق راز داری

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے فرمایا۔ اول یہ کہ جاریہ کو اپنے نفس پر حرام کرنا اور دوم بشارت کہ میرے بعد خلافت ابو بکرؓ کی ہو گی اور ان کے بعد حضرت حفصہؓ کے باپ عمر فاروقؓ خلیفہ ہوں گے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وقال سعد بن جبیر عن ابن عباس أسرالخلافة بعدہٗ فحدثت به حفصة رضی الله عنها قال الکلبی أسرالیها ان اباك واباعائشة رضی الله عنها یکونان خلفتین علی امتی من بعدی. أخرج الواحدی عن ابن عباس قال والله ان امارة ابی بکر وعمر رضی الله عنهما لفی کتاب الله تعالیٰ (واذأسرالنبی......) قال لحفصة رضی الله عنها ابوك وابو عائشة اولیاء الناس بعدی فایاك تخبری بهٖ أحداً ولهٗ طرق وکذا رویٰ عن علی بن ابی طالب ومیمون بن مهرٰان وحبیب بن ثابت وعن الضحاك ومجاهد وقال میمون بن مهران أسرأن ابابکرؓ خلیفتی من بعدی.

(تفسیر مظهری، ج ۹ ، ص ۳۳۹)

سیعد بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت فرمائی کہ (اذأسر النبی......) میں نبی اکرم ﷺ نے اپنے بعد خلافت کی سرگوشی فرمائی۔ پس حضرت حفصہؓ نے اس کو بیان کر دیا۔ امام کلبی فرماتے ہیں حضرت حفصہؓ سے سرگوشی فرمائی کہ تیرا باپ (عمرؓ) اور حضرت عائشہؓ کا باپ (ابو بکرؓ) میرے بعد میری امت کے خلیفہ ہوں گے۔

امام واحدی نے ابن عباس سے تخریج کیا۔ فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اَمارت اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس میں ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان (اذأسر النبی......) کا شان نزول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو فرمایا، تیرا باپ اور عائشہ کا باپ میرے بعد لوگوں کے والی ہوں گے۔ اے حفصہ! اس کی کسی کو خبر نہ دینا۔ اس کے علاوہ اور طرق سے بھی یہ روایت آئی ہے۔ اور اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب اور میمون بن مہران بھی فرماتے ہیں۔ راز یہ تھا کہ میرے بعد ابو بکرؓ خلیفہ ہوں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ علاء الدین علی بن محمد فرماتے ہیں۔

قوله (واذأ سرالنبی الی بعض ازواجه......) یعنی أسرأمر الخلافة بعدهٗ فحدثت بهٖ حفصة قال الکلبی أسرالیها ان أباك وابا عائشه رضی الله عنهما یکونان خلیفتین عنی امتی من بعدی وقیل لمارایٰ الغیرة فی وجه حفصة رضی الله عنها أراد أیرضها فسرها بشئیین بتحریم ماریة علی نفسه وان الخلافة بعدهٗ فی ابی بکرو عمر رضی الله عنهما وقال ابوالبرکات عبدالله المحمود النسفی فی مدارك التنزیل فی قول الله عزوجل (حدیثاً) حدیث ماریة وامامة الشیخین۔

(تفسیر خازن، ج ٤، ص ٣٠٥)

اللہ عزوجل کا قول (واذ أسرالنبی......) سے مراد اَمر خلافت کا اسرار ہے جس کو حضرت حفصہؓ نے بیان کر دیا۔ امام کلبی فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے سرگوشی فرمائی کہ تیرا باپ اور عائشہؓ کا باپ میرے بعد میری امت پر خلیفہ ہوں گے۔ اور بعض نے کہا کہ جب رسول اکرم ﷺ نے چہرۂ حفصہؓ میں غیرت دیکھی تو چاہا کہ انہیں راضی کریں تو حفصہؓ کو دو باتیں رازداری سے بتائیں۔ اول، ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کرنا اور دوم میرے بعد خلافت حضرت ابوبکرؓ کو ملے گی اور اس کے بعد عمر فاروقؓ خلیفہ ہوں گے۔ ابوالبرکات عبداللہ محمود نسفی مدارک التنزیل میں اللہ عزوجل کے اس قول (حدیثا) کے ماتحت فرماتے ہیں حدیث ماریہ اور امامت شیخین کی سرگوشی فرمائی۔

میں نے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے کلام مقدس سے آٹھ آیات آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی خلافت کا اثبات ہوتا ہے بعض آیات میں فقط حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کی خلافت مستنبط ہے اور بعض آیات سے شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت پر دلالت ملتی ہے اور کچھ آیات میں خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی خلافت ظاہر ہوتی ہے۔

آئمہ مفسرین کرام نے ان آیات مقدسہ سے بعقل و نقل خلافت حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو بکر صدیقؓ بیان فرمائی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے اتنے کثیر علمائے مفسرین کا خلافت ابو بکر صدیقؓ پر استنباط در حقیقت ایک اجماع ہے جو حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت پر حجت کیلئے کافی ہے اور اکثر آیات کی تفسیر میں بالنقل حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کی صراحت فرما کر علماء نے اس بات کو یقینی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آخری آیت کے تحت آپ نے مختلف آراء ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس، میمون بن مہران، ضحاک، کلبی، سعید بن جبیر اور امام مجاہد جیسے مشاہیر اعلام نے فرمایا کہ یہ اسرار خلافت شیخین کے متعلق تھا۔

دلالۃ النص سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں اور خود علی المرتضیٰ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول (واذ أسر النبی......) کے ماتحت فرمایا کہ یہ خلافت شیخین کے متعلق کلام تھا۔ اور آپ کے علاوہ بھی اکثر علماء و آئمہ سے یہی منقول ہے۔

آئمہ مفسرین عظام کا ان آیات مبارکہ سے عقل و نقل کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کا استنباط حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر دلالۃ النص کی حیثیت رکھتی ہے۔

آئمہ مفسرین کی تصریحات کے بعد کالشمس الاظہر ثابت ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ نے اگر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت پر نص نہیں فرمائی تو علم یقینی میں ان کا آپ ﷺ کے بعد خلیفہ ہونا متحقق تھا جو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے اپنی مرض کے آخری ایام میں خلافت ابو بکرؓ کی کتابت کا ارادہ فرمایا جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے لیکن جب آپ ﷺ کو یقینی علم حاصل ہو گیا تو اس کے متعلق لکھنے کا ارادہ ترک فرما دیا۔

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ علم الٰہی میں نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی خلافت طے تھی۔ اس لئے اس خلافت پر نص نہ فرمائی۔ بہر حال عقل و شعور کے مالک انسان کیلئے یہ کافی ہے مگر جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے تو ان کیلئے دلائل کے دفتر بھی ناکافی۔ اللہ عزوجل صراط مستقیم پر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر احادیث

(۱) عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ عن ابیه قال أتت امرأة الی النبی ﷺ فأمرها أن ترجع الیه فقالت أرائیت أن جئت ولم أجدك كانها تقول الموت قال ان لم تجدینی فأت أبابكر رضی اللہ عنہٗ

(بخاری شریف، مناقب صدیق اکبرؓ، مسلم شریف مناقب صدیق اکبر)

جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے در اقدس پہ ایک عورت حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوبارہ آنا، عورت نے عرض کی، یارسول اللہ! ﷺ اگر میں آؤں اور آپ نہ ملیں، گویا عورت اس سے مراد وفات لے رہی تھی، تو کس کے پاس جاؤں نبی محترم ﷺ نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا۔

ابن حبان صحیح میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی گمان کرے کہ اس حدیث میں یزید بن ہارون منفرد ہیں تو اس کے جواب میں ایک حدیث من طرق محمد بن عثمان بھی وارد ہوئی ہے۔

عن جبیر بن مطعم عن ابیه قال أتت النبی ﷺ امراة فكلمتهٗ فی شئی فأمرها ان ترجع الیه فقالت یا رسول اللہ ﷺ ارایت ان رجعت فلم أجدك كانها تعنی الموت قال فان لم تجدینی فأت أبابكر رضی اللہ عنہٗ

(ابن حبان، جز ۹، ص ۹۲، ۹۳)

ترجمہ پہلے آپ سماعت فرما چکے، دوبارہ عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ابن حبان سے دو طریق سے روایت ہے (اول) یزید بن ہارون اخبرنا ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ (دوم) محمد بن عثمان ہے۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں ابن عساکر نے ابن عباس سے ایک حدیث تخریج کی۔

عن ابن عباس قال جاء ت امراة الی النبی ﷺ تسالهٗ شیئا فقال

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لهاتعودين فقالت يارسول اللهﷺ ان عدت فلم أجدك تعرض بالموت فقال ان جئت فلم تجديني فأت أبابكر الخليفة من بعدی.

(صواعق محرقه، ص ۲۰)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور کچھ سوال کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایادوبارہ آنا۔ عورت نے عرض کی اگر دوبارہ آؤں اور آپ نہ ملیں یعنی دنیا سے تشریف لے جائیں تو پھر کیا کروں؟ فرمایا اگر ایسا ہو تو ابوبکرؓ کے پاس آنا میرے بعد وہ میرے خلیفہ ہوں گے۔

اس حدیث میں واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ بعد از وفات نبی ﷺ خلیفہ حضرت ابوبکرؓ ہیں۔

حافظ ابن حجر اور علامہ بدر الدین عینی علیہما الرحمۃ فرماتے ہیں جس حدیث کو طبرانی نے عصمۃ بن مالک سے روایت کیا ہے وہ دلالت میں اس حدیث سے زیادہ صریح ہے۔

(۲) وباسناده عن عصمة بن مالك قال قدم رجل من خذاعة فقال ماجاء بك قال جئت أسال رسول اللهﷺ الى من ندفع صدقة اموالنا اذا قبضك الله. فقال النبیﷺ الی ابی بکر رضی الله عنهٗ فاذا قبض الله ابابکرؓ فإلى من قال، عمر رضی الله عنهٗ، فاذا قبض الله عمرؓ فالیٰ من قال، الى عثمان رضی الله عنهٗ قال فاذا قبض الله عثمان فالیٰ من ، قال، انظروالأنفسكم (طبرانی ، ج ۲ ص ۱۸۰)

عصمہ بن مالک فرماتے ہیں بنی خزاعہ کا ایک مرد میرے پاس آیا۔ میں نے اسے کہا کیوں آئے ہو؟ کہنے لگا میں نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے عرض کروں کہ اگر آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے جائیں تو ہم صدقہ کے اموال کس کے پاس لے کر جائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، حضرت ابوبکرؓ کی طرف۔ اس نے پھر عرض کیا اگر حضرت ابوبکرؓ وفات پا جائیں تو پھر؟ فرمایا، عمر فاروق رضی اللہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنہ کی طرف۔ عرض کیا اگر عمر فاروقؓ بھی بقضائے الٰہی چلے جائیں تو پھر؟ فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف۔ پھر عرض کیا اگر وہ بھی وفات پا جائیں تو پھر کس کی طرف؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر اپنی جانوں میں نظر کرو۔

اس حدیث میں بالتصریح دلالت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد عمر فاروق، پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہما۔ کیونکہ مال کے صدقات امام کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ لہٰذا حضرت نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ہوں گے۔

(۳) روی الاسما عیلی فی معجمہٖ من حدیث سھل ابن ابی حثمۃ قال بایع النبی ﷺ اعرابیا فسألہٗ أن أتی علیہ أجلہ من یقضیہ فقال ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ثم سألہٗ من یقضیہ بعدہٗ قال عمر رضی اللہ عنہ (الحدیث)

(عمدۃ القاری، ج ۱۶، ص ۱۷۸)

اسماعیلی نے اپنے معجم میں سہل بن ابی حثمہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ سہل فرماتے ہیں ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ خرید و فروخت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ کو اجل آجائے تو قرضہ کون ادا کرے گا آپ ﷺ نے فرمایا حضرت ابوبکر۔ عرض کیا اگر ان کی موت واقع ہو جائے تو کون ادا کرے گا؟ فرمایا عمر فاروقؓ۔ یہ حدیث بھی پہلی حدیث کی طرف خلافت ابوبکرؓ پر دلیل ہے۔

(۴) عن مختار بن فلفل عن أنس رضی اللہ عنہٗ قال جاء رسول اللہ ﷺ فدخل بستانا وجاء آت فدق الباب فقال یا أنس افتح لہٗ وبشرہٗ بالجنۃ وبشرہ بالخلافۃ بعدی، قال قلت یا رسول اللہ أعلمہ قال أعلمہٗ فاذا ابوبکر رضی اللہ عنہٗ فقلت أبشر بالجنۃ وبالخلافۃ من بعد النبی ﷺ قال ثم جاء آت فقال یا أنس افتح لہٗ وبشرہٗ بالجنۃ وبالخلافۃ من بعد ابی بکرؓ قلت أعلمہٗ قال أعلمہٗ قال فخرجت فاذا عمر رضی اللہ عنہٗ فبشرتہٗ ثم جاء آت فقال یاأنس افتح لہٗ وبشرہٗ بالجنۃ وبالخلافۃ بعد عمرؓ وانہ مقتول قال فخرجت فاذا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عثمان رضی اللہ عنہ قال فدخل الی النبی ﷺ فقال واللہ مانسیت ولا تمنیت ولامست ذکری بیدبا یعتك قال ھو ذاك. رواہ ابویعلیٰ موصلی

(عمدۃ القاری، ج ١٦، ص ١٧٦. دلائل النبوۃ، حافظ ابونعیم، ص ٤٨٣)

مختار بن فلفل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لائے اور ایک باغ میں داخل ہو گئے۔ کوئی آیا اور دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے انس! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت اور میرے بعد میری خلافت کی نوید سنادو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا میں اسے بتادوں؟ فرمایا ہاں بتادو۔ حضرت انس فرماتے ہیں آنے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں خوشخبری دی کہ آپ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ ہیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں پھر کسی نے دروازہ پر سے داخل ہونے کا اذن مانگا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری سنادو اور یہ بتادو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت اس کیلئے ہے۔ میں باہر نکلا تو دیکھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ پس انہیں بھی یہی بشارت سنائی پھر کوئی اور آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے انس دروازہ کھولو، اس کو جنت کی بشارت دو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہونے کی خبر سنادو۔ بے شک وہ شہید ہوں گے۔ میں باہر نکلا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے آئے اور آکر کہا۔ اللہ کی قسم! مجھے کبھی نسیان نہیں ہوا، کبھی کسی چیز کی خواہش نہیں ہوئی اور جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے اس ہاتھ سے شرمگاہ کو چھوا نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ درست ہے۔

اس حدیث کو ابویعلی موصلی نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث مبارک سے واضح بشارت ہے خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی۔ اور آپ کے بلافصل خلیفہ ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا۔

(٥) عن ابی ھریرۃ یقول سمعت رسول ﷺ یقول بینما أنا نائم وأتینی علی قلیب علیھا دلو فنزعت منھا ماشاء اللہ ثم أخذ ھامنی ابن ابی

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قحافة فنزع منها ذنوبا أوذنوبين وفي نزعه ضعف والله يغفرلهٗ ضعفهٗ ثم استحال الدلو غربا ثم أخذ عمر بن الخطاب فلم أرعبقر يامن الناس ينزع نزع ابن الخطاب حتى ضرب الناس بدطن وأخرجهٗ الشيخان عن ابی هريرة فی مناقب الصديق وعن عبدالله بن عمرؓ فی علامات النبوة.

(ابن حبان، جز۹ص ۲۳۔ بخاری و مسلم باب مناقب ابوبکرؓ)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ فرماتے ہیں میں سورہا تھا تو اپنے آپ کو ایک کنواں پر دیکھا۔ اس پر ایک ڈول تھا۔ میں نے اس کنوئیں سے پانی کھینچا جتنا کہ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ پھر یہ ڈول مجھ سے ابن ابی قحافہ نے پکڑ لیا اور آپ نے اس کنوئیں سے ایک ڈول نکالا یا دو اور آپ کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کے ضعف کو معاف فرمائے۔ پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا اور عمر بن خطابؓ نے پکڑ لیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں پانی کھینچنے کے اعتبار سے میں نے عمرؓ جیسا طاقتور کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت عمرؓ نے کھینچنا شروع کیا حتیٰ کہ لوگ اونٹوں کی طرح سیراب ہو کر انسان بیٹھ گئے۔

ابن حبان اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم، رؤی النبی ﷺ وحی فاری الله جل وعلاصفهٗ ﷺ فی منامه کانه علیٰ قلیب والقلیب فی انتفاع المسلمین به کأمر المسلمین ثم قال ﷺ فنزعت منها ماشاء الله ثم أخذمنی ابن ابی قحافة فنزع منها ذنوبا أوذنوبین یرید أمر المسلمین فاالذنوبین کانا خلافة ابی بکر رضی الله عنهٗ سنتان وایاماً ثم قال ﷺ أخذها عمربن الخطاب رضی الله عنهٗ فصح بماذکرت استخلاف عمر بعد ابی بکر رضی الله عنهما بدلیل السنة المصرحة التی ذکرناها.

ابو حاتم فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا خواب وحی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے صفی ﷺ کو ان کے خواب میں دکھایا گویا کہ وہ ایک کنواں کے کنارے ہیں اور کنواں

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمانوں کے انتفاع میں ایسے ہی ہے جیسے مسلمانوں کا امیر (یعنی مسلمان بھی اپنے امور میں اپنے امیر سے یوں ہی نفع حاصل کرتے ہیں جیسے کنوئیں کے پانی سے زمین سیراب ہوتی ہے) پھر نبی کریم ﷺ نے جس قدر رب تعالیٰ کو منظور تھا، پانی کھینچا۔ پھر وہ ڈول حضرت ابو بکرؓ نے پکڑ لیا اور اس کنوئیں سے ڈول یا دو ڈول کھینچے۔ اس سے مراد مسلمانوں کی امارت ہے اور دو ڈول سے مراد آپ کی مدت خلافت ہے جو دو سال اور چند دن پر مشتمل تھی۔ پھر فرمایا کہ وہ ڈول عمر فاروقؓ نے پکڑ لیا۔ ابن حبان فرماتے ہیں حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کا خلیفہ ہونا جو میں نے ذکر کیا صحیح ہے۔ اور یہ استخلاف بدلیل سنت ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

امام نووی (تہذیب) میں فرماتے ہیں۔ علماء کا کہنا ہے یہ اشارہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی طرف ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کا پانی کھینچنا۔ آپ کی کثرت فتوحات اور غلبہ اسلام کی طرف اشارہ ہے۔

(۶) عن أم مسلمة رضی اللہ عنها قالت رائت دلواهبط من السماء فشرب (منه) رسول الله ﷺ عشرجرع ثم ناوله اباںکر رضی الله عنهٗ فشرب منهٗ جرعتين ونصف ثم ناوله عمر رضی الله عنهٗ فشرب منه عشر جرع و نصف ثم ناولهٗ عثمان رضی الله عنه فشرب منه اثنا عشر جرعة ونصف ثم رفع الدلو الى السماء (فردوس الأخبار، ج ۲، ص ۳۸۲)

ورواهٗ ابو دؤد فی السنة عن سمرة بن جندب

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے خواب دیکھا۔ ایک ڈول آسمان سے نازل ہوا۔ اس سے نبی اکرم ﷺ نے دس گھونٹ پانی پیا، پھر وہ ڈول حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پکڑا دیا انہوں نے دو اور نصف گھونٹ پانی پیا، پھر آپؓ نے یہ ڈول عمر فاروقؓ کو دے دیا انہوں نے دس گھونٹ پانی پیا اور عثمان غنیؓ کو پکڑا دیا آپ نے اس سے بارہ گھونٹ اور کچھ (نصف) پانی پیا اور پھر وہ ڈول آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ام سلمہؓ کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد صدیق اکبرؓ کی خلافت ہوگی جو دو سال اور کچھ ماہ رہے گی اس کو دو اور نصف گھونٹ سے تعبیر کیا گیا۔ اس کے بعد دس برس عمر فاروقؓ کی خلافت ہوگی اور ان کے بعد عثمان غنی بارہ سال خلیفہ رہیں گے۔

(۷) عن سمرة بن جندب ان رجلا قال قال رسول اللہ ﷺ رأیت کان دلواً دلیت من السماء وجاء ابوبکر رضی اللہ عنہٗ فأخذ بعراقیبها فشرب منه شرابا ضعیفا قال عفان وفیه ضعف ثم جاء عمر رضی اللہ عنہٗ فأخذ بعراقیبها فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان رضی اللہ عنہٗ فأخذ بعراقیبها فشرب منه فانتشطت فانتضح علیه منها شئی.(مسند احمد، ج ٤، ص ٤٨١. مصنف ابن ابی شیبه، ج ١٢، ص ٣١، تاریخ کبیر للبخاری، ج ٥، ص ٢٦٩)

سمرۃ بن جندب راوی ہیں کہ ایک آدمی نے کہا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا اس میں ایک ڈول کو اپنے قریب ہوتے ہوئے پایا۔ حضرت ابو بکرؓ آئے آپؓ نے اس کے دونوں کناروں کو پکڑ کر تھوڑا سا پانی پیا، (عفان فرماتے ہیں، ان کے پینے میں ضعف تھا) پھر عمر فاروقؓ آئے انہوں نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا اور خوب سیر ہوئے۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی نوش کیا پھر وہ ڈول اٹھا لیا گیا اور اس سے قطرے عثمان غنیؓ پر گر رہے تھے۔

(نوٹ: بعض روایات میں عراقیب کی جگہ عراقی آیا ہے جس سے مراد ڈول کے منہ کی رسی کے ہے)

اس حدیث میں بھی خلافت صدیق اکبرؓ کی طرف واضح اشارہ ہے

(۸) عن ابی بکرة قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول وکانت تعجبهٗ الرؤیا یسأل عنها فسمعتهٗ یقول رأیت میزانا أنزل من السماء فوزنت فیه أنا وابوبکر رضی اللہ عنہٗ فرجحت بأبی بکرؓ ثم وزن ابوبکر و عمر رضی اللہ عنهما فرجح ابوبکرؓ ثم وزن عمر و عثمان رضی اللہ عنهما فرجح عمر

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعثمان، ثم رفع الميزان الی السماء فقال رسول اللہ ﷺ، خلافة ونبوة ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۲، ص ۱۸)

ابو بکرؓ فرماتے ہیں رسول پاک ﷺ کو خواب بہت پسند تھے اور دوسروں سے ان کے خواب پوچھتے رہتے تھے۔ میں نے ایک بار آپ ﷺ کو فرماتے سنا، میں نے ایک ترازو دیکھا ہے جو آسمان سے نازل ہوا۔ اس میں میں اور صدیق اکبرؓ وزن کیے گئے تو صدیق اکبرؓ کے مقابلے میں میرا پلڑا جھک گیا، پھر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا وزن کیا گیا تو عمرؓ کے مقابلے میں ابو بکرؓ کا پلڑا جھک گیا۔ پھر عمر و عثمان رضی اللہ عنہما وزن کیے گئے تو عمر فاروقؓ کا پلڑا بھاری رہا، پھر پلڑا آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، خلافت و نبوت ہے (یعنی جو کچھ دیکھا گیا) پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا ملک عطا کرے گا۔

یہ حدیث خلافت ابو بکر صدیقؓ پر بہت قوی دلیل ہے۔ جو جملہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یعنی (خلافۃ و نبوۃ) اسے غور سے پڑھیں اور خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس جملے سے جھلکتی نظر آئے گی۔

(۹) عن عبداللہ بن عمر، قال، یکون فی ھذہ الامة اثنا عشر خلیفة، ابوبکر أصبتم اسمهٗ وعمر بن الخطاب قرن من حدید اصبتم اسمهٗ و عثمان بن عفان ذوالنورین أوتی کفلین من رحمته قتل مظلوما أصبتم أسمهٗ

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۲، ص ۵۲)

أخرجهٗ ابن سعدفی الطبقات ۳/۱۲۱ من طریق قرة بن خالد عن محمد بن سیرین مقتصرا علی ذکر ابی بکرو اوردهٗ الهیثمی فی مجمع الزوائد ۹/۸۹ من روایة الطبرانی، قال الهیثمی، باسنادین، ورجال أحدهما رجال الصحیح غیر عقبة بن أوس السدوسی وهو ثقة.

عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں اس امت میں بارہ خلیفے ہوں گے۔ ابو بکرؓ تم نے اس کا نام پالیا، اور عمر فاروقؓ لوہے کا سینگ ہیں (یعنی قوی و بہادر) تم نے اس کا نام بھی پالیا اور عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رحمت سے دو حصے عطا کیے گئے ہیں۔وہ مظلوم قتل کیے گئے تم نے اس کا نام بھی پالیا۔
یعنی ان تین خلفاء کے نام تو آپ نے سماعت کر لیے۔

اس روایت کو ابن سعد نے طبقات، جلد ۳، ص ۱۲۱ میں قرۃ بن خالد عن محمد بن سیرین کے طریقے سے حضرت ابو بکرؓ پر مقتصر اذکر کیا۔امام ہیثمی نے مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۸۹ میں طبرانی کی روایت سے اسے ذکر کیا۔ہیثمی نے دو اسناد کا ذکر کیا ان میں ایک کے رجال، رجال صحیح ہیں سوائے عقبہ بن اوس سدوسی کے، اور وہ ثقہ ہیں۔

اس حدیث سے حضرت ابو بکرؓ کا خلیفہ ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے۔
اس کو روایت کرنے والے امام بخاری کے استاذ ہیں یعنی ابو بکر بن ابی شیبہ۔

(۱۰) أخبرنا ابویعلی حدثنا علی بن الجعد الجوهری أخبرنا حماد بن سلمة عن سعید بن جمهان عن سفینه قال سمعت رسول اللهﷺ يقول الخلافة بعدی ثلاثون سنة ثم تكون ملكاقال أمسك خلافة ابی بكر رضی الله عنهٗ سنتين و عمر رضی الله عنه عشر وعثمان رضی الله عنهٗ التی عشرة وعلی رضی الله عنهٗ ست وقال علی بن الجعدقلت لحماد بن سلمة سفينة القائل أمسك قال نعم

(ابن حبان، جز ۹، ص ٤٨. طبرانی، ج ۱، ص ۵۵۔ دلائل النبوۃ للبیھقی، ج ٦، ص ۳٤۹)

حضرت سفینہؓ فرماتے ہیں۔میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہوگی اور پھر بادشاہی ہوگی۔حضرت سفینہ فرماتے ہیں۔حضرت ابو بکرؓ کی خلافت دو سال اور حضرت عمر فاروقؓ کی دس سال، حضرت عثمان غنیؓ کی بارہ سال اور حضرت علیؓ کی چھ سال ہے۔

میں نے (علی بن جعد) حماد بن مسلمہ کو کہا کہ "امسک" کے راوی حضرت سفینہؓ ہیں؟ حماد بن سلمہؓ نے فرمایا "ہاں"

حضرت سفینہؓ کی یہ حدیث مبارک خلفائے اربعہ کی خلافت پر دلیل ہے۔
اور حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بلا فصل ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "الخلافۃ بعدی"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(میرے بعد خلافت) اور حضرت ابوبکرؓ ان خلفاء میں سے پہلے ہیں۔ آپ کی مدت خلافت دوسال چند دن ہے اس لئے یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر دلیل ہے۔

(۱۱) عن سعید بن جمهان عن سفینة، قال، لما بنی النبی ﷺ المسجد وضع حجراثم قال لیضع ابوبکر رضی الله عنهٔ حجره إلی جنب حجری، ثم قال لیضع عمر رضی الله عنهٔ الی جنب حجرابی بکر رضی الله عنهٔ، ثم قال لیضع عثمان حجرهٔ الی جنب عمر رضی الله عنهٔ فقال رسول الله ﷺ هولاء الخلفاء من بعدی وفی روایة هولاء ولاة أمری من بعدی.

(دلائل النبوة للبیهقی، ج ۲، ص ۵۵۳)

قال ابوزرعة اسنادهٔ لاباس به وقد أخرجهٔ ابن حبان وأخرجهٔ الحاکم فی المستدرك وصححهٔ.

سعید بن جمہان حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب نبی اکرم ﷺ نے مسجد کی نبیاد رکھی، آپ ﷺ نے پہلا پتھر رکھا تو فرمایا چاہیے کہ اب ابوبکرؓ میرے پہلو میں پتھر رکھے، پھر فرمایا کہ اب عمرؓ، ابوبکرؓ کے پہلو میں پتھر رکھے پھر فرمایا کہ اب عثمان کو چاہیے کہ وہ عمرؓ کے پہلو میں پتھر رکھے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد یہ میرے خلفاء ہوں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میرے بعد میرے اُمر کے والی ہوں گے۔

امام ابوزرعہ اس کی سند کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں "لاباس به" اور اس حدیث کو ابن حبان نے بھی تخریج کیا اور امام حاکم نے مستدرک میں فرمایا "یہ حدیث صحیح ہے"

نبی اکرم ﷺ کا فرمان (هولاء الخلفاء بعدی) صریح ہے کہ یہ ترتیب، ترتیب خلافت ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے مستفاد ہے۔ معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد ابوبکر صدیقؓ ہی خلیفہ بلا فصل ہیں جس میں کسی مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور حدیث مبارک اس باب میں صریح ہے۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱۲) حدثنا معاذ بن المثنی ثنا مسدودثنا خالد بن زیاد الزیات حدثنی ابوزرعة بن عمرو بن جریر عن جریر قال لماقدم رسول اللهﷺ المدینة قال لأصحابہٖ انطلقوا بنا إلی اهل قباء فنسلم علیهم فأتاهم فسلم علیهم ورحبوا به ثم قال یا اهل قبا ایتونی باحجار من هذه الحرة، فجمعت عندهٗ کثیرة ومعه عنزة لهٗ فخط قبلتهم فأخذحجرا فوضعه رسول اللهﷺ ثم قال یا أبابکر رضی الله عنهٗ خذحجرا فضعهٗ الی حجری ثم قال یا عمر رضی الله عنهٗ خذحجرا فضعهٗ الی جنب حجرابی بکر رضی الله عنهٗ ثم التفت فقال یا عثمان رضی الله عنهٗ خذ حجرا فضعهٗ الی جنب حجر عمر رضی الله عنهٗ ثم التفت الی الناس بآخرة فقال وضع رجل حجرهٗ حیث حب علی ذی الخط.

(طبرانی، ج ۲،ص ۳۴۰)

حضرت جریر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اپنے اصحاب سے فرمایا: میرے ساتھ اہل قبا کے پاس چلو، ہم ان پر سلام پیش کریں گے۔ صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ان کے پاس آئے اور سلام کہا۔ انہوں نے آقا ﷺ کو مرحبا کہا اور استقبال کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اہل قبا! اس سیاہ پتھروں والی زمین سے پتھر لاؤ، کافی پتھر جمع کر دیئے گئے۔ آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کا عصا مبارک (عنزہ) تھا اس سے ان کے قبلہ کا خط کھینچا، پھر ان پتھروں سے ایک پتھر پکڑا اور اس خط (لائن) پر رکھ دیا اور فرمایا: اے ابوبکر! (رضی اللہ عنہ) اپنا پتھر اٹھاؤ اور میرے پہلو (میرے پتھر کے) میں رکھ دو۔ پھر فرمایا اے عمر! (رضی اللہ عنہ) اپنا پتھر اٹھا کر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پتھر کے ساتھ رکھ دو، پھر آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف نظر فرمائی اور فرمایا اے عثمان! (رضی اللہ عنہ) اپنا پتھر اٹھا کر عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کے پتھر کے پہلو میں رکھ دو۔ پھر آپ ﷺ نے دوبارہ لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا ہر شخص اپنا اپنا پتھر پکڑ کر اس لکیر پر جہاں چاہے رکھ دے۔

اس حدیث مبارک کے آخری جملے پر غور فرمائیں کہ ہر مرد جہاں چاہے اپنا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پتھر اس خط پر رکھ دے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خود فرمایا کہ آپ میرے پتھر کے ساتھ پتھر رکھیں پھر اس طرح عمر فاروق، ابوبکر صدیق کے پتھر کے ساتھ اور عثمان غنی، عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے پتھر کے ساتھ پتھر رکھیں۔ اس سے اشارہ ہے کہ میرے بعد خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں گے اور ان کے بعد حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما خلیفہ بنیں گے۔

(۱۳) عن جابر بن عبداللہ انه کان یحدث ان رسول اللہﷺ قال انی رأیت اللیلة رجل صالح ان ابابکرؓ نیط برسول اللہﷺ ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر رضی اللہ عنهم، قال جابر ، فلما قمنا من عند رسول اللہ ﷺ قلنا اماالرجل الصالح فرسول اللہﷺ واماما ذکر من نوط بعضهم ببعض فهم ولاة هذاألامر الذی بعث اللہ به نبیهﷺ

(ابن حبان، جز ۹، ص ۳۰ ، دلائل النبوة بیهقی، ج ٦، ص ۳۴۸)

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: آج رات خواب میں مجھے ایک صالح مرد دکھایا گیا اور ابوبکرؓ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور حضرت عثمانؓ، حضرت عمرؓ کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس سے اٹھ کر آئے تو ہم نے کہا: صالح مرد سے مراد رسول کریم ﷺ ہیں اور وہ جو ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، وہ اس اَمر عظیم کے والی ہیں جو نبی کریم ﷺ لے کر آئے۔

نبی کریم ﷺ کا خواب مبارک اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تعبیر اس بات پر دال ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امر عظیم کے والی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس سے خلافت صدیقیؓ عیاں و ظاہر ہے۔

(۱۴) طبرانی معجم کبیر میں سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ملک شام کو تجارت کی غرض سے گیا۔ وہاں اہل کتاب میں سے ایک شخص

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھے ملا اور مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہارے ہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ ہم نے کہا "ہاں" پوچھنے لگا اس کی صورت دیکھو تو پہچان لو گے۔ میں نے کہا "ہاں" وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں، وہاں نبی کریم ﷺ کی تصویر مجھے نظر نہ آئی۔ اتنے میں ایک اور اہل کتاب آکر بولا۔ کس شغل میں ہو؟ ہم نے بات بیان کی۔ وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا وہاں ہمیں نبی کریم ﷺ کی تصویر نظر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص حضور کریم ﷺ کے پیچھے آپ ﷺ کے قدم مبارک پکڑے ہوئے ہے۔ میں نے پوچھا یہ دوسرا کون ہے؟ وہ کتابی بولا:

انهُ لم یکن نبی الابعدهُ نبی الاهذا فانهُ لانبی بعدهُ وهذا الخلیفة بعدهُ"

ہر نبی کے بعد کوئی نہ کوئی نبی ضرور آیا مگر اس نبی (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ دوسرے ان کے بعد خلیفہ ہیں۔ میں نے جب نظر اٹھائی تو وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصویر تھی۔

(ختم نبوت، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، ص ٦٢)

اس حدیث مبارک میں جہاں شام کے نصرانی نے نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کی شہادت دی وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل کتاب کی کتابوں میں یہ تحریر ہے کہ نبی اکرم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہیں۔

(١٥) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله ﷺ لیس انا قدمت الله قدمهما فاثبتوابهما ترشدواومن قال فیهما سوأ فاقتلوهُ فانما یریدنی و الاسلام ورواهُ احمد عن أم عمرو بنت حسان یزید عن سعید بن یحیٰ بن قیس عن ابیه عن حفصة رضی الله عنها مرفوعاً ولفظهُ لیس أنا قدمت أبابکر فحسب ولم یذکر عمر رضی الله عنهُ

(فردوس الاخبار، ج ٣، ص ٤٦٥)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے ان دونوں (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو مقدم نہیں کیا بلکہ عزوجل نے ان کو مقدم فرمایا (یعنی خلافت میں مقدم ہونا) پس ان کے ساتھ ثابت قدم رہو، ہدایت پا جاؤ گے۔ اور جس نے ان دونوں کی شان میں گستاخی کی، اس کو قتل کرو۔ اس لئے کہ اس نے میری اور اسلام کی توہین کی ہے۔

ظاہر ہے نبی کریم ﷺ کی توہین کفر ہے اور وہ واجب القتل ہے۔ اسی طرح جس نے شیخین کی شان میں گستاخی کی اس نے نبی محترم ﷺ کو ایذا پہنچائی اور توہین کی۔

اس حدیث کو امام احمد نے ام عمرو بنت حسان یزید سے انہوں نے سعید بن یحییٰ بن قیس سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا۔ اس کے لفظ یہ ہیں۔

"حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو میں نے مقدم نہیں کیا۔ پس یہ کافی ہے"

یعنی سمجھنے والوں کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے آپ کو مقدم نہیں کیا تو خود رب ذوالجلال نے ان کو مقدم فرمایا۔ لیکن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں۔

(۱۲) عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ أریت انی وضعت فی کفة وامتی فی کفة فعدلتها ثم وضع ابوبکر رضی اللہ عنهٗ فی کفة وأمتی فی کفة فعدلها ووضع عمر فی کفة وأمتی فی کفة فعدلها ووضع عثمان رضی اللہ عنهٗ فی کفة فعدلها ثم رفع المیزان . (طبرانی، ج ۲۰، ص ۸۶)

فی سنده محمد بن المبارك الصوری كان صدوقاً وبقیة رجاله ثقات

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے خواب دکھایا گیا کہ میں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری امت دوسرے پلڑے میں۔ میں نے اپنا پلڑا بوجھل (بھاری) پایا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ایک پلڑے میں اور میری امت کو دوسرے میں رکھ دیا گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کا پلڑا بھاری نکلا، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور میری امت کو ایک ایک پلڑے میں رکھا گیا، پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ والا پلڑا بھاری

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکلا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کو اور میری امت کو ایک ایک پلڑے میں رکھا گیا تو حضرت عثمانؓ والا پلڑا بھاری رہا۔

امام ہیثمی، صاحب مجمع الزوائد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن مبارک صوری ہیں اور وہ صدوق ہیں اور حدیث کے باقی رجال ثقہ ہیں۔

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے بعد خلفاء کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

پلڑے کا بھاری ہونا افضیلت کی دلیل ہے۔ جس ترتیب سے اس حدیث میں خلفا مذکور ہوئے وہ ان کی فضیلت و خلافت کی ترتیب پر دلیل ہے۔ (فتدبروا)

(۱۷) حدثنا ابراهيم بن نائلة الاصبحاني ثنا اسماعيل بن عمرو البجلي أنا ابوعوان عن ابي سنان عن الضحاك بن مزاحم عن ابن عباس في قول الله عزوجل (واذأسرالنبي الى بعض أزواجه حديثا) قال دخلت حفصة رضي الله عنها على النبي ﷺ في بيتها وهويطأ مارية فقال لها رسول الله ﷺ لاتخبري عائشة حتى أبشرك ببشارة فان اباك يلي من بعد ابي بكر رضي الله عنهُ اذا أنامت فذهبت حفصة رضي الله عنها فأخبرت عائشة أنها رأت النبي ﷺ بطأمارية فاخبرتها أن النبي ﷺ اخبرها أن ابابكر رضي الله عنهُ يلي بعد رسول الله ﷺ ويلي عمر رضي الله عنهُ بعدهُ فقالت عائشة رضي الله عنها للنبي ﷺ من أنبأك هذا فقال نبأني العليم الخبير فقالت عائشة لاأنظر اليك حتى تحرم مارية فحرمها فانزل الله عزوجل (يايها النبي لم تحرم)

وقال في مجمع الزوائد ۵/۱۷۸ وفيه اسماعيل بن عمرو البجلي وهوضعيف وقدوثقهُ ابن حبان والضحاك بن مزاحم لم يسمع من ابن عباس وبقية رجالهُ ثقات .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، اللہ تعالیٰ کے فرمان (واذ اسرالنبی الی بعض ازواجه حديثا) کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت حفصہؓ حضرت عائشہؓ کے گھر نبی اکرم ﷺ کے پاس گئیں تو آپ ﷺ حضرت ماریہ قبطیہؓ سے محو ہم بستری تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا اس بات کی عائشہؓ کو خبر نہ دینا، میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں ـ بے شک تیرا باپ حضرت ابوبکرؓ کے بعد والی ہوگا (یعنی عمر فاروق) جبکہ میں اس دنیا سے جا چکا ہوں گا۔ حضرت حفصہؓ لوٹ گئیں اور حضرت عائشہ کو بتادیا کہ یہ معاملہ پیش آیا اور نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی بتائی کے میرے بعد ابوبکر صدیقؓ والی ہوں گے اور ان کے بعد حضرت عمرؓ۔ حضرت عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ یہ خبر آپ ﷺ کو کس نے دی؟ فرمایا مجھے میرے علیم وخبیر (یعنی اللہ تعالیٰ) نے بتایا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا میں اس وقت تک آپ ﷺ کی طرف نہ دیکھوں گی جب تک آپ ﷺ ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام نہیں کرتے۔ پس نبی کریم ﷺ نے ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کردیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی

(یا ایها النبی لم تحرم.. آلایة)

اس سے بھی نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ ہونے کی خوشخبری موجود ہے۔

(۱۸) أ خرج ابوالقاسم البغوی بسند حسن عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول یکون خلفی اثنا عشر خلیفته ابوبکرؓ لایلبث الاقلیلا قال الائمه صدر هذا الحدیث مجمع علی صحته واردمن طرق عدة أخرجه الیشخان وغیر هما وأخرجه البخاری فی التاریخ الکبیر عن جابر بن سمرة رضی اللہ عنه

(تاریخ کبیر، ج ا، ص ۴۴۶، معجم کبیر للطبرانی، ج ا، ص ۵۴)

ابوالقاسم بغوی نے بسند حسن حضرت عبداللہ بن عمر سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ میرے بعد بارہ خلیفے ہوں گے اور حضرت ابوبکرؓ تھوڑی مدت خلیفہ رہیں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آئمہ فرماتے ہیں اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے اور یہ متعدد طریقوں سے وارد ہے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے بھی تخریج کیا اور ان کے علاوہ دیگر علمائے اعلام نے بھی نقل کی ہے۔ امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اس حدیث کو جابر بن سمرہؓ سے تخریج فرمایا۔

صاحب مجمع الزوائد فرماتے ہیں اس حدیث میں سوائے مطلب بن شعیب ازدی کے تمام راوی ثقہ ہیں اور عبداللہ بن احمد نے بسند صحیح اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

قاضی عیاض مالکیؒ لکھتے ہیں اس حدیث یا اس کی مشابہ دیگر احادیث میں جو بارہ خلیفوں کا ذکر آیا ہے اس سے مراد شاید یہ ہے کہ یہ خلیفے مدت خلافت میں قوی ہوں گے اور قوت اسلام اور امور اسلام میں طاقت والے ہوں گے اور بارہ خلفاء یہ ہیں۔

خلفائے راشدین، حضرت امیر معاویہؓ، امیر معاویہ کا بیٹا یزید، ابن زبیرؓ کے قتل کے بعد عبدالملک اور اس کے بعد عبدالملک کے چار بیٹے ولید، سلیمان، یزید اور ہشام، سلیمان اور یزید کے درمیان کچھ عرصہ عمر بن عبدالعزیزؓ بھی خلیفہ رہے مگر انکو بارہ خلفاء میں شمار نہیں کیا جاتا۔ ان کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک، یعنی عبدالملک کا پوتا اپنے چچا ہشام کی موت کے بعد خلیفہ بنا۔ ولید بن یزید تقریباً چار سال بر سر اقتدار رہا اور پھر لوگوں نے اس کو قتل کر دیا۔ ولید بن یزید کے بعد احوال متغیر ہو گئے، فتنے پھیل گئے اور اس کے بعد لوگوں کا خلافت پر اجماع نہ ہو سکا۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ دوسری احادیث میں وارد ہوا ہے کہ میرے بعد مدت خلافت تیس سال ہو گی اور اس کے بعد بادشاہ ہوں گے اور اس مذکورہ حدیث میں بارہ خلیفوں کا ذکر آیا ہے، مطابقت کیسے ہو گی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ خلفائے اربعہؓ اور خلافت امام حسنؓ کی مدت تیس سال بنتی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے جو خلافت کے لائق ہیں وہ یہی چار خلیفے ہیں۔

دوم یہ حدیث کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہو گی، بارہ خلفاء والی حدیث

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے منافی نہیں۔ کیونکہ "الخلافۃ" میں "ال" کمال کیلئے آیا ہے، یعنی خلافت کاملہ خلفائے اربعہ اور امام حسن رضی اللہ عنہم کی ہی ہو گی۔ اور اس کمال کی مدت تیس سال ہے پھر بارہ خلفاء سے مراد خلافت مطلقہ ہے اس میں کمال ہو یا نہ ہو جیسے یزید بن معاویہ کی خلافت۔
لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔
بہر حال اس حدیث میں بھی خلافت حضرت ابو بکرؓ کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "ابوبکر لایلبث الاقلیلا" اگر شیخین کی کدورت سے سینے خالی ہوں تو ان کیلئے یہ حدیث واضح دلیلِ خلافت ہے۔

(۱۹) أخرج أحمد وحسنه وابن ماجه والحاكم وصححهُ عن حذيفة رضي الله عنهُ قال، قال رسول الله ﷺ اقتدوا باللذين من بعدى ابى بكر و عمر رضي الله عنهما وأخرجه الطبراني من حديث ابى الدرداء رضي الله عنهُ والحاكم من حديث ابن مسعود رضي الله عنهُ وروىٰ أحمد والترمذى وابن ماجة وابن حبان في صحيحهٖ عن حذيفة رضي الله عنهُ اني لاأدرى ماقدر بقائي فيكم فاقتد واباللذين من بعدى ابى بكر و عمر وتمسكوا بهدى عمار وماحدثكم ابن مسعود فصد قوا. والترمذى عن ابن مسعودؓ والرديانى عن حذيفة وابن عدى عن أنس اقتدوا باللذين من بعدى من اصحابى ابى بكر و عمر رضى الله عنهما واهتدو ابهدى عمار وتمكسوا بعهد ابن مسعود رضي الله عنهم

(ابن حبان جز ۹، ص ۲۵. طبرانی ، ج ۹، ص ۶۸، حاکم، ج ۳، ص ۷۵، مسند احمد، ج ۵، ص ۴۰۱ ترمذی شریف، حدیث نمبر ۳۶۶۲، ۳۸۰۵. ابن ماجہ حدیث نمبر ۹۷)

اس حدیث کو امام احمد نے تخریج کیا اور فرمایا "حسن" ہے۔ ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہٗ سے تخریج کی اور امام حاکم نے فرمایا "صحیح" ہے۔
حضرت حذیفہؓ نے فرمایا، رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں میرے بعد ان دو شخصوں (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی اقتدا کرو۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طبرانی نے ابو درداء سے اور امام حاکم نے ابن مسعودؓ سے تخریج کی۔ امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت حذیفہؓ سے اس کو روایت کیا۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا جب آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ کتنا عرصہ تمہارے درمیان رہوں۔ میرے بعد ان دونوں یعنی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا اور حضرت عمارؓ سے ہدایت لینا اور ابن مسعودؓ تمہیں جو فرمائیں اس کی تصدیق کرنا۔

ترمذی نے ابن مسعود سے اور ردیانی نے حضرت حذیفہؓ سے اور ابن عدی نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی۔ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میرے اصحاب میں سے ان دونوں یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا۔ حضرت عمارؓ کی ہدایت کے ساتھ ہدایت پاؤ اور ابن مسعودؓ کے عہد کو مضبوط پکڑو۔

علامہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔

قال شارح عقيدة الطحاوية ان ترتيب الخلفاء الراشدين في الفضيلة كترتيبهم في الخلافة الاان لابي بكر و عمر رضي الله عنهما مزية وهي ان النبي ﷺ أمرنا باتباع سنة الخلفاء الراشدين ولم يأمرنا في الاقتداء بالافعال الالابي بكر وعمر رضي الله عنهما فقال اقتدوا باللذين من بعدي ابوبكر و عمر رضي الله عنهما وفرق بين اتباع سنتهم والاقتداء بهم فحال ابي بكر و عمر رضي الله عنهما فوق حال عثمان وعلي رضي الله عنهما.

علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں شارح عقیدہ طحاویہ کا کہنا ہے کہ خلفائے راشدین کی ترتیب فضیلت میں ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔ مگر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان ارفع ہے، وہ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے سنت خلفائے راشدین کی اتباع کا حکم دیا مگر اقتداء کا حکم صرف ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کیلئے دیا۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ شارح نے ان خلفاء کی سنت کی اتباع اور اقتداء میں فرق کیا ہے (سنت کی اتباع اور ان کی اقتدا الگ الگ چیزیں ہیں) اس اعتبار سے

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما، حضرت عثمان غنی و علی المرتضٰی رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں۔

(۲۰) اخرجهٗ الاسماعیلی فی معجمه عن سهل بن ابی جثمة قال بایع اعرابی النبیﷺ بقلائص الی اجل فقال علی رضی الله عنهٗ لأعرابی ائت النبیﷺ فسئلهٗ ان اتی علیه أجل من یقضیه قال یقضیك ابوبکرؓ فرجع الی علی رضی الله عنهٗ فاخبرهٗ فقال علیؓ ارجع فسئله ان أتی علی ابی بکرؓ أجلهٗ من یقضیه فاتی الاعرابی النبیﷺ فسالهٗ فقال یقضیك عمررضی الله عنهٗ، فقال علی للاعرابی سلهٗ من بعد عمررضی اللهعنه فقال یقضیك عثمانؓ، فقال علیؓ للأعرابی ائت النبی ﷺ فاسئلهٗ ان أتی علی العثمان أجلهٗ من یقضیه فسألهٗ فقال النبیﷺ اذا أتی علیٰ ابی بکر أجلهٗ وعلی عمر و عثمان رضی الله عنهم فان استطعت أن تموت فمت.

(مرقاة، ج ۱۱، ص ۲۸۴...... ورواهُ الطبرانی عن عصمة بن مالك، ج ۱۷، ص ۱۸۰)

اسماعیلی نے اپنے معجم میں سہل بن ابی جثمہ رضی اللہ عنہٗ سے یہ حدیث تخریج کی، آپ فرماتے ہیں ایک اعرابی سے نبی کریم ﷺ نے ایک مدت تک (ادھار) اونٹنیاں خریدیں۔ حضرت علیؓ نے اس اعرابی سے فرمایا کہ حضور ﷺ کے پاس جاکر پوچھو اگر آپ ﷺ کی وفات ہو جائے تو یہ رقم کون ادا کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ تمہیں یہ رقم ادا کریں گے۔ اعرابی واپس آگیا اور جو کچھ سرکار نے فرمایا حضرت علیؓ کو بتادیا۔ حضرت علیؓ نے اعرابی کو فرمایا آپ ﷺ کی خدمت میں جاکر سوال کر کہ اگر ابوبکرؓ وفات پاجائیں تو رقم کون ادا کرے گا؟ اعرابی گیا اور یہی سوال کیا، بارگاہ نبوت سے ارشاد ہوا، اگر ایسا ہوا تو عمر فاروقؓ یہ رقم ادا کریں گیا۔ اعرابی پلٹا تو حضرت علیؓ نے اسے پھر بھیجا کہ پوچھ اگر عمرؓ فوت ہو گئے تو رقم کون دے گا؟ گیا اور سوال کیا: فرمایا گیا عثمانؓ رقم ادا کریں گے۔ حضرت علیؓ نے اسے پھر واپس بھیجا کہ پوچھ اگر حضرت عثمانؓ بھی رخصت ہو گئے تو رقم کس کے ذمے ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم وفات پا جائیں تو پھر اگر تجھ میں مرنے کی استطاعت ہو تو مر جانا۔

یہ حدیث اس سے قبل گزر چکی ہے (نمبر ۳) مگر وہاں مختصراً۔ خریدنے اور رقم کی ادائیگی کے متعلق ارشاد ہے کہ میرے بعد ابو بکر پھر عمر اور اگر عمر کی وفات ہو جائے تو عثمان رضی اللہ عنہم رقم دیں گے۔ مگر یہاں تفصیل سے حضرت علیؓ کے حوالے سے اعرابی کا مکالمہ موجود ہے۔ اور یہ خلافت صدیق اکبرؓ کے بلا فصل ہونے پر واضح دلیل ہے کیونکہ ادائیگی کا ذمہ دار وہی ہوتا ہے جو خلیفہ ہو۔

(۲۱) عن عائشته رضی اللہ عنها قالت قال رسول اللہ ﷺ لاینبغی لقوم فیهم ابوبکر أن یؤمهم غیره. رواهُ الترمذی وقال هذا حدیث غریب.

(ترمذی شریف . فضائل صحابہؓ)

قال القاریؒ وفی معناهُ من هوا فضل القوم من غیرهم وفیه دلیل علی انهُ أفضل جمیع الصحابة فاذاثبت هذا فقدثبت استحقاق الخلافة ولاینبغی ان یجعل المفضول خلیفة مع وجود الفاضل .

(مرقاة ج ۱۱، ص ۲۸۸)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس قوم میں ابو بکرؓ ہوں وہاں کسی دوسرے کو امام بنایا جائے۔

علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسی معنی میں دوسری حدیث شریف ہے کہ وہ شخص جو قوم میں افضل ہے وہی امامت کرے۔

موصوف فرماتے ہیں۔ اس میں دلیل ہے کہ آپؓ سب سے افضل ہیں اور بالتحقیق آپؓ کی خلافت کا استحقاق بھی ثابت ہو گیا کیونکہ افضل کی موجودگی میں غیر افضل (اس افضل سے کمتر) کو خلیفہ نہیں بنایا جا سکتا۔

جب حضرت ابو بکرؓ سب سے افضل ہیں تو خلافت کے بھی وہی مستحق ہیں۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد باجماع صحابہؓ آپؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ جملہ صحابہؓ کا عقیدہ آپ کی افضلیت پر پختہ تھا تبھی انہوں نے خلافت بھی آپؓ کو سونپی۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲۲) عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ أتانی جبرئیل. فقلت یا جبرائیل من یہاجر معی. قال ابوبکر رضی اللہ عنہ وھو یلی أمر أمتك من بعدك وھو أفضل أمتك. (فردوس الأخبار للدیلمی، ج ۱، ص ۴۹۰)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل امین آئے، میں نے ان سے پوچھا میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت ابوبکرؓ کریں گے اور آپ ﷺ کے بعد وہ آپ ﷺ کی امت کے امر کے والی ہوں گے (یعنی خلیفہ ہوں گے) اور وہ آپ ﷺ کی امت میں سے افضل ہیں"۔

اس حدیث شریف سے جہاں خلافت ابوبکرؓ پر واضح اور روشن دلیل مل رہی ہے وہاں یہ بھی پتہ چل گیا کہ نبی کریم ﷺ کو یقینی علم حاصل ہو گیا تھا کہ میرے بعد خلیفہ حضرت ابوبکرؓ ہی ہوں گے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے اس خلافت پر نص نہیں فرمائی۔

(۲۳) عن ابی سعید الخدریؓ عن النبی ﷺ قال ان امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر. و عند البخاری ابابکر ولو کنت متخذا خلیلاً لأتخذت ابابکر خلیلاً ولکن أخوۃ الاسلام ومودتہ لاتبقین فی المسجد خوخۃ الاخوخۃ ابی بکر و فی روایۃ لو کنت متخذاً خلیلاً غیر ربی لأتخذت ابابکر خلیلاً. متفق علیہ.

(بخاری شریف، باب مناقب۔ مسلم شریف. باب مناقب صدیق)

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی صحبت اور مال کے ساتھ مجھ پر لوگوں میں سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔

امام بخاری کے نزدیک (ابوبکر) کی جگہ (ابابکر) آیا ہے۔ فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو ہی بناتا۔ لیکن اسلامی اخوت و مودت بہتر ہے۔ مسجد میں سوائے ابوبکرؓ کے دروازے کے کوئی دروازہ باقی نہ رکھا جائے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل کے علاوہ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابو بکرؓ کو خلیل بناتا۔

اس حدیث کا ظاہر اسلوب دلالت کرتا ہے کہ اخوت و مودت اسلام، خلت سے بہتر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان (ولکن اخوة الاسلام) جملہ شرطیہ سے استدراک ہے۔ پس مفہوم یہ ہوا کہ گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اور ابو بکرؓ کے درمیان خلت نہیں لیکن اخوت اور مودت فی الاسلام ہے۔ لہٰذا خلت کی نفی ہو گئی اور اخوت کو ثابت رکھا گیا جو محبت والفت میں مساوات کی متقاضی ہے۔ اور مودت اسلام جو محبت دینیہ سے پیدا ہونے والی ہے نہ کہ دنیاوی اغراض و مقاصد کی وجہ سے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ خلت صرف اللہ عزوجل کیلئے ہے اور اس خلت سے کم جو مودت و اخوت ہے اسے رب تعالیٰ کے علاوہ کے لئے پسند کیا۔ یعنی بعد از خلت، محبت و اخوت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ لہٰذا اس حدیث کے ظاہر اسلوب کے مطابق خلت سب سے اعلیٰ ہے اور اس کے بعد اخوت اسلامی۔

اس ضمن میں ایک اور حدیث شریف ملاحظہ ہو۔ روایت مسلم شریف بحوالہ حضرت جندبؓ۔

سمعت رسول الله ﷺ قبل أن يموت بخمس ليال وهو يقول انى أبرا الى الله عزوجل أن يكون لى منكم خليلاً فان الله عزوجل قد اتخذنى خليلاً كما اتخذ ابراهيم خليلاً ولو كنت متخذا من امتى خليلاً لاتخذت ابابكر خليلاً

"میں نے رسول کریم ﷺ سے آپ کی وفات مبارک سے پانچ راتیں پہلے یہ بات سماعت کی کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس بات سے برأت کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا خلیل ہو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ ہی میرے خلیل ہوتے۔

مندرجہ بالا دونوں احادیث اس بات کی شاہد ہیں کہ خلیل سوائے اللہ تعالیٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اور علامہ بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری میں جبکہ ملا علی قاری نے المرقاۃ میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

أخرج الحافظ ابو الحسن الحربی فی فوائدہٖ عن ابی بن کعب انہٗ قال أن أحدث عهدی نبیکم ﷺ قبل وفاتہٖ بخمس لیال دخلت علیه وهو یقلب یدیه وهو یقول انهٗ لم یکن نبی الا وقد اتخذ من أمتہٖ خلیلاً وان خلیلی من امتی ابوبکر بن أبی قحافة ألا وان الله تعالیٰ قداتخذنی خلیلاً کما اتخذ ابراهیم خلیلاً. (معجم کبیر طبرانی، ج ١٩ ص ٤١، مرقات، ج ١١، ص ٢٨٣.

فتح الباری، ج ٧، ص ٢٣، عمدة القاری، ج ١٦، ص ١٧٧)

حافظ ابو الحسن حربی نے "فوائد" میں ابی بن کعبؓ سے ایک حدیث تخریج کی"۔

آپؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی وفات سے قبل پانچ راتیں، میری ملاقات حضور ﷺ سے ہوئی۔ میں بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت سے اپنا خلیل نہ بنایا ہو اور بے شک میری امت سے میرے خلیل ابوبکر بن ابی قحافہؓ ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! کہ میرے رب تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا"۔

علامہ ملا علی قاریؒ نے واحدی کی تفسیر سے ایک حدیث نقل فرمائی۔

أخرج الواحدی فی تفسیرہ عن ابی امامة قال قال رسول الله ﷺ ان الله اتخذنی خلیلاً کما اتخذ ابراهیم خلیلاً وانه لم یکن نبی الاله فی امتہٖ خلیل وان خلیلی ابوبکر رضی الله عنهٗ

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ کوئی نبی ایسا نہیں جس کا اپنی امت سے خلیل نہ ہو اور میرے خلیل ابوبکرؓ ہیں"۔

یہ دونوں حدیثیں مسلم و بخاری کے معارض ہیں۔ پہلی دو حدیثوں سے ثابت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرا کوئی خلیل نہیں اور ان دو حدیثوں میں حضور ﷺ نے ابو بکر صدیقؓ کو خلیل قرار دیا۔

بہر حال جن حدیثوں میں خلیل نہ بنانے کا ذکر ہے وہ زیادہ صحیح اور اثبت ہیں۔ اگر یہ روایت صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا خلیل ابو بکرؓ ہے تو معنی یوں ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے خدائے بزرگ و برتر کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا خلیل بنانے سے بیزاری کا اظہار فرمایا مگر ابو بکرؓ کے ساتھ نسبت اور تعلق اسقدر قوی اور محبت سے آراستہ کا تھا کہ انہیں بھی اپنا خلیل بنانے کا اشتیاق تھا۔ تو آپ ﷺ کے اشتیاق کو دیکھتے ہوئے اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کو خلیل بنانے کی اجازت دیدی۔ پس اس اذن کے بعد آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنا خلیل بنالیا۔ اس طرح تعارض ختم ہو گیا کہ جب تک اذن نہ تھا صرف خدائے تعالیٰ ہی خلیل تھا، جب بارگاہ صمدیت سے اجازت ملی تو حضرت ابو بکرؓ کو بھی خلیل بنالیا۔

اس سے حضرت صدیق اکبرؓ کی عظمت و شان عیاں ہوتی ہے۔ دو علتیں ثابت ہوتی ہیں ایک نبی کریم ﷺ کی شان پر دلیل ہے تو دوسری علت صدیق اکبرؓ کی عظمت کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ بمطابق حدیث شریف حضرت صدیق اکبرؓ کے علاوہ مسجد کے تمام دروازے بند کر دینے کا حکم بھی آپؓ کی خلافت پر دلیل ہے۔ کیونکہ نماز کے قائم کرنے کیلئے اور امامت کی خاطر خلیفہ کا مسجد کے قریب ہونا ضروری ہے اسی لئے آپ کا دروازہ کھلا رکھا گیا کہ آپ بعد از وفات نبی ﷺ خلیفہ رسول ہیں۔

(۲۴) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لما عرج بی سألت ربی عزوجل ان یجعل الخلیفۃ بعدی علی بن ابی طالب فارتجت الملائکۃ وقالوا یا محمد (ﷺ) أن اللہ یفعل مایشاء والخلیفۃ من بعدك ابوبکر رضی اللہ عنہ.

(فردوس الاخبار للدیلمی، ج ۳، ص ۴۷۶)

ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج کرائی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گئی تو میں نے رب ذوالجلال کی بارگاہ کرم میں سوال کیا کہ میرے بعد علیؓ بن ابی طالب کو خلیفہ بنایا جائے۔ پس فرشتوں کی آواز بلند ہوئی اور کہنے لگے اے محمد! ﷺ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد خلیفہ ابو بکر صدیقؓ ہوں گے۔

صاف پتہ چل رہا ہے کہ مشیت ایزدی میں ہی آپ کی خلافت مرقوم و موجود تھی۔ اس صراحت پر مزید تبصرے کی کیا گنجائش باقی ہے؟

اس حدیث کی شاہد ایک دوسری حدیث ہے جسے دارقطنی، خطیب اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے تخریج فرمایا اور اس حدیث کو علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنی کتاب "صواعق محرقہ" میں نقل فرمایا۔

(۲۵) اخرج الدارقطنی والخطیب وابن عساکر عن علی رضی اللہ عنہٗ قال قال لی رسول اللہ ﷺ سئلت اللہ ان یقدمك ثلاثا فابی علی الا تقدیم ابی بکر رضی اللہ عنہٗ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین مرتبہ سوال کیا کہ علیؓ کو مقدم فرمایا جائے تو رب ذوالجلال نے سوائے ابو بکرؓ کی تقدیم کے باقی کا انکار فرمایا۔

یہ حدیث، حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مؤید ہے جس میں واقع ہوا کہ خلافت تو ابو بکرؓ کیلئے لکھی جا چکی ہے۔ اس لئے اس حدیث مذکورہ کے مطابق رب ذوالجلال نے تین مرتبہ ابو بکرؓ صدیق کو مقدم کرنے کے علاوہ کا انکار فرمایا لہٰذا یہ دونوں حدیثیں نص کی حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ باقی حدیثوں میں تعریض (اشارۃً ثابت کرنا) ہے جو تصریح کو مستلزم ہے۔

اس کے باوجود اگر کوئی عقل کا اندھا کہہ دے کہ خلافت تو حضرت علیؓ کا حق تھا مگر (نعوذ باللہ) صدیق اکبرؓ نے اس پر قبضہ کر لیا تو اس کی عقل پر کیا کہا جا سکتا ہے۔ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلافت صدیق اکبرؓ کے بلا فصل ہونے کی گواہی دے رہے ہیں اور یہ حدیث شریف سے ثابت ہوا ہے۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنا امام تسلیم کرنے والے ان کا کلام اور حدیث بھی مد نظر رکھیں۔

(۲۶) عن ابی ذر رضی اللہ عنہُ یقول التمست النبی ﷺ فی بعض حوائط المدینۃ فاذا ھوقاعد تحت نخلۃ فسلم علی النبی ﷺ وفی روایۃ (سلمت) فقال ماجاء بک فقال حبت النبی ﷺ فأمرہ أن یجلس وقال لیأتینارجل صالح فسلم ابوبکر رضی اللہ عنہُ ثم قال لیأ تینا رجل صالح قال فجاء عمر رضی اللہ عنہُ وقال لہ مثلہُ وقال لیأ تینا رجل صالح فاقبل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہُ ثم جاء علی رضی اللہ عنہُ فسلم فرد علیہ مثلہ ومع النبی ﷺ حصیات فسبحن فی یدہ فناولھن ابابکر فسبحن فی یدہ ثم عمر فسبحن فی یدہ ثم عثمان فسبحن فی یدہ۔

(التاریخ الکبیر للبخاری، ج ۸، ص ۴۴۳...... اسد الغابۃ، ج ۳، ص ۲۱۵)

وفی روایۃ فسبحن فی یدہ حتی سمع لھن حنین کحنین النحل فی کف رسول اللہ ﷺ ثم ناولھن ابابکر رضی اللہ عنہُ وجاوزنی فسبحن فی کف ابی بکر رضی اللہ عنہُ ثم أخذ ھن منہ فوضعھن فی الارض فخرسن وصرن حصی ثم ناولھن عمر رضی اللہ عنہُ

(دلائل النبوۃ، ابونعیم، ص ۳۶۹۔ خصائص الکبرٰی للسیوطی، ج ۲، ص ۷۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہُ فرماتے ہیں، میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات کا متمنی ہوا، آپ ﷺ کی تلاش میں نکلا۔ دیکھا کہ درخت کے نیچے آرام فرمارہے ہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے سلام عرض کیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ "میں نے (یعنی ابوذرؓ) نبی کریم ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! کیوں آئے ہو؟ عرض کیا، بارگاہ عالیہ میں حاضر خدمت ہوا ہوں۔ سرکار نے حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا ابھی ایک صالح مرد آئے گا، اتنے میں ابوبکر صدیقؓ حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ایک صالح مرد آنے والا ہے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ حاضر خدمت ہو گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے پہلے سے کلمات دہرائے تو حضرت عثمانؓ حاضر

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو گئے اور پھر حضرت علیؓ آئے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس چند سنگریزے تھے، انہیں دست اقدس میں لیا تو وہ تسبیح پڑھنے لگے۔ پھر ان سنگریزوں کو ابو بکرؓ نے پکڑا تو ان کے ہاتھ میں بھی انہوں نے تسبیح پڑھی، پھر حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھ میں بھی اسی طرح تسبیح کی اور ایسا ہی حضرت عثمانؓ کے ہاتھوں میں ہوا۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ان سنگریزوں نے نبی اکرم ﷺ کے کف اقدس میں تسبیح کی یہاں تک کہ ان کی تسبیح کی آواز اس طرح سنی گئی جیسے شہد کی مکھی کی آواز ہوتی ہے۔ پھر ان کو حضرت ابو بکرؓ نے پکڑ لیا، انہوں نے کف صدیق اکبرؓ میں تسبیح کی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ابو بکرؓ سے لے کر انہیں زمین پر رکھ دیا۔ پس وہ خاموش ہو گئیں اور سنگریزہ بن گئیں (آخر حدیث تک)

اس حدیث مبارک میں بھی خلافت ابو بکر صدیقؓ کی طرف اشارہ ہے۔

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں۔

وتأمل مافي الرواية الثاني من أعطاء النبيﷺ أيا هن لأبي بكر من يده من قبل وضعهن بالأرض بخلافهٖ في عمر و عثمان رضي الله عنهما تعلم ان ذالك كله لمزيد قرب ابي بكر رضي الله عنه حتى صيريدهٗ ليست أجنبية من يدالنبيﷺ فلم يفصل بينهما بزوال حياة تلك الحصيات بخلافهٖ في عمرو عثمان رضي الله عنهما.

دوسری روایت میں غور کیجئے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سنگریزوں کو زمین پر رکھنے سے پہلے اپنے ہاتھ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو عطا کیں بخلاف حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے، کہ نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کو براہ راست اپنے ہاتھ سے کنکریاں نہیں دیں بلکہ زمین پر رکھ دیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مزید قرب کیلئے تھا یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ اس طرح ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ سے اسے اجنبیت نہ رہی۔ وہی زندگی جو نبی کریم ﷺ کے دست اقدس میں سنگریزوں میں تھی وہ حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ میں جا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر بھی زائل نہ ہوئی بلکہ بر قرار رہی اور سنگریزے تسبیح کرتے رہے"۔

علامہ ابن حجر مکیؒ کی یہ نفیس تصریح اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ نبوت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا کس قدر قرب تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے وہ سنگریزے دست ابوبکرؓ میں دیئے اور تسبیح جاری رہی خلاف حضرت عمرؓ و عثمانؓ کے کہ انہوں نے زمین سے کنکریاں اٹھائیں۔ یہ واقعہ صدیق اکبرؓ کے قرب اور محبت رسول ﷺ پر دال ہے اور اس بات کی بھی دلیل کہ باعتبار فضیلت حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے اول ہیں اور یہی ترتیب خلافت میں ہے۔

(۲۸) واخرج البغوی بسند جیدعن جعفر بن محمد الصادق من ابیه عن عبدالله بن جعفر قال ولینا ابوبکر رضی الله عنه فخیر خلیفة ارحمه بنا و احناه علینا

(الاصابة، ج ۲، ص ۳۴٤)

امام بغوی نے بسند جید عبداللہ بن جعفر سے ایک حدیث تخریج فرمائی۔

عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ ہمارے والی بنائے گئے، پس آپؓ بہترین خلیفہ ہیں۔ ہمارے ساتھ بہت رحم کرنے والے اور ہم پر بہت مہربان۔

حضرت عبداللہ بن جعفر فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ مشفق و مہربان خلیفہ کی حیثیت سے فرائض سر انجام دیتے رہے اور ان کے متعلق یہ شہادت بھی استحقاق خلافت پر ایک دلیل ہے۔

(۲۹) عن علی بن ابی طالب قال قدم رسول الله ﷺ ابابکرؓ فصلی بالناس وانی لشاهد غیر غائب وانی بصحیح غیر مریض ولوشاء أن یقدمنی لقدمنی فرضینا لدنیانا من رضیه الله ورسوله لدیننا

(اسد الغابة، ج ۳، ص ۲۲۱)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے نماز کیلئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کو آگے کیا اور آپؓ نے لوگوں کی امامت کی۔ میں بھی وہاں موجود تھا اور صحیح و

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تندرست تھا۔ اگر مجھے نبی کریم ﷺ امامت کا حکم دینا چاہتے تو دے سکتے تھے۔ (مگر آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو امامت کا حکم دیا) پس ہم نے اپنی دنیا کیلئے اسے پسند کر لیا جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا۔

اس حدیث سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں۔ اول نماز کیلئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کو مصلائے امامت پر کھڑا کرنا، آپؓ کی خلافت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ کہ جب نماز میں یہ خلیفہ ہیں تو بعد از وفات رسول اکرم ﷺ بھی خلیفہ ہوں۔

دوم، حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی خلافت کو قبول کر لیا اور بیعت بھی کی جیسا کہ اس حدیث سے اور اس سے پہلے بھی مذکور ہے۔

(۳۰) عن محمد بن زبير قال أرسلني عمر بن عبدالعزيز الى الحسن البصرى أسأله عن أشياء فصعدت اليه فاذا هو متكئ على وسادة من ادم فقلت ارسلني اليك عمربن عبدالعزيز أسالك فاجبني فيما سألته عنهٗ وقال اشفني فيما اختلف الناس فيه هل كان رسول الله ﷺ استخلف ابابكر فاستوى الحسن قاعداً فقال أوفي شك هٰولاء أباللك اى والله الذى لااله الا هو لقد استخلفه، الى آخر الحديث.

(اسد الغابة، ج ۳، ص ۲۲۰ ...... صواعق محرقه، ص ۲۶)

محمد بن زبیر فرماتے ہیں کہ مجھے عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت حسن بصری کی طرف بھیجا کہ ان سے چند کاموں کے متعلق سوال کروں۔ پس تعمیل حکم کرتے ہوئے بوقت آپ تک پہنچا۔ آپ چمڑے سے بنے ہوئے تکیے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا: مجھے عمر بن عبدالعزیزؒ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپ سے کچھ پوچھوں۔ براہ کرم آپ مجھے شافی جواب ارشاد فرمایئے۔ میں (محمد بن زبیر) نے عرض کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا تھا؟ حضرت حسن بصریؒ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: تیرا باپ نہ رہے، کیا اس میں شک ہے؟ قسم ہے! مجھے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابو بکرؓ کو خلافت عطا کی تھی۔

حضرت حسن بصریؓ کے اس قول کے بعد تمام شکوک وشبہات دور ہو جاتے ہیں کیونکہ آپ جیسی برگزیدہ شخصیت حلفاً فرمارہے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا ہے اس حدیث کے بعد ایمان کو تقویت اور حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت بلا فصل پر قوی شہادت ملتی ہے۔ منکرین خلافت صدیق اکبرؓ کو غور و فکر کرنی چاہیے کہ حضرت حسن بصریؓ کے شفاف فیصلے کے بعد ان کی کیا رائے ہے؟

(۳۱) وعن عائشة رضي الله عنها قالت قال لي رسول الله ﷺ في مرضه أدعي لي ابابكر أباك وأخاك حتى أكتب كتابا فاني أخاف أن يتمن متمن ويقول قائل أنا ولايأبى الله والمؤمنون الاابابكر. (مسلم شریف، مناقب ابوبکر صدیقؓ)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی مرض مبارک میں فرمایا: اے عائشہؓ! اپنے باپ اور بھائی کو میرے پاس بلاؤ کہ میں کتاب لکھ دوں تاکہ مجھے اس بات کا خوف نہ رہے کہ کوئی تمنا کرنے والا کہے، میں خلافت کا مستحق ہوں۔ اللہ عزوجل اور تمام مومن سوائے ابو بکرؓ کی خلافت کے کسی اور کو تسلیم کرنے والے نہیں۔ اور کتاب حمیدی میں (انا ولا) کی جگہ (وانا اولی) ہے اور امام ابو زکریا نووی علیہ الرحمۃ نے شرح مسلم میں قاضی عیاضؒ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ یہ روایت اجود ہے۔

علامہ ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلانے کا مقصد صرف کتاب لکھوانا تھا۔ حضور کریم ﷺ کا حکم نامہ لکھوانے کو کہنا اور پھر یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ اور تمام مومن خلافت ابو بکرؓ کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں، آپؓ کی خلافت پر قوی شہادت اور دلیل ہے۔

(۳۲) أخرج الحاكم وصححهٗ عن أنس رضي الله عنهٗ قال بعثني بنو المطلق الى رسول الله ﷺ أن سلهٗ الى من ندفع صدقا تنابعدك فأتيته

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فسألتهٗ فقال الی ابی بکر رضی اللہ عنہٗ وقال ابن الحجر المکی ومن لازم دفع الصدقات الیہ کونہٗ خلیفۃ اذ ھوالمتولی قبض الصدقات.

(صواعق محرقہ، ص ۲۲)

ورواہٗ السیوطی فی الخصائص ولفظہٗ قال وجھنی وخدبنی المصطلق الی رسول اللہ ﷺ فقالوا سلہٗ أن جئنا فی العام المقبل فلم نجدك الی من ندفع صدقاتنا فقلت لہٗ فقال قل لھم یدفعوھا الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فقلت لھم فقالوا قل لہٗ فان لم نجد ابابکر فقلت لہ فقال قل لھم ادفعوھا الی عمر فقلت لھم فقالوا قل لہٗ فان لم نجد عمر فقلت لہٗ فقال قل لھم ادفعوھا الی عثمان وتبالکم یوم یقتل عثمان.

(خائص کبریٰ للسیوطی، ج ۲، ص ۱۱۵)

"امام حاکم نے حضرت انسؓ سے اس حدیث کو تخریج کیا اور کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں، مجھے بنو مطلق نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا یہ پوچھنے کیلئے کہ آپ ﷺ کے بعد ہم اپنے صدقات کس کو دیں، حضرت انسؓ فرماتے ہیں، میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور یہ سوال عرض کیا، ارشاد فرمایا: میرے بعد صدقات ابوبکرؓ کو جمع کراتا۔

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں صدقہ کا حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حضور کریم ﷺ کے بعد خلیفہ ہوں۔ اس لئے کہ قبض صدقات کا متولی خلیفہ ہی ہوتا ہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی اسی طرح اس حدیث کو نقل فرمایا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بنو مطلق نے مجھے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا کہ اگر ہم آئندہ سال آپ ﷺ کو نہ پائیں تو صدقات کس کے پاس جمع کروائیں؟ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے بارگاہ عالیہ میں بنو مطلق کی یہ بات عرض

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں موجود نہ ہوں (مراد وفات ہے) تو وہ اپنے صدقات ابو بکرؓ کے پاس جمع کروائیں۔ بنو مطلق نے پھر کہا کہ پوچھ آؤ اگر ابو بکرؓ بھی نہ ملیں تو کس کو صدقات دیں، میں نے عرض کیا، ارشاد ہوا اگر وہ نہ ہوں تو عمرؓ کے پاس صدقات جمع کروادیں۔ قوم نے یہ سن کر مجھے پھر بھیجا کہ پوچھوں اگر عمرؓ بھی نہ ملیں تو صدقات کس کے پاس جمع کروانے ہیں؟ میں نے بارگاہ رسالتمآب میں عرض کیا تو ارشاد فرمایا، انہیں کہہ پھر اپنے صدقات عثمانؓ کے پاس جمع کروادیں اور باعث ہلاکت ہے وہ دن جب عثمانؓ قتل کر دیئے جائیں۔

اس حدیث مبارک سے بھی واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خلافت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہی حق ہے۔ اور شفاف عبارتیں، روشن تحریریں اور کثیر حدیثیں ان کے اس استحقاق پر بطور شاہد موجود ہیں۔

ایک اور حدیث اسی ضمن میں ملاحظہ فرمایئے جسے مصنف ابن ابی شیبہؒ نے اپنی "مصنف" میں تخریج فرمایا۔

حدثنا ابو اسامة عن هشام عن محمد قال كانت الصدقة تدفع الى النبی ﷺ ومن أمربه والى ابی بكر و من أمربه والى عمرومن أمربه والى عثمان ومن أمربه فلما قتل عثمان اختلفوا فمنهم من راى ان يدفعها اليهم ومنهم من رأى أن يقسمها هو. (مصنف ابن شیبہ، ج ۳، ص ۱۵۶)

ہشام بن عروہ، محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے محمد بن علیؓ فرماتے ہیں صدقہ نبی اکرم ﷺ کی طرف بھیجا جاتا تھا یا وہ شخص جسے نبی کریم ﷺ نے مقرر فرمایا ہو۔ آپ کے بعد صدقہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس جمع کروایا جاتا تھا یا اس شخص کے پاس جسے آپؓ نے مقرر کیا ہو۔ پھر حضرت عمرؓ کے پاس یا اس شخص کے پاس جمع کرواتے تھے جسے حضرت عمرؓ نے مقرر کیا ہو۔ پھر ان کے بعد صدقات حضرت عثمان غنیؓ کے پاس جمع کروائے جاتے یا جسے آپؓ حکم دیتے۔ پس جب حضرت عثمان غنیؓ شہید ہو گئے تو صدقات دینے میں اختلاف ہو گیا۔ کچھ لوگ امراء و سلاطین کی طرف بھیجتے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور کچھ خود ہی تقسیم کر دیتے۔

(۳۳) عن الزبیر بن عوام قال قال رسول اللہ ﷺ الخلیفة من بعدی ابوبکر ثم عمر رضی اللہ عنہما ثم یقع الاختلاف.

(کتاب فردوس الاخبار، ج ۲، ص ۳۲۶)

(وعزاہ فی الکنوز للحکیم الترمذی فی النوادر والدیلمی فی الفردوس، ص ۷٤)

حضرت زبیر بن عوام سے مروی ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور پھر اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

"کنوز" میں اس حدیث کی نسبت حکیم ترمذی کی "نوادر الاصول" کی طرف کی ہے اور دیلمی نے مسند الفردوس میں اسے ذکر کیا ہے۔

پتہ چلا کہ پہلے دو خلیفے حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما متفقہ طور پر اس عہدے کو سنبھالیں گے جبکہ ان کے بعد اختلاف واقع ہو جائے گا جیسا کہ سبھی جانتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں خلافت میں اختلاف رونما ہوا اور آپؓ شہید ہوئے۔ جنگ حنین اور جمل بھی حضرت عثمان غنیؓ کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے لڑی گئیں۔ ان جنگوں میں سبائیوں کا زیادہ ہاتھ ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ سبائیوں کا خفیہ پروگرام تھا۔

(۳۴) عن ابی موسیٰ الاشعری قال مرض النبی ﷺ فاشتد مرضه فقال مروا أبابکر فلیصل بالناس فقالت عائشة رضی اللہ عنها انهٗ رجل رقیق اذا قام مقامك لم یستطع أن یصلی بالناس قال مروا، ابابکر فلیصل بالناس فعادت فقال مری أبابکر فلیصل بالناس فانکن صواحب یوسف فأتاهُ الرسول فصلی بالناس فی حیاة النبی ﷺ (بخاری شریف، کتاب الآذان، باب اهل العلم وافضل أحق بالامامة ،مسلم شریف ، ج ۱، ص ۱۷۹)

حضرت موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، وہ ایک نرم دل آدمی ہیں، جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (آپ ﷺ کی جدائی اور غیر موجودگی کے صدمہ کی وجہ سے) اس بات کی استطاعت نہ پائیں گے۔ فرمایا حضرت ابوبکرؓ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے پھر وہی کلمات دوہرائے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ بے شک تم صواحب یوسف ہو۔ پس آپؓ کے پاس بلالؓ گئے اور حضرت ابوبکرؓ نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

یہ حدیث متواتر ہے اس کو حضرت عائشہ وابن مسعود وابن عباس وابن عمرو عبداللہ بن زمعہ وابو سعید وعلی ابن ابی طالب اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا۔

حدیث عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غائب تھے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تو نبی کریم ﷺ نے تین دفعہ فرمایا (لا، لا، لا) یعنی اللہ عزوجل اور جملہ مسلمان ابوبکرؓ کے علاوہ سے انکار کرتے ہیں۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی۔

ایک اور روایت میں ہے نبی کریم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو فرمایا جاؤ اور ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا کہو۔ حضرت بلالؓ نکلے۔ ایک جگہ حضرت عمرؓ نظر آئے، انہیں کہا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ پس جب تکبیر ہوئی تو چونکہ حضرت عمرؓ بلند آواز کے مالک تھے، نبی اکرم ﷺ نے ان کی آواز سن لی اور فرمایا "یابی اللہ والمومنون الاابابکر رضی اللہ" اور یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے تکبیر کہی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس آواز کو سن لیا تو غصہ کی حالت میں اپنا سر مبارک بلند فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "ابن ابی قحافہ کہاں ہیں"؟

علماء فرماتے ہیں یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ کے جملہ اصحابؓ کرام سے علی الاطلاق افضل ہونے، خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ہونے اور ان تمام میں سے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امامت کیلئے زیادہ اَولیٰ ہونے پر واضح دلیل ہے۔ اور خود صحابہ کرامؓ نے اس حدیث کے ساتھ دلیل اَخذ کی کہ حضرت ابو بکرؓ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس جماعت صحابہؓ میں حضرت عمر و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنھما بھی موجود ہیں حضرت عمرؓ کا بیعت کے وقت طرز عمل اور حضرت علیؓ کا کہنا کہ ''انی لشاھد وماأنابغائب'' الی آخر الحدیث، اس بات پر دلیل ہے کہ خلیفہ سیدنا حضرت ابو بکرؓ ہی ہیں۔

اسی طرح کی ایک حدیث جسے احمد و ابو داؤد وغیرہ نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ بنی عمرو بن عوف کے درمیان جھگڑا ہو گیا نبی کریم ﷺ کو خبر پہنچی تو ظہر کے بعد ان کے پاس تشریف لے گئے تا کہ ان کے درمیان صلح کرائی جائے۔ حضرت بلالؓ کو فرمایا اگر نماز کا وقت ہو جائے اور میں نہ پہنچ سکوں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کو میرا حکم دینا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو حضرت بلالؓ نے اقامت کہی اور حضرت ابو بکرؓ کو امامت کیلئے آگے کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے نماز پڑھائی۔ (طبرانی، ج٦، ص ١٧٩)

ثابت ہو گیا کہ حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کیلئے کہنا یا تو اشارہ ہے یا تصریح کہ خلافت کے مستحق حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ امامت پر مأمور کرنے سے مقصد یہ ہے کہ جس چیز کا نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے ان شعائر دین کو وہ امام قائم کرے، خواہ واجبات ہوں یا ترک محرمات، احیائے سنن ہو یا بدعت کا خاتمہ وغیرھم: اسی لئے نبی کریم ﷺ نے امر دین کے قیام اور امامت عظمیٰ کیلئے ابو بکر صدیقؓ کو پسند فرمالیا۔ پس یہ امامت دراصل خلافت پر پختہ دلیل ہے۔

ابن عدی نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی خلافت کے متعلق، ابو بکر بن عیاش سے ایک حدیث تخریج کی۔

ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں۔ مجھے رشید نے کہا کہ لوگوں نے کس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ بنایا، ابو بکر فرماتے ہیں۔ میں نے رشید کو کہا ''اے امیر المومنین! اللہ عزوجل اسکے رسول اور تمام مومن خاموش رہے، رشید نے کہا اے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوبکر! تو نے مجھے اور زیادہ حیرت میں ڈال دیا ابوبکر کہتے ہیں میں نے کہا اے امیر المومنین! نبی اکرم ﷺ آٹھ دن بیمار رہے۔ حضرت بلالؓ حاضر خدمت ہوئے، عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) لوگوں کو نماز کون پڑھائے گا؟ فرمایا "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے آٹھ دن لوگوں کو نماز پڑھائی اور آپ ﷺ پر وحی بھی نازل ہوتی رہی۔ پس رسول اللہ ﷺ خاموش رہے کیونکہ اللہ عزوجل نے کچھ نہ فرمایا اور اس سبب سے تمام مومنین خاموش رہے۔ تو ہارون الرشید کو ابوبکر کا یہ کہنا بہت اچھا لگا اور کہا اے ابوبکر! اللہ عزوجل تجھ میں برکت فرمائے"۔

اس با دلیل گفتگو کا مقصد یہ ہے جب رب ذوالجلال، ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر خاموش رہے اور رسول کریم ﷺ نے بھی اشارۃً آپؓ کی خلافت پر مہر ثبت فرمادی اور اسی طرح تمام مؤمنین نے بھی۔

تدبر فرما کر بتائیں کہ کیا خلافت صدیق اکبرؓ میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے۔

احادیث کے خلاصے سے یہی بات سمجھ آتی ہے کہ خلافت صدیق اکبرؓ، مأمور من اللہ ہے اور منشائے ایزدی ہے۔ (ماخوذ از صواعق محرقہ، ص ۲۳، ۲۴)

اس حدیث کے ضمن میں علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں۔

الاول، فیه دلالة علی فضل ابی بکر رضی اللّٰه عنهٗ. الثانی، فیه ان ابابکر صلی بالناس فی حیاة النبی ﷺ وکانت فی هذه الامامة التی هی الصغری دلالة علی الإمامة الکبری، الثالث، فیه أن الأحق بالامامة هوالاعلم واختلف العلماء فیمن هوا ولی بالامامة فقالت طائفة وبه قال ابو حنیفة ومالك والجمهور وقال ابویوسف واحمد واسحاق الأقرا وهو قول ابن سیرین وبعض الشافعیة ولاشك فی اجتماع هذین الوصفین فی حق الصدیق الاتری الی قول ابی سعید وکان ابوبکر أعلمنا ومراجعة الشارع بانه هوالذی یصلی تدل علی ترجیحه علی جمیع الصحابة وتفضیله

(عمدة القاری، ج ۵، ص ۲۰۳)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اول : اس حدیث میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے فضل پر دلیل ہے۔
دوم : بے شک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے نماز، نبی کریم علیہ السلام کی حیات طیبہ میں پڑھائی اور یہ امامت، امامت صغریٰ ہے جو امامت کبریٰ (خلافت) پر دلالت کرتی ہے۔
سوم : اس حدیث میں ہے کہ جو اعلم (زیادہ جاننے والا) ہے وہی امامت کا حقدار ہے۔
علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کون امامت کیلئے اَولیٰ (زیادہ بہتر) ہے۔ پس ایک گروہ نے کہا "اَفقہ" (زیادہ فقہ جاننے والا) امامت کا زیادہ حقدار ہے اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اور جمہور کا ہے۔ عدا ابن سیرینؒ اور بعض شافعیہ بھی اسی بات پر قائم ہیں۔
امام ابو یوسف و امام احمد اور اسحاق رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ "اَقرا" (قرأت زیادہ جاننے والا) امامت کا زیادہ حقدار ہے۔
اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ میں دونوں وصفوں کے جمع ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ کا قول ہے کہ (وکان أبوبکر اعلمنا) یعنی ابوبکرؓ ہم سب میں سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ اور شارع علیہ السلام کا بار بار سیدنا ابوبکرؓ کو امامت کیلئے فرمانا، تمام صحابہ کرامؓ پر ترجیح دینا اور فضیلت دینا، یہ سب کچھ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے اعلم ہونے کی دلیل ہے۔
نوٹ : ہمارے اصحاب حنیفہ کے نزدیک لوگوں کی امامت کا مستحق ان میں سے اعلم بالسنۃ ہے یعنی فقہ اور احکام شریعت کا جاننے والا اور یہی جمہور کا قول ہے۔
اس طرح امام ابوزکریا نووی شارح مسلم شریف نے اس حدیث مقدسہ کے ضمن میں ارشاد فرمایا علماء کرام نے اس حدیث کے تحت حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق بہت کچھ تحریر کیا ہے اگر مزید تشفی مطلوب ہو تو کتب متداولہ کا مطالعہ فرمائیں۔
(۳۵) وعن ابن عباس رضی اللہ عنہٗ قال قال رسول اللہ ﷺ لما عرج بی الی السماء فوقفت بین یدی رب العزۃ فقال لی یاأحمد ﷺ علی ماترکت أهل الارض فقلت علی ابی بکرؓ فقال انه أحب العباد الی بعدك فاقرئهٗ منی السلام . (فردوس الاخبار، ج ۳ ، ص ۴۷۶)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن عباسؓ سے مروی ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں رب العزۃ کے سامنے کھڑا ہوا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا، اے احمد۔(ﷺ) زمین والوں کو کس پر چھوڑ کر آئے ہو؟ میں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: حضرت ابوبکرؓ پر۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: تیرے بعد بندوں میں سے وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے میری طرف سے اسے سلام کہنا۔

اس حدیث میں معلوم ہورہا ہے کہ لیلۃ المعراج حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی کریم ﷺ کے آسمانوں پر تشریف لے جانے کے بعد زمین پر قائم مقام تھے اور یہی خلافت ہے خود رب تعالیٰ پوچھ رہا ہے کہ محبوب آج کی رات زمین پر ذمہ دار کون ہے؟ تو حضور ﷺ نے عرض کی اے مولا! ابوبکر کو ذمہ دار بنا کر چھوڑ آیا ہوں۔

دوسری بات یہ کہ رب ذوالجلال فرمارہا ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کے بعد ابوبکرؓ سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو محبت کا تقاضا ہے کہ افضل الرسل کے بعد افضل العباد ہی خلیفہ ہو۔ ان دو وجھوں سے یہ حدیث خلافت صدیق اکبرؓ پر دلیل ہے۔

(۳۶) أخرج البزاز بسند حسن عن ابی عبیدة بن الجراح امین هذه الامة قال قال رسول الله ﷺ أن اول دینکم بدأنبوةورحمة ثم یکون خلافة ورحمة ثم یکون ملکا وجبریة :(صواعق محرقه، ص۲۶۔ دلائل النبوة للبیهقی، ج ٦ ص ۳٦۰،البدایة والنهایة ج٦،ص۱۹۷)

محدث عظیم بزار نے بسند حسن ابو عبیدہ بن جراح سے ایک حدیث تخریج فرمائی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک تمہارے دین کی ابتداء نبوت ورحمت ہے۔ پھر خلافت ورحمت ہوگی اور پھر بادشاہت اور زیادتی ہوگی۔

اس حدیث میں دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو ثابت فرمایا کہ یہ خلافت، رحمت ہوگی۔ اس لئے کہ اس کی مدت، خلافت ونبوت کے ساتھ متصل ہے۔

(۳۷) وأخرج ابویعلیٰ والحاکم وابونعیم عن عائشةؓ قالت اول حجر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حملهُ النبی ﷺ لبناء المسجد ثم حمل ابوبکر حجراثم حمل عمر حجراثم حمل عثمان حجراً فقال رسول اللہ ﷺ هولاء الخلفاء بعدی

(خصائص کبریٰ للسیوطی، ج ۲ ، ص ۱۱٤)

ابویعلی، حاکم اور ابو نعیم نے حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث نقل کی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

"مسجد کی تعمیر کیلئے پہلا پتھر نبی اکرم ﷺ نے اٹھایا، پھر حضرت ابوبکرؓ نے اٹھایا، پھر حضرت عمرؓ اور اس کے بعد حضرت عثمان غنیؓ نے پتھر اٹھایا۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد یہ میرے خلفاء ہیں۔

اس حدیث سے بھی خلافت صدیق اکبر بلا فصل ثابت ہے۔

(۳۸) وأخرج ابونعیم عن قطبة بن مالك قال مررت برسول اللہ ﷺ ومعه ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنهم وهویؤسس مسجد قباء فقلت یا رسول اللہ ﷺ! تبنی هذا البناء وانمامعك هولاء الثلاثة قال ان هولاء اولیاء الخلافة بعدی

(خصائص کبریٰ للسیوطی، ج ۲ ، ص ۱۱٤)

ابونعیم نے قطبہ بن مالک سے حدیث تخریج کی۔ قطبہ بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گذرا تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم تھے۔ اور آپ ﷺ مسجد قباء کی بنیاد رکھ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ اس کی بنیاد رکھ رہے ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ صرف تین ساتھی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے (جواباً) ارشاد فرمایا: میرے بعد یہ خلافت کے والی ہیں۔

(۳۹) روی اسرائیل عن ابی اسحاق عن ابراهیم النخعی عن عبدالرحمن بن یزید قال قال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنه اجعلوا امامکم جرکم فان رسول اللہ ﷺ جعل امامنا جرنا بعدهٗ.

(الاستیعاب، ج ۲، ص ۲۵۱)

عبدالرحمٰن بن یزید روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اپنا امام اعلم (زیادہ علم والا) کو بناؤ، اس لئے کہ رسول کریم ﷺ نے ہمارے لئے (اپنے بعد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعلم کو امام بنایا۔

یعنی رسول کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امام بنایا جو کہ تمام صحابہؓ میں اعلم تھے۔ اس لئے تم بھی اپنے اعلم شخص کو امامت کیلئے منتخب کرو۔ صریح دلالت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد ابو بکر صدیقؓ کو ہی خلیفہ بنایا۔ کیونکہ تمام صحابہ کرام میں اعلم حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی ہیں۔

(۴۰) أخرج ابن عساكر عن ابي بكرة قال أتيت عمر رضي الله عنه وبين يديه قوم يأكلون فرمى ببصره في موخر القوم الى رجل فقال ماتجد فيهما يقر أقبلك من الكتب قال خليفة النبي ﷺ صديقه .

(صواعق محرقه، ص ۲۶)

"ابن عساکر نے ابو بکرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں (یعنی ابو بکرہ) عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے پاس آیا۔ آپ کے پاس ایک قوم بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے آنکھ اٹھا کر قوم کے پیچھے ایک مرد پر نظر ڈالی اور اس سے پوچھا تو سابقہ کتب پڑھتا رہا ہے؟ اس میں کیا پایا گیا (یعنی ان گذشتہ کتابوں میں کیا لکھا ہے) اس نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ کا خلیفہ آپ ﷺ کا صدیق ہو گا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صدیق اکبرؓ کا خلیفہ ہونا سابقہ کتب سماوی میں بھی مذکور ہے۔ لہٰذا ان دلائل کی روشنی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو خلیفہ بلا فصل ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ عقل و شعور اور قلب سلیم کبھی بھی ان مقدس احادیث کا انکار نہ کریں گے۔ ہاں اگر اس بارگاہ صمدیت سے مہر لگ چکی ہو تو یہ الگ معاملہ ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ پر میں نے چالیس احادیث نقل کی ہیں۔ حدیث ابو درداءؓ میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ علم کی کون سی حد ہے جس تک آدمی پہنچ جائے تو فقیہ بن جاتا ہے۔ آقائے دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس نے چالیس احادیث میری امت کو پہنچائیں اور وہ امور دین سے ہوں، اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کو فقیہ اٹھائے گا اور میں قیامت

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے دن اس کا شفیع اور شہادت دینے والا ہوں گا۔

اس حدیث پاک کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے بھی چالیس احادیث کا اہتمام کیا تا کہ قیامت کے دن اللہ عزوجل مجھ جیسے گنہ گار، سیاہ کار، پراز خطاو نسیان کی مغفرت و بخشش فرمائے اور نبی معظم و مکرم ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین۔

علامہ ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں امام نووی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جس نے چالیس احادیث میری امت تک پہنچائیں۔ لوگوں پر شفقت کرتے ہوئے اور ان کیلئے فائدہ مند بناتے ہوئے، اس سے مراد چالیس احادیث کا نقل کرنا ہے۔ اگرچہ وہ زبانی یاد نہ ہوں۔ اور مسلمانوں کیلئے نفع اسی صورت میں ہے کہ وہ نقل کی جائیں نہ کہ حفظ کر لینے میں۔

دوسرا یہ فرمانا کہ یہ احادیث اُمور دین میں سے ہوں۔ یعنی دین کی اصلاح و بہتری اور دین کے متعلقہ چیزوں کے حوالے سے ہوں۔ بحمدہٖ تعالیٰ خلافت دین کا اہم رکن ہے اور قیام دین میں اس کا اہم کردار ہے۔ لہذا خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ پر دلالت کرنے والی مذکورہ چالیس احادیث دراصل دینی امور میں سے ہی ہیں۔ امید واثق ہے کہ اللہ عزوجل، بوسیلہ سید الانبیاء ﷺ ان کو قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ نجات بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان مقدس احادیث کے توسل سے میرے استاد گرامی مرحوم و مغفور اور والدین کریمین کے درجات بلند فرمائے۔ قارئین سے التماس ہے کہ کتاب پڑھ کر، اگر ہو سکے تو میرے استاد گرامی رحمۃ اللہ علیہ اور والدین مرحومین کیلئے دعا فرمادیں۔ میرے لئے یہی صدقہ جاریہ ہوگا۔

اس کے بعد وہ احادیث پیش کرنے والا ہوں جو مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دلالت کرتی ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا بارگاہ خداوندی اور دربار رسالت عزت مآب ﷺ میں کتنا رفیع اور عالیشان مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ حقیر کاوش اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔

''زہے قسمت گر قبول افتد''

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مناقب سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

از

احادیث

(۱) حدثنا ابوالیمان أخبرنا شعیب عن الزهری قال أخبرنی ابوسلمة بن عبدالرحمٰن بن عوف ان اباهریرة رضی الله عنهٗ قال سمعت رسول الله ﷺ یقول بینما راع فی غنمه عدا علیه الذئب فأخذ منها شاة فطلبهٗ الراعی. فالتفت الیه الذئب فقال من لهایوم السبع، یوم لیس لها راع غیری وبینما رجل یسوق بقرة قدحمل علیها فالتفت الیه فکلمته، فقالت انی أخلق لهذاو لکنی للحرث فقال الناس، سبحان الله، قال النبی ﷺ فانی أومن بذالك وابوبکر وعمربن الخطاب رضی الله عنهما.

(بخاری شریف، باب مناقب صدیق، مصنف عبدالرزاق، ج ۱۱، ص ۲۳۰)

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا، ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ ایک بھیڑیا بکریوں پر حملہ آور ہوا اور ایک بکری لے گیا۔ چرواہا اس کے پیچھے لگ گیا۔ بھیڑیے نے اس کی طرف توجہ کر کے کہا۔ جب کسی درندے نے بکری کو پکڑ لیا اور اس سے چھڑانے پر کوئی قادر نہیں۔ اس دن اس کا میرے سوا کوئی راعی نہ ہوگا"۔ اور ایک مرد ایک گائے لے کر جا رہا تھا جس پر اس نے سامان لاد رکھا تھا۔ گائے مرد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی "میں اس لئے نہیں پیدا کی گئی (یعنی بوجھ اٹھاؤں) بلکہ میں تو کھیتی باڑی کیلئے پیدا کی گئی ہوں۔ لوگوں نے گائے کا کلام سن کر کہا سبحان اللہ! یعنی کتنے تعجب کی بات ہے کہ جانور بھی کلام کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کے ساتھ میں ایمان لایا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ایمان لائے۔ (یعنی جانوروں کے کلام کرنے پر ایمان میرا بھی ہے اور

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بھی)

امام بخاری نے باب المزارعت میں اس حدیث کے آخر میں یہ اضافہ کیا(وما هما يومئذ فی القوم) یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں غیر موجود تھے۔ حافظ ابن حجر شارح بخاری فرماتے ہیں یہ بات آپ ﷺ نے اس وقت فرمائی جب آپ ﷺ کو ان دونوں کے غلبہ وایمان اور قوت یقین پر مطلع کر دیا گیا تھا۔

یہ حدیث شیخین کے مناقب پر دلیل ہے کہ باوجود ان دونوں کے غیر حاضر ہونے کے نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ دونوں اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بہت قوی یقین تھا نبی کریم ﷺ کو ان دونوں پر اور بہت زیادہ اعتماد۔ اگر چہ وہ موجود نہیں لیکن میرے ساتھ ایمان میں شامل ہیں ایسی بات کسی انتہائی معتمد کے بارے میں ہی کی جا سکتی ہے۔ کیا فضیلت و عظمت ہے شیخین کی!

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس حدیث میں خوارق عادات پر تعجب کا جواز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ معارف میں لوگوں کا تفاوت ہے۔ لہٰذا یہ حدیث مناقب صدیق اکبرؓ میں قوی دلیل ہے۔

(۲) عن ابی هريرة رضی الله عنهُ ان رسول الله ﷺ قال من أنفق زوجين فی سبيل الله نودی من ابواب الجنة ياعبدالله هذا خير فمن كان من أهل الصلوٰة دعی من باب الصلوة ومن كان من اهل الجهاد دعی من باب الجهاد ومن كان من أهل الصيام دعی من باب الريان ومن كان من اهل الصدقة دعی من باب الصدقة فقال ابوبكر رضی الله عنهُ بأبی أنت وامی يا رسول الله ﷺ ماعلی من دعی من تلك الابواب من ضرورة فهل يدعی أحد من تلك الابواب كلها قال نعم وأرجو أن تكون منهم۔

(بخاری شریف، ج ۳، ص ۳۲......مسلم شریف بمع نووی، ج ۱، ص ۳۳۰...... ابن حبان ج ۵، ص ۱۷۷)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ہر قسم سے دو چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کیں، اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا، اے اللہ کے بندے! یہ بہتری ہے۔ جو شخص اہل جہاد سے ہوگا وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو اہل صیام سے ہوگا اسے باب ریان سے پکارا جائے گا۔ جو صدقہ دینے والا ہوگا اسے صدقہ والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ یہ سن کر ابوبکرؓ بولے، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں۔ جو ان دروازوں سے پکاریں جائیں گے ان پر تو کوئی مصیبت ودقت نہ ہوگی۔ کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں، اور مجھے امید ہے آپؓ انہیں میں سے ہوں گے۔

"زوجین" سے مراد ہر نوع ہے۔ جیسا کہ امام قسطلانیؒ نے ارقام فرمایا "وقد جاء مفسرا مرفوعا" بعیرین، حمارین، شاتین، درہمین، یعنی دو اونٹ، دو گدھے، دو بکریاں اور درہم وغیرہ۔

اس حدیث مبارک سے شان صدیق اکبر ظاہر وباہر ہے کہ وہ اعلیٰ شخصیت ہیں جن کو تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔

علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان **"وأرجوأن تكون منهم يا ابابكر"** اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی امید، امر محقق ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت پر قوی دلیل ہے۔

یہ حدیث، امام بخاری، اوائل جہاد میں بھی لائے ہیں۔ اس میں ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور اس میں صرف چار دروازوں کا ذکر ہے۔ بقیہ چار کون سے ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں۔ ارکان اسلام میں سے صرف حج باقی رہ گیا اور بے شک اہل حج کیلئے بھی ایک دروازہ ہے، یہ پانچ ہوئے اور بقیہ تین میں سے ایک **"باب الكاظمين الغيظ والعافين عن الناس"** ہے۔ اسے امام احمد نے مسند میں **"عن روح بن عبادة عن الاشعث عن الحسن مرسلاً"** روایت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا ہے۔ بے شک اللہ عزوجل کیلئے جنت میں ایک دروازہ ہے اس میں وہ شخص داخل ہو گا جو مظالم سے درگذر کرتا ہے۔ ان دروازوں میں سے ایک "اَیمن" ہے اور یہ متوکلین کا دروازہ ہے۔ اس سے وہ شخص داخل ہو گا جس پر کوئی حساب وعذاب نہیں۔

اور ان آٹھ دروازوں میں سے آٹھواں بعض کے نزدیک "باب الذکر" ہے ترمذی شریف میں اس کی طرف اشارہ ہے اور بعض نے "باب العلم" کا احتمال ظاہر کیا ہے۔ واللہ اَعلم۔

(۳) عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من جرثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ فقال ابوبکر ان احدشقی ثوبی یسترخی الاان اتعاھد ذالک منہٗ فقال رسول اللہ ﷺ انک لست تضع ذالک خیلاء (بخاری شریف، باب فضل ابی بکرؓ بعد النبی ﷺ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا جس نے تکبر و غرور کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹا (یعنی زمین پر زیادہ لٹکایا جیسے لمبی شلوار کے پائنچے وغیرہ) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی جانب نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کی یارسول اللہ! (ﷺ) میرے کپڑے کی دو طرفوں میں سے ایک ڈھیلی ہو جاتی ہے (جس کی وجہ سے زمین پر لٹکتا ہے) مگر میں اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ رسول کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، اے ابوبکرؓ! تم یہ کام تکبر و غرور کے ساتھ نہیں کرتے ہو۔ (یعنی تمہیں اس کی اجازت ہے)

علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں۔ نبی کریم علیہ السلام کا فرمان (**انک لست تصنع ذالک خیلاء**) میں صدیق اکبرؓ کیلئے فضیلت و عظمت ہے کہ خود نبی کریم علیہ السلام آپ میں تکبر و غرور نہ ہونے کی گواہی دے کر آپ کیلئے اس کام کو درست قرار دے رہے ہیں۔ اجازت اس لئے کہ یہ تکبر کی وجہ سے نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بارگاہ نبوت میں کتنا عظیم مقام ہے جو کام اوروں کیلئے ناپسند فرمایا وہ اپنے یار غار کیلئے پسندیدہ۔ یہ مقام صرف آپؓ ہی کو حاصل ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(٦) عن ابن مسعود ان سعيد بن زيد قال لهٗ یا ابا عبدالرحمن قد قبض رسول اللهﷺ ، فأین هو، قال ، فی الجنة هو، قال توفی ابوبکر فأین هو، قال ذاك الاواه عند کل خیر یبغی قال توفی عمر فأین هو، قال، اذاذکر الصالحون فحی هلابعمر رضی الله عنه .

(مصنف عبدالرزاق ، ج ١١، ص ٢٣١...... معجم کبیر للطبرانی ، ج ٩ ، ص ١٦٣)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ راوی ہیں کہ سعید بن زید نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن! تحقیق رسول کریم ﷺ فوت ہوئے، پس وہ کہاں ہیں؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا، وہ جنت میں ہیں۔ سعید بن زیدؓ نے پوچھا حضرت ابوبکرؓ فوت ہوئے وہ کہاں ہیں؟ جواب دیا، وہ بہت درد رکھنے والے اور خدا کے حضور گریہ زاری اور آہ و بکا کرنے والے ہیں۔ ہر خیر کے نزدیک انہیں تلاش کیا جاسکتا ہے۔

حضرت سعید بن زیدؓ نے پوچھا، حضرت عمرؓ نے وفات پائی، وہ کہاں ہیں؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا، جہاں بھی صالحین کا ذکر ہوتا ہے وہیں عمر موجود ہوتے ہیں۔

کتنا پیارا ارشاد ہے حضرت ابن مسعودؓ کا کہ ہر خیر کے پاس ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ نیکی اور خیر کا منبع و مخزن ہیں۔ جہاں بھی خیر و بھلائی ہوگی وہیں ابوبکر صدیقؓ بھی ہوں گے۔

عن سالم بن عبدالله عن ابیه قال قال رسول اللهﷺ رأیت کأنی أعطیت عساً مملواً لبناً فشربت منهٗ حتی تملات فرأیتها تجری فی عروقی بین الجلدوللحم ففضلت منها فضلة فأعطینها أبابکر قالوا یارسول اللهﷺ هذا علم أعطا كهٗ الله حتی اذا تملأت منهٗ فضلت فضلة فأعطیتها أبابکر فقال قدأصبتم.

(ابن حبان ، ج ٩ ، ص ٣)

سالم بن عبداللہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ دودھ سے بھرا ہوا پیالہ مجھے عطا کیا گیا میں نے اس سے جی بھر کے دودھ پیا۔ میں نے دیکھا کہ دودھ، جلد اور گوشت کے درمیان میری رگوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں جاری ہے۔ اس دودھ سے کچھ بچ گیا، میں نے وہ دودھ ابو بکرؓ کو دے دیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! یہ علم ہے جو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا۔ جب آپ ﷺ اس علم سے سیر ہو گئے تو جو باقی بچا وہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو عطا فرمادیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آپ ﷺ اس علم سے سیر ہو گئے تو جو باقی بچا وہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو عطا فرمادیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک تم درست سمجھتے ہو۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد از نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں اور یہ عطیہ خداوندی ہے جو حضور کریم ﷺ کی وساطت سے آپ کو ملا۔ جب یہ بات ہے تو ان کی عظمت و شان کا اندازہ لگانا کتنا مشکل کام ہے۔

(٦) عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یدخل الجنة رجل فلایبغی اهل دارولاأهل غرفة الاقالوا مرحبا مرحباالینا، الینا فقال ابوبکرؓ ماتوی علی هذا الرجل فی ذالك قال أجل وأنت یا ابابکر.

(ابن حبان، ج ۹، ص ۸ ..... طبرانی ، ج ٤، ص ٨٠)

"وفی روایة طبرانی مقام ماتوی، ماثواب هذا الرجل" ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک مرد جنت میں داخل ہو گا۔ جتنے بھی بالا خانوں اور گھروں میں رہنے والے ہیں اسے مرحبا مرحبا کہہ کر خوش آمدید کہیں گے اور کہیں گے "ہماری طرف آؤ، ہماری طرف آؤ" حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ)! اس روز اس شخص پر تو کوئی خسارہ اور نقصان نہیں ہو گا! آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں" اور اے ابو بکر وہ تم ہوں گے۔

کیا شان ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کہ ہر بالا خانہ اور گھر والا ان کی آمد کا جنت میں منتظر ہو گا اور ہر کوئی انہیں اپنے پاس ٹھہرانے اور تشریف رکھنے کی خواہش کرے گا۔ مرحبا اور خوش آمدید کی گونج میں سب ان کا استقبال کریں گے۔ اہل جنت کو

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پتہ چل جائے گا کہ آج تمام انبیاء کے امام کا رفیق غار آرہا ہے۔ بھلا ایسی جلیل القدر ہستی کے مناقب ہم کہاں تک بیان کریں اور ان کی عظمتوں کا تذکرہ ہمارے کلام میں کیونکر مکمل ہو۔ جن کی شان، زبان اقدس سے عیاں ہے۔

(۷) عن جابر رضی اللہ عنہُ قال، بینا النبی ﷺ یخطب یوم الجمعة وقدمت عیر المدینة فابتدرها أصحاب رسول اللہ ﷺ حتی لم یبق معهٗ الا اثنا عشر رجلا فقال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدهٖ لوتتابعتم حتی لایبقی منکم أحد لسئال بکم الوادی نارا فنزلت هذه الآیة (واذارأوا أوا تجارة أولهوان الفضوا الیهاو ترکوك) وقال فی الاثنی عشرة الذین ثبتوا مع رسول اللہ ﷺ أبوبکر وعمر رضی اللہ عنهما. (ابن حبان، جز ۹، ص ۱۵)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ مدینہ کی طرف ایک قافلہ آیا (تاجر حضرات غلہ وغیرہ لے کر آئے) اصحاب رسول ﷺ جلدی سے اس قافلے کی طرف چلے گئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہتا تو تم پر ضرور جہنم کی وادی بہہ نکلتی اور یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی (واذارأوتجارة......) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں جو بارہ آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس رہے ان میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

ان بارہ محترم ہستیوں کا رب ذوالجلال کی بارگاہ میں کس قدر مقام و مرتبہ ہے۔ اگر یہ بھی چلے گئے ہوتے تو جہنم کا عذاب نازل ہوتا۔ ان بارہ میں حضرت ابوبکرؓ بھی ہیں۔ اس واقعہ سے ان کی شان و عظمت کا مکمل تو نہیں مگر کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(۸) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ ان أهل الدرجات العلی لیرون من هوأسفل منهم کما یرون الکواکب الطالع فی الافق من آفاق السماء وأن ابابکر و عمر منهما وانعما. (مصنف ابن شیبه، ج ۱۲، ص ۶)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک بلند

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درجات والے اپنے سے اسفل درجات والوں کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح آسمان پر طلوع ہونے والے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ان دونوں میں ہیں اور دونوں انعام یافتہ ہیں۔

(۹) عن عوف عن الحسن ان النبی ﷺ نعت یومًا الجنة وما فیھا من الکرامة فقال ، فیما یقول،أن فیھاطیراً أمثال البخت فقال ابوبکر یا رسول اللہ ﷺ أن تلك الطیرنا عمة. فقال النبی ﷺ یا ابابکر من یاکل منھا أنعم منھا واللہ یا ابابکر انی لأرجو أن تکون ممن یأکل منھا. (مصنف ابن ابی شیبة، ج ۱۲، ص۸)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ایک دن جنت کا وصف اور حسن بیان فرمایا اور اس میں جو کچھ نفیس اور پاکیزہ چیزیں ہیں ان کے متعلق بات کی۔ فرمایا، جنت میں ایک پرندہ ہے جیسے اونٹنی ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! (ﷺ) یہ پرندہ آسودہ زندگی والا ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "اے ابوبکر! جس شخص نے اس سے کھالیا (گوشت وغیرہ) وہ انعام یافتہ ہو گیا۔ اللہ عزوجل کی قسم! مجھے امید ہے کہ تو بھی اس کے کھانے والوں میں سے ہے۔

پہلے بھی عرض کیا گیا کہ جہاں نبی کریم ﷺ کسی چیز کے ہونے کی امید ظاہر فرماتے ہیں وہاں اسے واقعہ میں متحقق سمجھنا چاہیے۔ یعنی آپ ﷺ کا کسی کام کے ہونے کی امید کرنا، دراصل اس کا واقعتاً ہو جانا مراد ہے۔ اس حدیث میں بھی عبارت "امید ہے" کے لفظوں کے ساتھ وارد ہوئی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ کام یقینی طور پر ہوگا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صدیق اکبرؓ خدائے عزوجل کا انعام یافتہ ہے کیونکہ بمطابق فرمان جو کھائے گا، اس پرندے کا گوشت وغیرہ، وہ انعام یافتہ ہوگا اور حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا گیا کہ آپؓ اس کا گوشت کھائیں گے۔ پس وہ بھی انعام یافتہ ٹھہرے۔

(۱۰) عن ابی جعفر عن ربیع قال مکتوب فی الکتاب الاول مثل ابی بکر مثل القطر حیثما وقع نفع، وعن الشعبی قال حب ابی بکرو عمر ومعرفته فضلھما من السنة. (مصنف ابن شیبة، ج ۱۲، ص ۱۱، ۱۲)

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ربیعؒ فرماتے ہیں کہ پہلی کتاب میں مذکور ہے کہ ابو بکرؓ کی مثال بارش کے قطرے کی سی ہے جہاں بھی وہ قطرہ گرتا ہے نفع دیتا ہے۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبرؓ کا وجود مسعود سراپا رحمت ہے کہ جہاں بھی ہوں خیر ہی خیر ہیں۔

امام شعبی فرماتے ہیں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فضل و کمال کو پہچاننا، سنت میں سے ہے۔

کس قدر عزت و شان ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کہ ان کے فضائل کو جاننا بھی سنت ہے۔ جو ان سے نا آشنا ہوا اس نے سنت ترک کر ڈالی، جب اس ہستی کے فضائل کا علم رکھنا اس قدر اہم ہے تو ان کی اپنی شان اور عظمت کیا ہو گی۔ یہ عظمتیں اور رفعتیں خود رب ذوالجلال نے اپنے نبی علیہ السلام کے جانثاروں کو عطا فرمائی ہیں۔

(۱۱) عن اسماعیل بن ابی خالد أن عائشة رضی الله عنها نظرت الی رسول اللهﷺ فقالت یا سیدالعرب، قال أنا سید ولدآدم ولافخر وابوك كهول العرب . وعن جابر رضی الله عنه قال، قال عمر رضی الله عنه ابوبكر سيدنا وأعتق سيدنا يعني بلالاً

(مصنف ابن شیبه، ص ١٤، ٢٠)

حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ کی طرف توجہ کی اور عرض کیا، اے عرب کے سردار! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے کچھ فخر نہیں ہے۔ اے عائشہؓ! تیرا باپ عرب کے ادھیڑ عمر لوگوں کا سردار ہے۔ (کہولت کی عمر تیس سے پچاس سال کے درمیان کی عمر کو کہتے ہیں)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ حضرت ابو بکرؓ، ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے آزاد کرنے والے ہیں (یعنی حضرت بلالؓ)

ظاہر ہے سردار وہی ہوتا ہے جو سب سے زیادہ حشمت و عظمت کا مالک ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گویا آپ کی عظمت و شان کو سلام پیش کیا ہے اور آپ کی بزرگی کا اعتراف کیا ہے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ آپ کو ادھیڑ عمر عربوں کا سردار

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرما کر آپ کی شان کو چار چاند لگا رہے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا بلند مرتبہ ہے صدیق اکبرؓ کا!

(۱۶) وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کنت عندالنبی ﷺ وعندہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ وعلیہ عباءۃ قد خللھا فی صدرہ بخلال فنزل علیہ جبرئیل فقال یا محمد ﷺ مالی أریٰ ابابکر علیہ عباءۃ قد خللھا فی صدرہ فقال یا جبرائیل أنفق مالہ علی قبل الفتح، قال فان اللہ عزوجل یقرء علیک السلام ویقول لک قل لہ أراض أنت عنی فی فقرک ھذا أساخط، فقال رسول اللہ ﷺ یا ابابکر ان اللہ عزوجل یقرأعلیک السلام ویقول لک أراض أنت عنی فی فقرک ھذا أم ساخط، فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ اسخط علی ربی، آنا عن ربی راض، عن ربی راض، أنا عن ربی راض.

(صفۃ الصفوۃ، ج ۱، ص ۲۴۹،۲۵۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، حضرت ابوبکرؓ بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؓ پر ایک چادر تھی، جس کے دونوں طرفوں کو سینہ پر کانٹوں سے سیا ہوا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا اے محمد (ﷺ)! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ حضرت ابوبکرؓ پر ایک چادر ہے اور اسے کانٹوں سے سینے پر سی رکھا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے جبریل! ابوبکرؓ نے فتح مکہ سے پہلے سارا مال مجھ پہ (اسلام کی راہ میں) خرچ کر دیا تھا۔ (اس لئے یہ حالت ہے) حضرت جبریل نے عرض کی، اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابوبکرؓ سے پوچھئے کیا وہ اس حالت فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے ابوبکر! رب ذوالجلال تم پر سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ کیا اس حالت فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا، میں اپنے رب پر ناراض ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، راضی ہوں، راضی ہوں (تین مرتبہ کہا)

حدیث شریف کے الفاظ پڑھتے جائیے اور سر دھنئے شرف صدیق اکبرؓ پر۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رب تعالیٰ ان کے فقر کے متعلق سوال فرماتا ہے اور پھر اس فقر پر راضی یا ناراض ہونے کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ یہ کمال، یہ مرتبہ اصحاب رسول پاک ﷺ میں سے کسی اور کے حصے نہیں آیا۔

(۱۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہُ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عزوجل خلقنی من نورہٖ وخلق ابابکر من نوری وخلق عمر رضی اللہ عنہُ من نور ابی بکر وخلق المومنین کلھم من نور عمر، غیر النبیین والمرسلین.

(فردوس الاخبار، ج ۱، ص ۲۰۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو میرے نور سے پیدا فرمایا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کے نور سے پیدا فرمایا، اور حضرت عمرؓ کے نور سے، انبیاء و مرسلین علیہم الصلوت والتسلیمات کے علاوہ باقی تمام مومنین کو پیدا فرمایا۔

اس حدیث شریف سے شرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واضح تر ہے۔ اور کسی آپ کی رفعتِ کمال پر قوی دلیل ہے۔ ایسا مرتبہ کسی اور کو نہیں ملا۔

(۱۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہُ قال، قال رسول اللہ ﷺ أریت حمزة و جعفر رضی اللہ عنهما و کان بین یدیهما طبق فیه بنق کالز برجد فاکلامنهٗ نبقا ثم صار عنباً فاکلا ثم صار رطبا فأکلا منه فقلت لهما ماوجدتما أفضل الأعمال، قالا، قول لا اله الااللہ، قلت ثم ماذا قالاالصلوة علیك یا رسول اللہ (ﷺ) قلت ثم ماذا قالا حب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنهما

(فردوس الأخبار، ج ۱، ص ۴۸۵)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے حضرت حمزہ و جعفر رضی اللہ عنہما دکھائے گئے، ان کے سامنے ایک طشت تھا جس میں زبرجد کی مثل بیر تھے۔ انہوں نے اس طشت سے بیر کھائے، پھر وہ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انگور بن گیا۔ انہوں نے انگور کھایا، پھر وہ کھجور بن گیا، ان دونوں نے اس طشت سے کھجوریں کھائیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ تم نے سب اعمال میں سے افضل عمل کون سا پایا؟ انہوں نے جواب دیا (لاالہ الا اللہ) کہنا سب سے افضل عمل ہے۔ میں نے پوچھا، اس کے بعد کون سا عمل افضل پایا؟ کہنے لگے، یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ پر صلوۃ و سلام بھیجنا۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا عمل افضل پایا؟ انہوں نے کہا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت۔

اس سے معلوم ہوا کہ رب ذوالجلال کے ذکر اور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کے بعد افضل ترین عمل شیخین کی محبت ہے۔ اس سے بڑھ کر آپؓ کی عالی مرتبت پر اور کون سی دلیل ہو سکتی ہے۔

(۱۵) عن جیش بن خالد قال، قال رسول اللہ ﷺ ابوبکر و عمر و عثمان و عائشة رضی اللہ عنهم إل اللہ وعلی والحسین وفاطمة آلی، سیجمع اللہ یوم القیامة آلی و آلهُ فی روضة من ریاض الجنة .

(فردوس الأخبار، ج ۱، ص ۵۳۲)

جیش بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت ابوبکر و عمر و عثمان اور عائشہ رضی اللہ عنہم اللہ عزوجل کی آل ہیں اور علی المرتضیٰ، امام حسن و حسین اور فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہم میری آل ہیں۔ عنقریب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ میری اور اپنی آل کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ میں جمع فرمائے گا۔

رب ذوالجلال کی آل سے ہونا بہت بڑا اشرف ہے جو اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کو عطا فرمایا۔ اس حدیث سے ترتیب فضیلت بھی ظاہر ہو گئی کہ سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ، پھر حضرت عمر فاروقؓ، پھر حضرت عثمان غنیؓ ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ اور پھر امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما۔ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(١٦) وروينا ان رجلا من أنبا أصحاب رسول الله ﷺ قال في مجلس فيه القاسم ابن محمد بن ابي بكر الصديق رضي الله عنهٗ والله ماكان لرسول الله ﷺ من موطن الاوعلي معهٗ فيه فقال القاسم يا أخي لاتحلف قال هلم قال بلىٰ مالاتردهٗ قال الله تعالىٰ (ثاني اثنين اذهما في الغار)

(الاستيعاب، ج ٢، ص ٢٤٨)

علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں ہمیں روایت پہنچی کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے بیٹوں میں سے ایک مرد نے اس مجلس میں جہاں قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ موجود تھے، کہا، اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ جہاں بھی گئے حضرت علیؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضرت قاسمؓ نے فرمایا، میرے بھائی! قسم نہ کھا، اس مرد نے کہا، تو پھر کوئی دلیل پیش کرو، تو حضرت قاسمؓ نے فرمایا: ہاں ایسی دلیل پیش کرتا ہوں جس کی تو تردید نہ کر سکے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (ثاني اثنين اذهما في الغار) یعنی دو میں سے دوسرا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے۔ حضرت قاسم نے فرمایا، غار میں صرف رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ ہی تھے۔

اس حدیث سے ایک تو یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ عزوجل نے کلام مقدس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی منقبت فرمائی کہ غار میں ایک نبی (ﷺ) تھے اور دوسرا ان کا یار یعنی ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہٗ) تھے۔ اس دلیل دینے کا مطلب یہ ہے کہ اے قسم کھا کر ہر جگہ حضرت علیؓ کی رفاقت ثابت کرنے والے! اس آیت میں تو صرف دو کا ذکر ہے اگر حضرت علیؓ ہر جگہ ساتھ تھے تو یہاں کیوں نہیں۔ اس لئے تیرا قسم کھانا صحیح نہیں ہے۔ پس وہ آدمی حضرت قاسمؓ کی اس دلیل کا جواب نہ دے سکا۔

(١٧) عن ابي هريرة رضي الله عنهٗ قال قال رسول الله ﷺ من أصبحكم صائماً قال ابوبكر أنا قال من تصدق بصدقة قال ابوبكر أنا من شهد الجنازة قال ابوبكر أنا قال من أطعم الطعام اليوم مسكينا قال ابوبكر أنا قال

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

من جمعهن في يوم واحد وجبت لهٗ أو غفر لهٗ

(اسد الغابة، ج ۳، ص ۲۵ ......الترغيب والترهيب ، ج ٤ ، ص ۳٤۲)

(حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کس نے آج روزہ رکھا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی، یارسول اللہ!(ﷺ) میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا، آج کس نے صدقہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی، "میں نے" پھر ارشاد ہوا، آج کس نے نماز جنازہ پڑھی ہے؟ عرض کیا "میں نے" نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آج کس نے کسی غریب کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کی، مرے آقا(ﷺ)! میں نے آج مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔

سیدالانبیاء ﷺ نے فرمایا جس نے ایک دن میں ان تمام کاموں کو اکٹھا کردیا، اس کیلئے جنت واجب ہے (یا آپ ﷺ نے فرمایا) اس کے تمام گناہ معاف کردیئے گئے۔)

اور ابن خزیمہ کی روایت میں "**من جمعهن في يوم واحد**" کی جگہ اس طرح آیا ہے۔

ما اجتمعت هذه الخصال قط في رجل الا دخل الجنة

(صحیح ابن خزیمہ، ج ۳، ص ۳۰۴...... مسلم شریف، ج ۱، کتاب الزکوۃ، ص ۳۲۰)

یعنی جس آدمی میں یہ خصلتیں جمع ہو گئیں وہ ضرور جنت میں جائے گا۔

اگرچہ عشرہ مبشرہ میں پہلے ہی سے آپؓ کا نام آچکا ہے مگر اس پر مزید یہ فضیلت کہ آپ کے اندر یہ اعلیٰ خصوصیات کا اجتماع آپ کی شخصیت کو منفرد اور ممتاز کرتا ہے اور بارگاہ نبوی ﷺ میں آپ کو قطعی طور پر جنتی ہونے کا مژدہ جانفزا سنایا جاتا ہے۔ یہ ملکہ اور فضیلت بھی آپؓ ہی کا حصہ ہے۔

(۱۸) عن ابن مسعودؓ عن النبي ﷺ في قول عزوجل (فان الله هو مولاهٗ وجبريل وصالح المومنين) ابوبكر و عمر رضي الله عنهما وهكذاروى عن ابن عباس وابي ابن كعب رضي الله عنهما.

(طبرانی ، ج ۱۰، ص ۲۰٦)

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابن مسعودؓ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے (فان اللہ...... وصالح المومنین) میں جو "صالح مومنین" کا لفظ ارشاد فرمایا ہے اس سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔ اور اسی طرح ابن عباسؓ اور ابی ابن کعب سے مروی ہے۔

اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل نے جہاں اپنے محبوب ﷺ کی مدد اور نصرت کا وعدہ فرمایا وہاں جبرائیل امین اور دوسرے فرشتوں کی مدد کے ساتھ بالخصوص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دینے کا بھی ذکر فرمایا کہ یہ سب نبی کریم ﷺ کے ناصر ہیں۔ اس سے شیخین کی ارفع و اعلیٰ شان واضح تر ہے۔

(۱۹) عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہُ قال قال رسول اللہ ﷺ أن اللہ عزوجل یکرہ فوق سمائہٖ أن یخطاء ابوبکر رضی اللہ عنہُ

(طبرانی، ج ۲۰، ص ۶۸ ورجالہ ثقات...... الاصابۃ، ج ۲، ص ۳۴۳)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ آسمان پر ناپسندیدہ سمجھتا ہے کہ ابوبکرؓ کوئی خطا کریں۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے حق میں یہ الفاظ اس وقت فرمائے جب آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور اصحاب کرامؓ سے مشورہ فرمایا ان میں حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ وزبیر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ تمام لوگوں نے اپنا اپنا مشورہ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے معاذ بن جبلؓ سے فرمایا کہ تجھے کون سا مشورہ پسند ہے۔؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا، جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مشورہ دیا، وہ مجھے پسند ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ عزوجل ناپسند فرماتا ہے کہ صدیق اکبرؓ خطا کریں۔

یہ حدیث آپؓ کی ارفع و اعلیٰ مرتبت پر دلالت کرتی ہے۔ خود رب کائنات کو یہ بات ناپسند ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کوئی خطا کریں۔ اس سے بڑھ کر شان کیا بیان ہو؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲۰) وعن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ خلقت أنا وابوبکر من طینة واحدة. (فردوس الأخبار، ج ۲، ص ۳۰۵. ج ۳، ص ۲۹۹)

وذکره ابن جوزی مطولا عن أنس ومن طریق ثانیة عن ابن مسعود ولفظهٗ فیهما (أنا وابوبکر و عمر رضی الله عنهما من تربة واحدة وفیها لدفن. (موضوعات لابن جوزی، ج ۱، ص ۳۲۸)

فقد ذکرالسیوطی فی اللآلی انهٗ أخرجهٗ ابن عساکر عن ابن مسعود وابی هریرة رضی الله عنهما

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں اور ابو بکرؓ ایک مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔

ابن جوزی نے اس حدیث کو مطولاً، حضرت انسؓ سے نقل کیا اور ایک اور حوالے سے ابن مسعودؓ سے منقول ہے۔ان دونوں روایتوں کا مطلب ہے۔

"میں اور ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ایک مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی مٹی میں مدفون ہوں گے۔

امام سیوطیؒ نے "اللالی" میں ذکر کیا کہ اس حدیث کو ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے تخریج کیا۔

اس حدیث مقدس میں جو شرف حضرت ابو بکرؓ کے حصے میں آیا ہے وہ کسی اور کے نصیب کہاں، آپؓ کی عظمت پر جسقدر بھی لکھا جائے، کم ہے آپؓ کی تعریف میں جتنا کہا جائے، قلیل اور تھوڑا ہے۔

(۲۱) عن هزیل بن شرحبیل قال، قال عمر ابن الخطاب عن النبیﷺ لووزن ایمان ابی بکرؓ بایمان اهل الارض لرجّح بهم

(شعب الایمان، حدیث نمبر ۳۶، ص ۶۹، ج ۱، مقاصد حسنه للسخاوی، ۵۵۵...... فردوس الأخبار، ج ۳، ص ۴۲۳)

ھذیل بن شرحبیل نے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی، حضرت عمرؓ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تمام لوگوں کے ایمان کے ساتھ، حضرت ابو بکرؓ کے ایمان کاوزن کیا جائے تو ضرور ابو بکرؓ کا پلڑا بھاری رہے گا۔

امام سخاوی فرماتے ہیں اسحاق بن راھویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں بسند صحیح، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل فرمایا اور اس طرح ابن عدی نے عیسیٰ بن عبداللہ کے حالات کے ماتحت "کامل" میں اور مسند الفردوس میں دیلمی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اس کو تخریج کیا، الفاظ یہ ہیں۔

لو وضع ایمان ابی بکر علی ایمان هذه الامة لرجح بها

اگر اس امت کا ایمان ایک پلڑے میں اور حضرت ابو بکرؓ کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت ابو بکرؓ کا ایمان راجح ہو گا۔

اور حضرت ابن عدی نے دوسرے طریق اسے اس حدیث کو اس طرح تخریج فرمایا ہے۔

لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اهل الارض لرجحهم

کتب سنن میں اس حدیث کے شاہد ہیں، حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

ان رجلاً قال یا رسول اللہ ﷺ رایت کأن میزانا أنزل من السماء فوزنت أنت وابوبکر ورجحت أنت ثم وزن ابوبکر بمن بقی فرجح. (الحدیث)

"ایک مرد نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دیکھا گویا کہ ایک میزان آسمان سے نازل ہوا آپ ﷺ کا اور حضرت ابو بکر کاوزن کیا گیا تو آپ ﷺ راجح رہے (یعنی آپ ﷺ کا پلڑا وزنی رہا) پھر باقی تمام لوگوں کا حضرت ابو بکرؓ کے مقابلے میں وزن کیا گیا تو حضرت ابو بکرؓ راجح رہے۔

جب حضرت ابو بکرؓ کے ایمان کا پلڑا تمام امت کے لوگوں سے راجح رہا تو یہ معلوم ہوا کہ آپ تمام امت کے افراد سے افضل ہیں۔ امت میں کوئی آپ کا عدیل وشیل نہیں۔ یہ شرف اور امتیاز صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲۲) وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ علي وفاطمة والحسن والحسين أهلي ابوبكر و عمر و عثمان أهل الله عزوجل واهل الله أفضل من أهلي.

(فردوس الاخبار، جلد ۳، ص ۹۰۔وفي تسويد القوس عن أنس بن مالك)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ حضرت علی، فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم میرے اہل ہیں جبکہ حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم، اللہ عزوجل کے اہل ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اہل میرے اہل سے افضل ہے۔

(۲۳) عن ابي هريرة رضي الله عنهُ قال قال رسول الله ﷺ في السماء الدنيا ثمانون ألف ملك يستغفرون لمن أحبّ ابابكر و عمر رضي الله عنهما و في السماء الثانية ثمانون ألف ملك يلعنون من أبغض أبابكر و عمر رضي الله عنهما.

(فردوس الأخبار، ج ۳، ص ۱۸٦)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، پہلے آسمان میں اسی ہزار فرشتے ہیں، اس شخص کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہے۔ اور دوسرے آسمان پر اسی ہزار فرشتے ہیں جو اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتا ہے۔

(٢٤) عن عون ابن ابي جحيفة عن ابيه قال قال رسول الله ﷺ ابوبكر و عمر سيدا كهول أهل الجنة من الاولين والآخرين ماخلا النبيين والمرسلين.

(طبراني، ج ٢٢، ص ١٠٤ ...... ابن حبان، جز ٩. ص ٢٤)

ورواهُ الامام احمد في مسنده عن علي رضي الله عنهُ قال كنت عندالنبي ﷺ فاقبل ابوبكر و عمر رضي الله عنهما فقال يا علي هذان سيدا كهول اهل الجنة و شبابها بعد النبيين والمرسلين.

(مسند احمد، ج ١، ص ٨٣)

عون بن ابی جحیفہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ارشاد فرمایا، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء و مرسلین کے۔

امام احمد نے "مسند" میں حضرت علیؓ سے روایت کی، حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا پس حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما آئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علیؓ! یہ دونوں اہل جنت کے بوڑھوں اور جوانوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء و مرسلین کے۔

یہ حدیث بھی شان صدیق اکبرؓ میں اظہر ہے۔ جنتیوں کا سردار ہونا کس قدر فضیلت و عظمت کی بات ہے جو حضرت صدیق اکبرؓ کے حصے میں آئی ہے۔

(۲۵) عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ کل الناس یحاسبون یوم القیامة الا ابوبکر الصدیق رضی الله عنهٗ، رواه من طریق ابی نعیم عن عائشة رضی الله عنها من روایة ابی عمر الضریر ثنا حماد بن سلمة عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة رضی الله عنها .

(فردوس الأخبار، ج ۳، ص ۳۱۵)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کل قیامت کے دن حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ تمام لوگوں کا حساب لیا جائے گا۔

معلوم ہوا کل قیامت کے دن بھی حضرت صدیق اکبرؓ بے خوف ہوں گے۔ ان کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کیا جائے گا، شان ہو تو ایسی ہو۔ سبحان اللہ!

(۲۶) اخرج عبدبن حمید فی مسنده وابو نعیم وغیرهما من طرق عن ابی الدرداء ان رسول الله ﷺ قال ماطلعت الشمس وماغربت علی أحد افضل من ابی بکر الاأن یکون نبیا وفی لفظ ماطلعت الشمس علی أحد بعد النبیین والمرسلین أفضل من ابی بکر و ورد ایضاً فی حدیث جابر و لفظهٗ ماطلعت الشمس علی أحد منکم أفضل منهٗ

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واخرجهُ الطبراني وغيرهُ ولهُ شواهد من وجوه أخر تقضي لهُ بالصحة أوالحسن وقدأشار ابن كثير الى الحكم بصحتهٖ (صواعق محرقه، ص ٦٨)

عبد بن حمید نے اپنی "مسند" میں اور ابو نعیم و دیگر محدثین نے حضرت ابو درداء کے طریق سے اس حدیث کو تخریج فرمایا، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ابو بکر صدیقؓ سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع و غرب نہیں ہوتا مگر یہ کہ نبی ہو (یعنی نبی کے علاوہ صدیق اکبرؓ، ہر شخص سے افضل ہیں)

حضرت جابرؓ کی روایت کے بھی یہی الفاظ ہیں۔

اس حدیث کو طبرانی وغیرہ نے بھی تخریج فرمایا۔ دوسری وجوہ سے بھی اس حدیث کے شواہد ہیں جو اس حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کے متقاضی ہیں۔ ابن کثیرؒ نے اس حدیث کے صحیح ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

یہ حدیث حضرت صدیق اکبرؓ کی شان کو چار چاند لگا رہی ہے کہ آج تک سوائے انبیاء و مرسلین کے کوئی شخص ابو بکر صدیقؓ سے افضل نہیں ہوا۔ معلوم ہوا کہ آپ تمام مخلوق سے افضل ہیں بعد از انبیاء۔ سیر حاصل بحث "افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ" کے باب میں ملاحظہ کیجئے۔

(۲۷) روی سفیان بن عیینة عن هشام بن عروة عن ابيه قال أسلم ابوبكر ولهُ اربعون الفاً أنفقها كلها على رسول الله ﷺ في سبيل الله وقال رسول الله ﷺ مانفعني مالي مانفعني مال ابي بكر وأعتق ابوبكر رضى الله عنهُ سبعة كانوا يعذبون في الله منهم بلال وعامر ابن فهيرة (الاستيعاب جلد ٢، ص ٢٤٦، اسد الغابه، ج ٣، ص ٢١٨، مصنف ابن شيبه، ج ١٢، ص ١٠)

وأخرج ابن حبان في صحيحهٖ عن ابي هريرة قال، قال رسول الله ﷺ مانفعني مال قط مانفعني مال ابي بكر رضى الله عنهُ فبكى ابوبكر رضى الله عنهُ وقال ماأنا ومالي لك. (ابن حبان جز ٩، ص ٤)

سفیان بن عیینہ نے ہشام بن عروہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لائے اس وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم ودینار تھے۔ جو سب کے سب اللہ عزوجل کی راہ میں رسول کریم ﷺ پر خرچ کر دیئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "جتنا نفع مجھے ابوبکرؓ کے مال نے دیا، کسی اور کے مال نے نہیں دیا"۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے سات ان غلاموں کو جو اللہ کی راہ میں عذاب دیئے جارہے تھے (ظلم و ستم ہو رہا تھا) کو آزاد کروایا، ان میں حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک حدیث تخریج فرمائی کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھے ہرگز کسی مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے مال نے دیا، یہ بات سن کر حضرت ابوبکرؓ زاروقطار روئے اور عرض کیا یارسول اللہ! (ﷺ) میں اور میرا مال یہ سب کچھ آپ ﷺ کا ہی تو ہے۔

(۲۸) وقدرواہ ابوعیسی الترمذی عن ھارون بن عبداللہ البزار عن الفضل بن دکین عن ھشام بن سعد عن زید بن أسلم عن ابیه عن عمربن الخطاب رضی اللہ عنھم قال أمرنا رسول اللہ ﷺ أن تتصدق ووافق ذالك مالاعندی فقلت الیوم أسبق أبابکر رضی اللہ عنهٗ أن سبقته، قال فجئت بنصف مالی فقال ما ابقیت لأھلك قلت مثلهٗ وجاء ابوبکر رضی اللہ عنهٗ بکل ماعنده فقال یا ابابکر ماأبقیت لأھلك قال أبقیت لھم اللہ ورسولهٗ قلت لاأسبقه الی شیء ابداً

(اسد الغابة، ج ۳، ص ۲۱۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ میرے پاس جو مال تھا اسے مدنظر رکھتے ہوئے میں نے خیال کیا کہ آج ابوبکر صدیقؓ سے سبقت لے جاؤں گا۔ حضرت عمر فاروقؓ نصف مال لے کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے عمرؓ! اپنے اہل وعیال کیلئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ! (ﷺ) اس کے مثل (یعنی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جتنا لے کر آیا ہوں اتنا ہی چھوڑ کر آیا ہوں) حضرت ابو بکرؓ اپنا سارا مال لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے، ارشاد ہوا، اے ابو بکرؓ اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عرض کیا، یا رسول اللہ! (ﷺ) ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) ہی کافی ہے (یعنی سب کچھ گھر سے لے آیا ہوں)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ اس ابو بکر صدیقؓ سے کبھی بھی سبقت نہ پا سکوں گا۔

حضرت ابو بکرؓ کا جذبۂ ایثار و سخاوت دیکھئے کہ اپنے محبوب کریم ﷺ کے اشارے پر گھر کا سارا مال حاضر خدمت کر دیا اور اپنے گھر کیلئے خدا تعالیٰ اور اس کے محبوب نبی کو کافی سمجھ لیا۔ ادھر حضرت عمرؓ اپنے مال کی فراوانی پر یہ گماں کئے بیٹھے تھے کہ آج اس عظیم سخی ابو بکرؓ سے بڑھ جاؤں گا مگر یہ منظر دیکھ کر وہ بھی بے اختیار پکار اٹھے۔

عمرؓ کبھی بھی اس سخی سے مسابقت میں بڑھ نہ سکے گا۔

یہی وہ جذبہ، عشق اور وارفتگی ہے جس نے صدیق اکبرؓ کو اوج کمال پر پہنچا دیا اور آپ کی شان و عظمت میں احادیث کتابوں کی زینت بنتی گئیں۔ جن کے اندر سرکار دو عالم ﷺ نے بشارات اور شانوں سے اپنے یار غار کو نوازا۔

(۲۹) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال، قال رسول اللہ ﷺ لکل شئی شفاء و شفاء القلوب ذکر اللہ وشفاء ذکر اللہ عزوجل حب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما. (فردوس الاخبار، ج ۳، ص ۳۷۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، ہر چیز کیلئے شفاء ہے اور دلوں کی شفاء، اللہ عزوجل کے ذکر میں ہے۔ اور اللہ عزوجل کے ذکر میں شفا حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ہے۔

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی اس وقت قابل شفاء ہے جب شیخین کی محبت دل میں موجزن ہو۔ جب اس محبت کو چھوڑ دیا تو شفاء بھی ختم ہوئی۔ جو رب ذوالجلال اور سیدنا محمد عربی ﷺ کی محبت کا طالب ہو اسے چاہیے کہ شیخین کی محبت کو دل میں سموئے

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رکھے اور ان نیک ہستیوں کے دامن سے وابستہ رہے اور ان درخشندہ ستاروں کی روشنی میں اپنا راستہ پکڑتا رہے۔ جو ان سے ہٹا وہ صراط مستقیم سے پھسل گیا اور جہنم واصل ہوا۔

(۴۰) عن زيد بن أرقم قال دعا ابوبكر بشراب فأتي بماء وعسل فلما أدناهُ من فيه نحاهُ ثم بكى حتى بكى أصحابهُ فسكتوا وماسكت ثم عاد فبكى حتى ظنوا انهم لايقوون على سألته ثم أفاق فقالوا يا خليفة رسول الله ﷺ ما أبكاك قال كنت مع رسول الله ﷺ فرأيتهُ يدفع عن نفسه شيئا ولم أرأحداً معهُ فقلت يا رسول الله ﷺ ماهذا الذي تدفع ولاأرىٰ أحداً معك قال هذه الدنيا تمثلت فقلت لها اليك عني فتنحت ثم رجعت فقالت اماانك ان أفلت فلن يفلت مني من بعدك فذكرت ذالك فخشيت أن تلحقني.

(اسد الغابه في معرفة الصحابة لابن اثير، ج ۳، ص ۲۱۷)

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے پینے کیلئے پانی منگوایا، آپ کی خدمت میں شہد اور پانی پیش کیا گیا۔ جب حضرت صدیق اکبرؓ نے شہد ملے پانی کو منہ کے قریب کیا تو اسے پھر دور ہٹا دیا اور آپؓ نے رونا شروع کر دیا۔ یہانتک کہ آپؓ کے ساتھیوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ لوگ رونا بند کر گئے مگر صدیق اکبرؓ مسلسل روتے رہے۔ جب یہ گریہ زاری تھمی تو آپ کو دوبارہ شربت پیش کیا گیا اور آپ نے دوبارہ رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ساتھیوں نے خیال کیا کہ اس معاملے پر ہم قابو نہ پا سکیں گے۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کچھ افاقہ ہوا تو ساتھیوں نے عرض کیا۔ اے خلیفہ رسول ﷺ! آپؓ کو کس چیز نے اس قدر رلایا؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کسی چیز کو ہٹا رہے ہیں۔ جبکہ بظاہر کچھ نظر بھی نہیں آرہا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں جبکہ کچھ نظر بھی نہیں آرہا؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، یہ دنیا تھی جو مثالی شکل میں میرے سامنے آئی۔ میں نے اسے کہا کہ جا، مجھ سے دور ہو جا۔ پس وہ مجھ سے دور ہو گئی اور اس کی آواز آئی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے تو مجھے ٹھکرا دیا

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مگر جو لوگ آپ ﷺ کے بعد آئیں گے وہ مجھے یوں نہ ٹھکرائیں گے۔

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں میں نے دنیا کی اس بات کو یاد کیا اور ڈر گیا کہ کہیں وہ میرے ساتھ تو نہیں آملی۔

حضرت ابو بکرؓ کے زہد و تقویٰ اور خشیت الٰہی کی کس قدر عالیشان مثال ہے۔ قرآن پاک کے اندر مومنین کی جو خصوصیات گنوائی گئی ہیں ان کا چلتا پھرتا مجسمہ حضرتُ صدیق اکبرؓ کی ذات انور تھی۔ آپؓ کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک نام ''اواہ'' بھی ہے جس کا مطلب ہے بہت زیادہ گریہ زاری اور آہ و فغاں کرنے والا، آپ کا دل خوف خدا سے اس قدر رقیق اور نرم تھا کہ شہد ملا پانی پیتے ہوئے بھی ہچکیاں بندھ گئیں اور یہ خوف لاحق ہو گیا کہ کہیں دنیا نہ آلے اور مجھے اپنی طرف مائل نہ کرے۔ کوئی دوسرا بھلا کیسے آپ کے مرتبے تک پہنچے؟

(۳۱) عن ابی ملیکة رضی الله عنهٗ قال، قال رجل لأبی بکر یا خلیفة الله قال لست بخلیفة الله ولکنی أنا خلیفة رسول الله ﷺ وأنا راض بذالك .

(الاستیعاب، ج ۲ ص ۲۵۲)

حضرت ابو ملیکہ رضی اللہ عنہٗ راوی ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکرؓ کو ''خلیفۃ اللہ'' (اللہ کا خلیفہ) کہہ کر پکارا۔ آپ نے فرمایا ''میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ نہیں، میں تو رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں اور آپ ﷺ کا خلیفہ ہونے پر رضامند ہوں۔

کیسی شیفتگی اور محبت ہے رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک سے کہ اپنے آپ کو ''خلیفہ رسول'' (ﷺ) کہلوانا پسند کیا، گویا اس بات کا اظہار کیا کہ ہمیں خدائے عزوجل کی کب پہچان تھی۔ ہم نے تو اپنے مولیٰ کو بھی نبی کریم ﷺ کی وجہ سے جانا، انہی کے طفیل نکتہ توحید سمجھ میں آیا اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ کی بے پایاں محبت جو کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھی اس کا تقاضا تھا کہ انہیں آپ ﷺ کے خلیفہ کے نام سے یاد کیا جائے۔

میان عاشق و معشوق رمزایست — کراما کاتبین رازو خبر نیست

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ تو محبوب و محب کے درمیان راز ہے جسے ہم کب جان سکتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ ایمان و خلوص اور محبت و الفت کی ان بلندیوں پر فائز ہیں جہاں ہماری عقل پہنچنے سے قاصر ہے۔ جو اس راہ عشق سے نہیں گزرے، بھلا انہیں اس کی کیا خبر!

(۳۲) عن عمر ابن الخطابؓ قال مر رسول اللهﷺ وأنا معهٗ وابوبكر على ابن مسعود وهويقرأ فقام يستمع قرأتهٗ ثم ركع عبدالله وسجد فقال رسول اللهﷺ من سرهٗ أن يقرأ القران فليقرأ من ابن ام عبد، قال فأدلجت الى ابن مسعود لأبشرهٗ بما قال رسول اللهﷺ فلما ضربت الباب سمع صوتي فقال ماجاء بك فقلت جئت أبشرك بما قال رسول اللهﷺ قال سبقك ابوبكر، قلت أن يفعل فانهٗ سابق بالخيرات ماستبقنا الى خيرقط الاسبقني اليه ابوبكر رضي الله عنه

(معجم كبير للطبراني، ج ۹، ص ۷۱. مسند احمد، ج ۱، ص ۲۷)

قال في الجمع الزوائد (۲۸۸/۹) ورجالهٗ رجال الصحيح غير مرات بن محبوب وهوثقة

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے۔ رسول اکرمﷺ کا گذر عبداللہ ابن مسعود کے پاس سے ہوا، میں اور ابو بکر صدیقؓ بھی ہمراہ تھے۔ ابن مسعودؓ تلاوت قرآن کر رہے تھے۔ نبی کریمﷺ ٹھہر گئے اور آپؐ کی تلاوت سماعت فرمائی۔ پھر عبداللہ ابن مسعودؓ نے رکوع کیا اور سجدے میں چلے گئے۔ نبی کریمﷺ نے فرمایا: جسے قرآن پاک پڑھنا پسند ہو اسے چاہیے کہ ام عبد کے بیٹے (یعنی ابن مسعودؓ) سے پڑھے۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں رات کے آخری حصے میں میں ابن مسعودؓ کے پاس گیا تاکہ انہیں نبی اکرمﷺ کی بشارت سناؤں جب میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ابن مسعودؓ نے میری آواز سن لی اور کہا "اے عمر بن خطاب! کیوں آئے ہو؟ میں نے جواب دیا" تاکہ آپ کو نبی کریمﷺ کی طرف سے خوشخبری سناؤں" وہ کہنے لگے، آپ سے پہلے ابو بکر صدیقؓ یہ کام کر گئے ہیں۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

اگر حضرت ابوبکرؓ یہ کام کر گئے ہیں تو بے شک پہلے بھی وہ نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں۔ کسی نیک کام میں جب ہم نے آپ سے مسابقت کی کوشش کی، وہ ہم سے برتری لے گئے"۔

اس حدیث سے خود حضرت عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر صحابیؓ کی زبانی پتہ چل رہا ہے کہ وہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے، خیر کی طرف لپکنے والے اور بھلائی کی طرف بسرعت قدم بڑھانے والے ہیں۔ اور یقیناً یہ بڑی شان اور مرتبہ کی بات ہے۔

(۳۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان لأبی بکر رضی اللہ عنہٗ مجلس من النبی ﷺ لایقوم عنہٗ الاللعباس رضی اللہ عنہٗ وکان ذالك لیسر رسول اللہ ﷺ (طبرانی، ج ۱۰، ص ۲۸۵ ...... مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۲۷۰)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایسی مجلس تھی کہ کبھی بھی بارگاہ نبوی ﷺ سے الگ نہ ہوتے تھے مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کیلئے۔ اور آپؓ کا یہ کام نبی کریم ﷺ کو مسرور کر دیتا۔

اس حدیث پاک میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نبی کریم ﷺ کی صحبت فیضیاب سے کبھی نہ جدا ہونے ذکر ہے۔ جس کا مطلب یہ کہ صدیق اکبرؓ اپنی آنکھوں کو آنحضرت ﷺ کے دیدار سے ٹھنڈک پہنچاتے رہتے اور ہر وقت اس حسن باکمال اور جمال لازوال کا مشاہدہ کر کر کے اپنے ایمان کو جلا بخشتے۔

(۳٤) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہٗ قال قال رسول اللہ ﷺ من رأنی فی المنام فقدرانی فان الشیطان لایتمثل بی ومن رأیٰ ابابکر رضی اللہ عنہٗ فی المنام فقدرأہٗ فان الشیطان لایتمثل بہ. (فردوس الاخبار للدیلمی، ج ٤، ص ۲۹۲)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس تحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اور جس نے خواب میں ابوبکرؓ کو دیکھا اس نے یقیناً

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو بکر کو ہی دیکھا کیونکہ شیطان ابو بکرؓ کی شکل نہیں بنا سکتا۔

مطلب صاف ظاہر ہے کہ جس طرح شیطان میری صورت میں آنے پر قادر نہیں اسی طرح اسے یہ طاقت بھی نہیں کہ وہ میرے یار ابو بکرؓ کی شکل میں آسکے۔ شیطان ہر ایک کی صورت اختیار کر سکتا ہے مگر آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے یار غار حضرت صدیق اکبرؓ کی شکل و صورت اختیار کرنے سے قاصر ہے۔

(۳۵) عن ابن عباس رضی اللہ عنہٗ قال، قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالیٰ أیدنی باربعة وزراء نقباء قلنا یا رسول اللہ ﷺ من ھوالاء الاربع قال اثنین من اھل السماء واثنین من أھل الارض. فقلت من الاثنین من اھل السماء قال جبریل ومیکائیل، قلنا من الاثنین من أھل الارض قال ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما.

(معجم کبیر للطبرانی، ج ۱۱، ص ۱۴۴ ...... زوائد البزاز، حدیث نمبر ۲۴۹۱)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ عزوجل نے چار وزراء اور نقبا سے میری مدد فرمائی ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ چار کون ہیں؟ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا، دو آسمان والوں میں سے اور دو زمین والوں میں سے۔ عرض کیا، آسمان میں کون دو وزیر ہیں؟ فرمایا، "جبرائیل اور میکائیل" عرض کیا، زمین میں کون وزیر ہیں؟ فرمایا "ابو بکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما"

(۳۶) أخرج الدیلمی فی فردوس الأخبار عن أنس ابن مالك مرفوعاً مامن نبی الاولہٗ نظیر فی امتی فابوبکر رضی اللہ عنہٗ نظیر ابراھیم وعمر نظیر موسیٰ، ولہٗ شاھد مافی الطبرانی من طریق عاصم ابن ابی النجود عن زرین جیش عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنھما قال، قال رسول اللہ ﷺ یا ابابکر انما مثلك مثل ابراھیم علیه السلام حین قال (فمن تبعنی فانہٗ منی ومن عصانی فانك غفوررحیم) واما انت یا عمر فمثلك مثل نوح

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عليه السلام حين قال (رب لا تذر علىٰ الارض من الكافرين ديارا) ومثل موسىٰ عليه السلام حين قال (ربنا اطمس على اموالهم) (معجم کبیر، ج ۱۰، ص ۱۴۳۔ ۱۴۴ فردوس الاخبار، ج ۵، ص ۳۳۶۔ مجمع الزوائد، ج۹، ص ۸۷)

فردوس الاخبار میں حافظ شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ دیلمی نے حضرت انس بن مالکؓ سے مرفوعا اس حدیث کی تخریج کی۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہر نبی کی نظیر میری امت میں موجود ہے۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عمرؓ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی۔

اس حدیث کی شاہد طبرانی کی حدیث ہے جو انہوں نے عاصم ابن ابی النجود کے طریق سے روایت کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے ابو بکرؓ! تیری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے جب انہوں نے فرمایا **(فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم)** اور اے عمرؓ! تیری مثال حضرت نوح اور موسیٰ علیہما السلام کی ہے جب حضرت نوح علیہ السلام نے کہا **(رب لاتذر علىَ الارض من الكافرين ديارا)** اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا **(ربنا اطمس على اموالهم)**

حضرت ابو بکرؓ کو جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر قرار دیا۔ یقیناً یہ بات حضرت ابو بکرؓ کی رفیع شان اور بلند مقام پر دال ہے۔

(۳۷) عن ابن عباسؓ قال ، قال رسول الله ﷺ ماأحد من الناس أفضل علي في نعمة في اهل و مال من ابي بكر رضى الله عنهٗ و لو كنت متخذاً خليلاً لأتخذتهٗ ولكن الأخوة الاسلام أوالايمان (زوائد البزاز، ج ۲ ، ص ۲۴۸...... مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۲۰۳ ...... طبرانی ، ج ۱۱، ص ۲۷۵)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اہل و مال میں مجھ پر احسان کے اعتبار سے لوگوں میں کوئی بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ سے افضل نہیں۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی بھائی چارہ بہتر ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلام کے راستے میں دریادلی کے ساتھ جس طرح حضرت ابو بکرؓ نے خرچ کیا اس کی مثال پوری تاریخ میں کہیں نہیں ملتی ۔ اس کا اعتراف خود سرکار دوجہاں ﷺ نے فرمایااور آپؓ کی فضیلت کو چار چاند لگا دیئے۔

(۳۸) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہٗ قال قال رسول اللہ ﷺ مامررت بملاء من الملائکۃ الارأیت اسمی وابسم ابی بکر من خلفی و فی روایۃ عنہٗ لما عرج بی الی السماء مامررت بسماء الاوجدت فیھا مکتوباً محمد رسول اللہ ﷺ و ابوبکر من خلفی۔(لسان المیزان، ج ۵، ص ۸۱۷ ......میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۶۰۷، فردوس الاخبار، ج ٤ ، ص ۳۸۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں فرشتوں کی جس جماعت کے ساتھ بھی گذرا، میں نے اپنا نام لکھا دیکھااور اس کے بعد ابو بکر کا۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک اور روایت میں ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جب مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان سے گذرااس پہ لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ (ﷺ)اور میرے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ۔

جہاں یہ حدیث حضرت صدیق اکبرؓ کی عظمت وشان کو ظاہر کر رہی ہے وہاں اس بات کا پتہ بھی دے رہی ہے کہ حضور کریم ﷺ کے بعد خلیفہ آپؓ ہی ہیں۔ تبھی تو سرکار کے نام کے بعد ان کا نام لکھا ہے۔

(۳۹) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہٗ قال قال رسول اللہ ﷺ مابال أقوام نقضوا عھدی وضیعوا وصیتی فی ابی بکر رضی اللہ عنہٗ، وزیری وانیسی فی الغار لأنالھم وفی روایتۃ لا ینالھم اللہ شفاعتی۔

(کنز العمال، حدیث نمبر ۳۲۶۳۹...... فردوس الاخبار، ج ٤، ص ٤٠٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قوموں کو کیا ہو گیا کہ انہوں نے میرے عہد کو چھوڑ دیااور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہٗ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے حق میں میری وصیت کو ضائع کر دیا، حضرت ابوبکر میرے وزیر اور غار کے ساتھی ہیں۔ اللہ عزوجل ایسی قوموں کو میری شفاعت نصیب نہ کرے، یعنی میری ایسے لوگوں کے لئے شفاعت نہ ہوگی۔

اس حدیث مبارک میں تہدید ہے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنا تعلق درست نہ رکھا، ان کی ذات مبارک میں عیب و نقص کے جویاں رہے اور بلا وجہ ان پر کیچڑ اچھالتے رہے۔ آقائے دو عالم ﷺ نے ان کو تنبیہ فرمائی کہ کل قیامت کے روز ایسے لوگوں کیلئے میری شفاعت نہ ہوگی جس کی شفاعت حضور کریم ﷺ نہ فرمائیں گے بھلا اسے کون چھڑا سکے گا۔؟

(٤٠) عن أنس ابن مالك رضى الله عنهُ قال قال رسول الله ﷺ ما أعطيت فضيلة الاوقد أعطيت شطرا منها حتى الشهادة فاني أوتاها بسم أكلة خيبر تؤتا ها بسم أفعي ليلة الغار

(فردوس الاخبار، ٤، ص ٤٠٧ ...... كنز العمال، حديث نمر ٣٢٦٤٠)

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے جو بھی فضیلت عطا کی گئی ہے اس فضیلت سے (اے ابوبکر!) تجھے بھی کچھ نہ کچھ حصہ عطا کیا گیا، یہاںتک کہ شہادت۔ اگر خیبر میں ایک لقمہ زہر آلود گوشت کھانے کی وجہ سے مجھے شہادت کا درجہ عطا کیا گیا تو اے ابوبکر! تمہیں غار والی رات سانپ کے زہر سے یہ درجہ عطا کیا گیا)۔ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

"قالهُ لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ"

یعنی یہ الفاظ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمائے۔

سبحان اللہ! یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔ کیسا کرم ہے بارگاہ نبوی ﷺ سے اس یار غار پر کہ ہر فضیلت سے اپنے دوست کو بھی کچھ نہ کچھ حصہ ملا، حتی کہ شہادت خفی اگر نبی کریم ﷺ کو زہر آلود لقمہ تناول کرنے سے ملی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ عنہ کو ہجرت کی رات اپنے محبوب کریم ﷺ کیلئے غار صاف کرتے ہوئے ایک سوراخ پر اپنی ایڑی رکھنے اور سانپ کے ایڑی پر ڈسنے سے یہ رتبہ نصیب ہوا۔ احادیث مقدسہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات بھی اس خیبر والے زہر کی وجہ سے ہوئی اور حضرت صدیق اکبرؓ بھی بالآخر سانپ کے زہر کی وجہ سے خالق حقیقی سے جا ملے۔ سچ ہے۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

قارئین! مناقب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر چالیس احادیث آپ کی نذر کرنے کی سعادت ملی۔ جیسا کہ سابقہ اوراق میں عرض کر چکا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق، جس نے چالیس احادیث مقدسہ جو ضروریات دین سے ہوں، میری امت تک پہنچائیں، قیامت کے دن رب ذوالجلال اسے فقیہہ اٹھائے گا اور میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا، میں نے پھر ان اربعین کا اعادہ اس امید کے ساتھ کیا ہے کہ کل بروز قیامت، سرکار دوعالم ﷺ مجھ گنہگار کی شفاعت فرمائیں اور رب ذوالجلال ان کی برکت سے میرے گناہ معاف فرمائے۔ تمام پڑھنے والے، سننے والے حضرات کے حق میں بھی یہی دعا ہے کہ سب کو سید دوعالم ﷺ کی شفاعت نصیب ہو، آمین۔

marfat.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپؓ کی اولاد

چونکہ اصل موضوع "خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب" تھا اس لئے آپؓ کی اولاد کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔ "صفۃ الصفوۃ" کے اندر آپؓ کی چار شادیوں کا تذکرہ موجود ہے۔

۱۔ قتیلہ بنت عبدالعزی سے شادی فرمائی اور اس سے عبداللہؓ اور اسماءؓ پیدا ہوئے۔

۲۔ ام رومان بنت عامر سے عبدالرحمانؓ اور عائشہؓ نے جنم لیا۔

۳۔ اسماء بنت عمیس کے بطن سے "محمدؒ" پیدا ہوئے

۴۔ حبیبہ بنت خارجہ ابن زید سے عقد فرمایا اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام

علی سیدالانبیاء والمرسلین

marfat.com
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ماخذ و مراجع

١ القرآن الحکیم
٢ الاصابہ
٣ اسد الغابہ
٤ الاستیعاب
٥ البدایہ والنھایہ
٦ التمہید
٧ التاریخ الکبیر
٨ ابن ماجہ
٩ الترغیب والترھیب
١٠ المعجم الکبیر
١١ المنجد
١٢ الصحاح
١٣ الصراح
١٤ القاموس
١٥ النووی شرح مسلم شریف
١٦ بخاری شریف
١٧ تاریخ طبری
١٨ ترمذی شریف
١٩ تفسیر خازن
٢٠ تفسیر مظہری
٢١ تفسیر کبیر
٢٢ تفسیر بحر محیط
٢٣ تفسیر قرطبی
٢٤ تفسیر جمل
٢٥ تفسیر درمنثور
٢٦ تفسیر روح المعانی
٢٧ تفسیر کشاف
٢٨ تاریخ کامل (ابن اثیر)
٢٩ حل المعاقد
٣٠ حاکم
٣١ خصائص کبریٰ
٣٢ دلائل نبوت
٣٣ روض الانف
٣٤ ردالمختار
٣٥ زرقانی
٣٦ زوائد البزاز
٣٧ سیرت حلبیہ
٣٨ شرح عقائد جلالی
٣٩ شرح عقائد نسفی
٤٠ شرح فقہ اکبر
٤١ شعب الایمان
٤٢ صحیح ابن حبان
٤٣ صفۃ الصفوۃ
٤٤ صواعق محرقہ
٤٥ طبرانی شریف
٤٦ عمدۃ القاری
٤٧ فتح القدیر
٤٨ فتح الباری
٤٩ فردوس الاخبار
٥٠ کنز العمال
٥١ لسان العرب
٥٢ لسان المیزان
٥٣ مجمع الزوائد
٥٤ منتہی الادب
٥٥ مواھب لدنیہ
٥٦ مصنف ابن ابی شیبہ
٥٧ مسند امام احمد
٥٨ مرقات شرح مشکوۃ
٥٩ مسلم شریف
٦٠ مصنف عبدالرزاق
٦١ مقاصد حسنہ
٦٢ میزان الاعتدال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

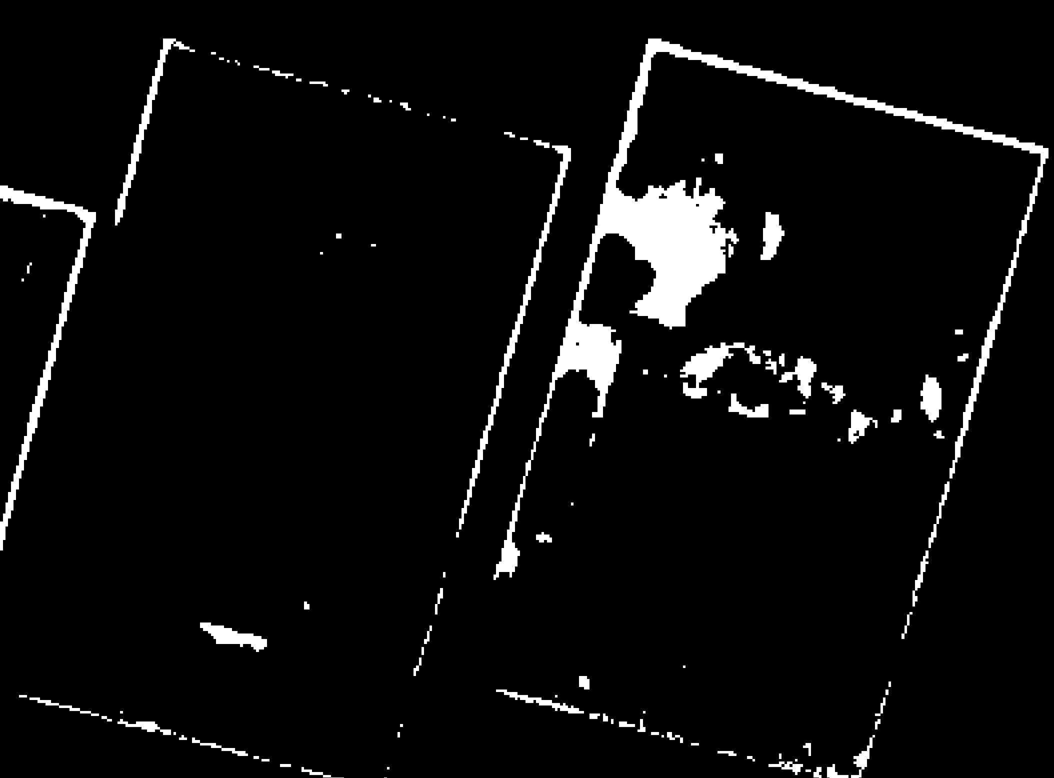
https://ataunnabi.blogspot.com/



- اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل
- ارکانِ دین







مکتبہ جمال کرم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/



Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari